فیضانِ کرم

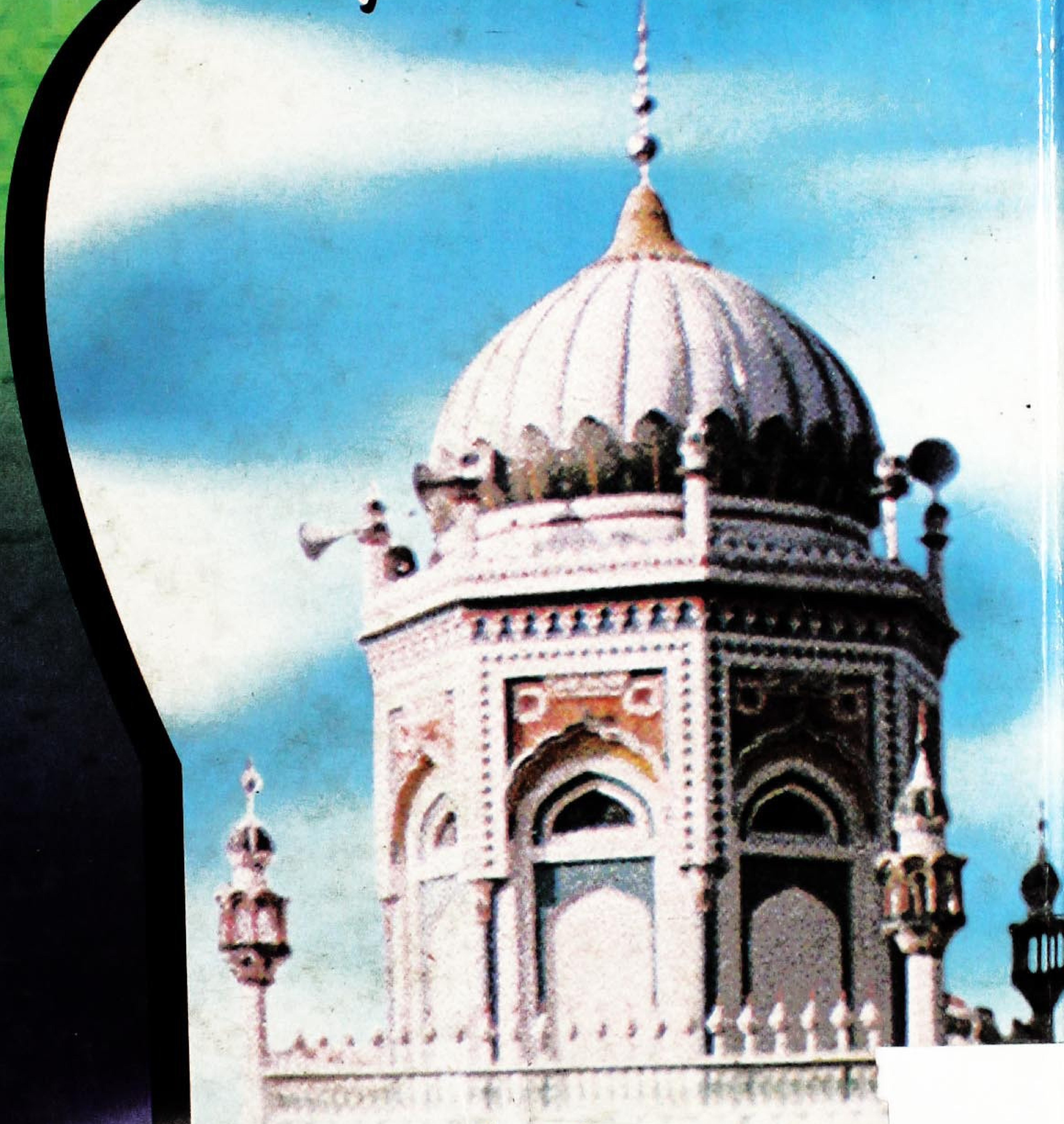

تالیفِ لطیف

صاحبزادہ ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری غفرلہ

Marfat.com

زیب سجادہ
حضور پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری

حضور پیر محمد اختر حسین حنفی القادری

حضور پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری

Marfat.com

فَبَشِّر عِبَا دِالَّذِینَ یَستَمِعُونَ القَولَ فَیَتَّبِعُونَ اَحسَنَه ط

میرے اُن بندوں کو خوشخبری سُنا دو جو بات سُن کر بہتری کی پیروی کرتے ہیں۔

اُبل رہے ہیں حُروفِ کُہن سے معنیٔ نو

مقامِ وجد ہے اے ناقدِ سیاق و سباق

فیضانِ کرم

ملفوظاتِ طیّبات

غوثِ زماں، مجددِ دوراں، صاحب المقاماتِ جلیہ، مظہر الکمالاتِ اطبیہ

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حُسین حنفی القادری

قدس اللہ سرہ المعنوی المشہور حضرت قبلہ عالم منگانوی

تالیفِ لطیف

ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری غفرلہٗ

باہتمام

قادریہ آرگنائزیشن آستانہ عالیہ غوثیہ، قُطبیہ دربار کرمیہ

طاہر آباد۔ منگانی شریف ضلع جھنگ (پنجاب)

Marfat.com

طاہر حسین قادری
ابوالحسن محمد
292/42
117507

یکے از مطبوعات آستانہ عالیہ منگانی شریف

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب — فیضانِ کرم
مصنف — صاحبزادہ ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین قادری منگانوی
باہتمام — قادریہ آرگنائزیشن دربار عالیہ منگانی شریف
کتابت
ہدیہ

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ غوثیہ قطبیہ دربار کرمیہ طاہر آباد (منگانی شریف)
نزد موچیوالہ ہسپتال جھنگ فیصل آباد روڈ (ضلع جھنگ) پنجاب
فون :- 0471-662079

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	**انتساب**	
۲	حرفِ آغاز	۲
۳	مجالسِ اولیاء	۶
۴	پیشِ لفظ	۹
۵	دُرودتاج	۱۱
۶	نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۳
۷	منقبت بحضور غوث الاعظمؒ	۱۴
۸	شجرہ طریقت	۱۵
۹	التجا بدرگاہِ رب العلیٰ	۲۲
۱۰	تعریف و توصیف درسلسلہ قادریہ	۲۴
۱۱	بابِ اقلیم فقر و عشق حضرت قبلہ عالم منگانویؒ	۲۶
۱۲	منقبت بحضور قبلہ عالمؒ (اردو)	۴۰
۱۳	منقبت بحضور قبلہ عالمؒ (فارسی)	۴۱
	ملفوظات طیّبات	
۱۴	ملفوظ (۱) اولیاء اللہ اور اُن کی کرامات	۴۴
۱۵	ملفوظ (۲) اہلِ ذکر کا مقام	۴۸

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۲	ملفوظ (۳) دُنیا کی بے ثباتی	۱۶
۵۶	ملفوظ (۴) علم غیب اور اولیاء اللہ	۱۷
۶۰	ملفوظ (۵) دُنیا کی حقیقت	۱۸
۶۲	ملفوظ (۶) صفائی قلب اور راہِ سُلوک کی منازِل	۱۹
۶۶	ملفوظ (۷) مجاہدۂ نفس اور دُرویش	۲۰
۶۸	ملفوظ (۸) ذاکر زندہ اور غافل مُردہ ہے	۲۱
۷۲	ملفوظ (۹) ذکر پاس انفاس	۲۲
۷۵	ملفوظ (۱۰) حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۳
۷۹	ملفوظ (۱۱) ''نیستی ہستی ہے یار و اور ہستی کُچھ نہیں''	۲۴
۸۲	ملفوظ (۱۲) صابر اللہ کا دوست ہوتا ہے	۲۵
۸۵	ملفوظ (۱۳) شانِ سیدنا عُثمان غنیؓ و حضرت عبداللہ بن حُذیفہ	۲۶
۸۸	ملفوظ (۱۴) ''جیویں پیارا راضی ہووے مرضی ویکھ سجن دی''	۲۷
۹۱	ملفوظ (۱۵) حضرتِ امیر معاویہؓ اور ہمارا عقیدہ	۲۸
۹۶	ملفوظ (۱۶) مجاہدہ و مکاشفہ اور تصوف کے چار مقامات	۲۹
۱۰۰	ملفوظ (۱۷) رزقِ حلال اور طعام پر ذکرِ الٰہی	۳۰
۱۰۲	ملفوظ (۱۸) شکم سیری کی آفات	۳۱
۱۰۶	ملفوظ (۱۹) تصورِ شیخ اور آئینۂ دِل	۳۲
۱۱۱	ملفوظ (۲۰) ایمان کی اصل عشق ہے	۳۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۴	ملفوظ (۲۱) حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؓ کا ذکرِ خیر	۱۱۶
۳۵	ملفوظ (۲۲) احکامِ الٰہی و اولیاء اللہ کے درجات	۱۱۹
۳۶	ملفوظ (۲۳) حضرت امام شافعیؒ کا ذکرِ خیر	۱۲۳
۳۷	ملفوظ (۲۴) پہچانِ حق کچھ اور ہی چیز ہے	۱۲۶
۳۸	ملفوظ (۲۵) اولیاء اللہ کی خدمت میں رہنے والے جانوروں کا مقام	۱۲۹
۳۹	ملفوظ (۲۶) پیرومُرید، تصوف کے چار سلسلے	۱۳۲
۴۰	ملفوظ (۲۷) اعتقادِ صادق اور یقینِ کامل	۱۳۵
۴۱	ملفوظ (۲۸) اللہ تعالیٰ کی تنبیہ و امت کے گروہ اور اہل اللہ کے درجات	۱۳۷
۴۲	ملفوظ (۲۹) غیبت کا گناہ و زیارتِ سیدنا بلال حبشیؓ	۱۴۰
۴۳	ملفوظ (۳۰) حضرتِ امام بُخاریؒ کا ذکرِ خیر	۱۴۴
۴۴	ملفوظ (۳۱) محبتِ شیخ کا تقاضا ، مقامِ جمع	۱۴۸
۴۵	ملفوظ (۳۲) سیّدنا امام حسنؓ، حضور پیر سید فضل حُسین شاہ بن قُطبُ الاقطاب حضرت سید قطب علی شاہ بُخاری پیر محلویؒ کا ذکرِ خیر	۱۵۱
۴۶	ملفوظ (۳۳) مقامِ درویش	۱۵۷
۴۷	ملفوظ (۳۴) احترامِ میّت ، مرزا غالب ، عزرائیل سے مُلاقات اور بیمار پُرسی	۱۶۱
۴۸	ملفوظ (۳۵) پیرانِ پیر دستگیر سیدنا غوث الاعظمؓ کا ذکرِ خیر	۱۶۵
۴۹	ملفوظ (۳۶) جسم و روح کا تعلق و علم الاعداد	۱۷۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۰	ملفوظ (۳۷) نوافل ہدیۃ رسول ﷺ، حقوق الشیخ اور حقوق والدین کا بیان	۱۷۷
۵۱	ملفوظ (۳۸) حضرت بو علی شاہ قلندرؒ اور علی احمد صابرؒ کا ذکرِ خیر	۱۸۳
۵۲	ملفوظ (۳۹) دہڑ شریف حاضری کے موقع پر ارشادات	۱۸۸
۵۳	ملفوظ (۴۰) حضور کے والد ماجد حضرتِ خواجہ بلوآنویؒ کا ذکرِ خیر	۱۹۳
۵۴	ملفوظ (۴۱) وقت کے ابدال سے مُلاقات اور داڑھی مُبارک کا بیان	۲۰۰
۵۵	ملفوظ (۴۲) نماز سراپا نیاز ہو اور محبتِ الٰہی کے آداب	۲۰۴
۵۶	ملفوظ (۴۳) شیخ حُسین بن منصور حلاجؒ اور شیخ شبلیؒ کا ذکرِ خیر	۲۱۲
۵۷	ملفوظ (۴۴) حضرتِ امیر خسروؒ کا عشق	۲۱۶
۵۸	ملفوظ (۴۵) حضور کے والد ماجد حضرت خواجہ بلوآنویؒ کے فضائل ومناقب کا بیان	۲۲۳
۵۹	ملفوظ (۴۶) فضائلِ صدقات	۲۲۸
۶۰	ملفوظ (۴۷) امر وادب کا بیان و لا الہ کے معارف ومعانی	۲۳۴
۶۱	ملفوظ (۴۸) حضرت شمس تبریزیؒ اور مولانا رُومیؒ کا ذکرِ خیر	۲۳۷
۶۲	ملفوظ (۴۹) اہلِ توحید کا بیان	۲۴۱
۶۳	ملفوظ (۵۰) مُرشدِ کامل کی ضرورت	۲۴۵
۶۴	ملفوظ (۵۱) معرفتِ الٰہی	۲۴۹
۶۵	قصیدۂ غوثیہ اور اس کے فوائد وخواص	۲۵۵

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	خُطبات	
۶۶	حضرت قبلہ عالمؒ کا خُطبہ	۲۶۵
۶۷	طریقہ ء اسلاف	۲۶۶
۶۸	صُحبتِ اولیاء	۲۷۴
۶۹	مقامِ حضرتِ انسان	۲۷۹
۷۰	ادب و آداب	۲۹۳
۷۱	خطاب عُرس مُبارک	۳۰۸
۷۲	بے مثل بُرہان	۳۱۴
۷۳	حضور قبلہ عالمؒ کے خُطباتِ جُمعہ	۳۲۲
۷۴	ارشادات و اقوال حضور قبلہ عالمؒ	۳۲۴
۷۵	حضور قبلہ عالمؒ کا سفرِ آخرت	۳۴۳
۷۶	الفراق	۳۶۳

Marfat.com

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

ہم پر (حُسن و جمال فضل و کمال) کا کامل چاند (اللہ کا نبی صلّے اللہ علیہ وسلّم) طلوع ہوا وداع کی گھاٹیوں سے۔
اِس مہِ کامل (پیارے مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے آنے کا شُکر ہم پر واجب ہوگیا اس وقت تک جب تک کہ دُعا کرنے والا دعا کرتا رہے یعنی قیامِ قیامت تک

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیعُ الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

عیدِ میلاد پہ قرباں ہوں ہماری عیدیں
کہ اِسی عید کا صدقہ ہیں یہ ساری عیدیں

Marfat.com

انتساب

اپنے برادران ذی وقار

سیدی وسندی مظہر الانوار

حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب

اور

اخترِ جود و کرم

حضرت قبلہ پیر محمد اختر حُسین صاحب

ادامُ اللہ تعالیٰ فُیُوضَہُم وَ افاضَ علینا برکاتھم

کے نام

آپ کے دم سے ہے روشن یہ حیاتِ مُستعار
آپ کا سایہ رہے سر پر بفضلِ کردگار
آپ کی مہر و محبت سے ہے لُطف زندگی
آپ سے طاہر گلستانِ کرمؑ میں ہے بہار

Marfat.com

حرفِ آغاز

الحمد للّٰہ الذی خلق الانسان و علمہ البیان والصلاۃ والسلام علی افضل من اوتی الحکمۃ والبیان و علی الہٖ و اصحابہ اولیاء امتہٖ ومن اتبعھم باحسان ط

امّا بعد! زیرِ نظر کتابِ مستطاب حضور غوثِ زماں، مجددِ دوراں، حضرت قبلہء عالم منگانوی نور اللہ مرقدہٗ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو کہ وقتاً فوقتاً آپ کی زُبانِ دُرفشاں سے جاری ہوئے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ آپ کی حیاتِ مُبارکہ میں کسی نے بھی آپ کے ملفوظات قلم بند کرنے کی جسارت نہ کی۔ کاش کوئی مردِ خُدا حضور کی مجالس کا تذکرہ لکھتا جو کسی قدر یارانِ سلسلہ کی تسکین کا موجب بنتا مگر افسوس اِس طرف کوئی خاص توجہ نہ دی گئی اور اُس شہبازِ کنگرۂ تقدیس نے حجاب و نقابِ ظہور چہرہ ذات بے نشاں سے اُٹھالیا۔ آپ کے وصال کے بعد ہر آنکھ غمِ جاناں میں پُرنم اور بجز آہ و نالہ کے اور کوئی تذکرہ نہ تھا۔ ہر ایک کی اگر کوئی آرزُو تھی تو یہی کہ وُہ میٹھی اور پیاری زُبان اُسی سادگی اور دلفریبی کے انداز میں کبھی تو گوشِ جاں پر وارد ہو اور لذّتِ سماعت میں محو کر دے۔ جب قدرے طبیعت سنبھلی تو راقم السطور جسکی عُمر صرف پندرہ برس تھی اور آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا یہ خیال بار بار جاں گزیں ہوتا گو اب ہمارے ظاہری کان آپ کی مجالس سے فیض یاب نہ ہو سکیں تاہم اگر آپ کے ملفوظات اگر محفوظ کر لیے جائیں تو کسی قدر رہروانِ کوئے دوست کی تسکین کی صورت نکل آئے اور عمر کا ابتدائی حصہ جس کے قُرب و وِصال اور لقائے جمال میں گُزرا بقیہ بھی اُسی کی یادگار رہے۔

Marfat.com

؎ جو رُکے تو کوہِ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہِ یار ہم نے قدم قدم تجھے یاد گار بنا دیا

لہٰذا قلم اُٹھایا اور اپنی یاد اشتیں لکھنا شروع کر دیں مُبادا گردشِ ایام میں کہیں یاد سے محو نہ ہو جائیں چونکہ سانحہ ارتحال کو اِتنا عرصہ بھی نہ گزرا تھا علاوہ ازیں ہم گھر کے افراد تھے اور ہر وقت آپ کے حضور میں رہتے تھے اس لیے اکثر مواعظ و مجالس کا سماں آنکھوں کے سامنے تھا کہیں دُشواری پیش نہ آئی۔ جب ملفوظات لکھنے شروع کیے تو حضور کے روحانی تصرف سے جو ملفوظ یاد سے رفتہ ہو چکے تھے پھر جلوہ گری کرنے لگے ذرا سی بات یاد آئی تو تمام قِصّہ نے ہنگامہء گذشتہ کا سماں باندھ دیا۔ اِس طرح جو کچھ یاد آتا گیا سپردِ قلم کرتا رہا لیکن بعض مکالات ایسے بھی ہیں جو کوششِ بسیار کے باوجود ذہن سے فراموش ہو گئے جس کی پہلی وجہ بچپن کا زمانہ تھا اور دُوسری سانحہ ارتحال کا گُماں تک نہ تھا پھر بھی کافی مواد جمع ہو گیا جو کہ حضور قبلہ عالم کی ایک زندہ کرامت ہے اور میری حیثیت اِس میں کچھ بھی نہیں۔ یہ نہ مُبالغہ ہے اور نہ کسرِ نفسی بلکہ حقیقت ہے۔

کتاب کی تیاری میں مجھے جہاں بھی کمی محسوس ہوتی یا غلط فہمی ہوتی عموماً حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب حنفی القادری دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں عرض کرتا اور رہنمائی حاصل کرتا۔

دیگر برادرم پیر سخی حُسین صاحب نے بھی برطانیہ سے حضور قبلہ عالمؒ کے ملفوظات پر مُشتمل اپنی کچھ یاد اشتیں مرتب کر کے اِرسال کیں لہٰذا اِس کارِ خیر میں اُن کا بھی ممنون ہوں۔

الغرض کئی شب و روز کی محنتِ شاقہ سے حضور قبلہ عالمؒ کے ملفوظات کو آپ کی ظاہری حیات طیبہ کے مُطابق اکاون (۵۱) ملفوظ میں درج کیا گیا اور اِس کا نام باہم آپ کے نام ''فیضان کرم'' رکھا گیا۔ یہ کتاب میں نے پہلی مرتبہ اٹھارہ (۱۸) برس کی عُمر میں تالیف کی

Marfat.com

لیکن ایّامِ طالب علمی کی وجہ سے یہ اس قابل نہ تھی کہ چھپوائی جا سکے۔ کچھ عرصہ بعد ایک مرتبہ پھر پورے مسودے کی خواندگی کی گئی اور اِس کی پہلی اِشاعت فروری ۱۹۹۷ء بمطابق رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ میں عمل پذیر ہوئی جسے یارانِ طریقت کے حلقہ میں بے حد پسند کیا گیا اور کئی اطراف سے تہنیت نامے بھی موصول ہوئے اِس حوصلہ افزائی پر میں اُن احباب گرامی کا نہایت مشکور ہوں۔ لیکن پھر بھی میں حضور کے مزید ملفوظ مُبارک جو ابھی تک صفحہ قرطاس پر مُنتقل نہیں ہوئے تھے سپُردِ قلم کرتا رہا اِس کے ساتھ آپ کی زیرِ مُطالعہ رہنے والی کُتب میں بھی جہاں کہیں حضور نے حاشیہ لکھا یا جن فرمودات و حکایات پر نشان لگائے انہیں بھی وہاں سے قلم بند کر لیا۔ حضور اکثر اپنے پسندیدہ اقوال و احوال پر "ھوالحق فقیر محمد کرم حسین غفرلہ" تحریر فرماتے یا نشان لگا دیتے۔ علاوہ ازیں آپ کی ذاتی ڈائریوں سے بھی مواد حاصل کیا گیا جس سے ملفوظات میں خاطر خواہ اِضافہ ہوا۔ اب ایک عرصہ سے یہ کِتاب ناپید تھی اور متوسلین آستانہ کے علاوہ اہلِ علم و فضل کی طرف سے بھی اِس کی دوبارہ اشاعت کے بارے میں خطوط موصول ہو رہے تھے لہٰذا تائیدِ ایزدی نے خود بڑھ کر دستگیری فرمائی اور اِس کتاب کو ایک دفعہ پھر نئے سرے سے مرتب کیا گیا۔

اب اِس میں حضور کے اکاون (۵۱) جامع ملفوظ، چھ (۶) مواعظ حسنہ اور آخر میں ایک سو اکسٹھ (۱۶۱) اقوال و اِرشادات درج کیے گئے۔ الغرض حضور کے مواعظ و مجالس کے بارے میں راقم السطور کی اکثر و بیشتر یادداشتیں "فیضان کرم" کی صورت میں ہدیہء قارئین ہیں۔ اِس کے باوجود اگر کوئی کجی، کمی رہ گئی ہو تو احبابِ دانش و حِکمت سے گُزارش ہے کہ دُعائے خیر سے یاد فرمائیں اور اِس لیے چشم پوشی بھی کی جا سکتی ہے کہ اس کا مرکز و محور صرف محبتِ شیخ ہے۔

Marfat.com

اللہ جل شانہٗ وعم نوالہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصدق سے ہم سب کو حضور قبلہء عالم منگانوی قدس اللہ سرہ المعنوی کے اِرشادات عالیہ سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اِن فوائد کے دیکھنے، پڑھنے اور سُننے والوں کو دین و دُنیا کی حسنات طیّبات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثُمہ آمین فثم آمین

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ — ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری غفرلہٗ

بمطابق ۱۲۔ اکتوبر ۲۰۰۳ء — خادم خانہ زار۔ آستانہ عالیہ غوثیہ قُطبیہ دربار کرمیہ

طاہر آباد منگانی شریف ضلع جھنگ

Marfat.com

مجالس اولیاء

حدیث قُدسی

عَنَ اَبِی حُرَیرَۃَ رَضی اللّٰہ تعالیٰ عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال اَ!

''اِنَّ لِلّٰہِ تَبارَکَ وَتَعالیٰ مَلائکۃً سَیّارَۃً فُضْلاً یَبْتَغُونَ مَجالِسَ الذِّکرِ. فَاِ ذَا وَجَدُو اَمَجلِساً فِیہِ زِکر''، قَعَدُو مَعَھُم، وَ حَفَّ بَعْضُھُمْ بَعْضاً بِاَ جْنِحَتِھِمْ ، حَتیّٰ یَمْلَا وا مَا بَیْنَھُمْ وَ بَیْنَ السَّمَا ءِ الدُّنیَا ، فَاِ ذَا انْصَرَفُوْ ا عَرَجُوْ ا وَصَعِدُوا اِ لَی السَّمَآءِ قَالَ : فَیَسْأَ لُھُمْ اللّٰہُ ، عَزَّ وَجَلَّ وَ ھُوَ أَعْلَمُ بِھِمْ :مِنْ أَینَ جِئْتُمْ ؟ فَیَقُوْلُونَ :جِئنَا مِنْ عِنْد عِبَادٍ لَکَ فِی الاَرْضِ، یُسَبِّحُو نَکَ وَ یُکَبِّرُونَکَ وَ یُھَلِّلُو نَکَ وَ یَحْمَدُوکَ وَیَسْأَ لُونَکَ قَالَ : وَمَا یَسْأَلُونِی ؟ قَالُو ا یَسْأَ لُونَکَ جَنَّتَکَ ، قَا لَ : وَ ھَلْ رَأَ وَا جَنّتِی ؟ قَالُو ا: لَا ، اَیْ رَبِّ ، قال : فَکَیفَ لَو رَأَ وْا جَنّتی ؟ قَالُوا : وَ یَسْتَجِیرُوْنَکَ قَالَ : وَ مِمّ یَسْتَجِیرُونِی ؟ قَالُو مِنْ نَارِکَ یا رَبّ ، قَالَ : وَھَلْ رَأَو انَارِیْ ! قَالُو ا: لَا ، قَالَ : فَکَیفَ لَورَأَوانَارِی ! قَالُو ا : وَ یَسْتَغْفِرُونَکَ ، قَالَ : فَیَقُوْلُ: قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ ، وَ أَعْطَیتُھُمْ مَا سَاءَ لُوْ ا ، وَ اَجَرْ تُھُمْ مِمَّا اسْتَجَا رُوا قَالَ : یَقُولُونَ : رَبِّ فِیھِم فُلَانْ'' ، عَبْد'' ، خَطّاء'' ، اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَھُم ۔قَالَ : فَیَقُوْلُ : وَلَہ غَفَرْتُ ؛ ھُمُ القَوْمُ ، لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیسُھُمْ ۔''

رواہ مسلم (وکزالک البخاری والترمذی النسائی)

Marfat.com

حضرت ابوہُریرہؓ کے حوالے سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لاتعداد سیاح فرشتے ہیں وُہ ذکرِ الٰہی کی محفلیں تلاش کرتے ہیں۔ جب وُہ کسی ایسی محفل کو پا لیتے ہیں جس میں (اللہ کا) ذکر ہو رہا ہو، وُہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ان میں سے بعض، بعض کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے اور آسمان دُنیا کے درمیانی خلاء کو بھر دیتے ہیں۔

جب وُہ پلٹتے ہیں اور آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل اُن سے پوُچھتے ہیں تم کہاں سے آئے، حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے بارے میں خُوب اچھی طرح جانتے ہیں، تو وُہ جواباً کہتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں، جو زمین میں آباد ہیں، وُہ تیری تسبیح اور کبریائی بیان کرتے ہیں، تیری الوہیت کا اقرار کرتے ہیں۔ تیری حمد اور ثناء کرتے ہیں اور تجھ سے مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا اُنھوں نے میری جنت کو دیکھا؟ عرض کرتے ہیں پروردگار! نہیں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛ اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں، تو ان کی کیفیت کیا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، وہ تیرے حضور پناہ بھی طلب کرتے ہیں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وُہ میرے حضور کس چیز سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں پروردگار! تیری جہنم سے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتے ہیں کیا انھوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں نہیں!۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وُہ میری جہنم کو دیکھ لیں، تو اُن کی کیا حالت ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں وُہ آپ سے مغفرت بھی طلب کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں میں نے اُنھیں بخش دیا اور میں نے اُنھیں وُہ کچھ دے دیا جس کا اُنھوں نے

Marfat.com

سوال کیا، اور میں نے انہیں پناہ دی، جس چیز سے اُنہوں نے پناہ طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ فرشتوں نے کہا، یا رب! ان میں فلاں خطا کار شخص بھی ہے وہ تو صرف وہاں سے گزر رہا تھا اور اُن کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اسے بھی بخش دیا۔ یہ ایسی قوم ہے کہ ان کا یہ ہم نشیں بھی محروم نہیں رہے گا۔

(بحوالہ مسلم، بخاری، ترمذی ونسائی)

Marfat.com

پیش لفظ

از محققِ عصر، فاضلِ شہیر علامہ پروفیسر شیخ محمد اقبال طاہر صاحب (شورکوٹ)

حضور ختمی مرتبت سید الانبیاء ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ہی کی نبوت و رسالت کے فیضان سے تربیت امت کا یہ سلسلہ امت کے اولیاء کے ذریعے جاری رہا۔

اِن برگزیدہ شخصیات کی زندگیاں علم و عمل، تقویٰ و طہارت اور حسنِ اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھیں اِن کی صحبت و سنگت میں آنے والے لوگ بھی اسی سانچے میں ڈھل جاتے۔

تا آنکہ امت قحط الرّجال سے دوچار ہوگئی سو وہ فیض بار صحبتیں مفقود ہوگئیں۔ کتابیں ان صحبتوں کا بدل تو نہیں ہوسکتیں لیکن پھر بھی ان سے بہت کچھ میسر آ جاتا ہے۔ ہاں اس حقیقت سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا کہ تعلیم و تربیت کے میدان میں اصل اہمیت معلم و مربی کی ہوتی ہے جسے بجا طور پر قوت محرکہ یا پاور ہاؤس قرار دیا جاسکتا ہے۔ روحوں کی زندگی اور دِلوں کو تازگی اسی کے نفس گرم سے ہوتی ہے بقولِ اقبال

؎ دم عارف نسیمِ صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

موجودہ دورِ انحطاط میں تصوف کا ساز آستانہ عالیہ منگانی شریف خوب بج رہا ہے جس کی آواز شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے رنگ میں چہار دانگِ عالم پھیل رہی ہے۔

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضور پیر ابوالحسن محمد طاہر حسین حنفی قادری مدظلہ نے ''فیضان کرم'' کی صورت میں فکر و نظر اور علم و عمل کی اصلاح کا ایک ایسا پروگرام مرتب کر دیا ہے کہ جس پر

Marfat.com

عمل درآمد کی صورت میں اسلامی سیرت و کردار کے سانچے میں ڈھلی ہوئی انقلابی شخصیات تیار ہوسکیں گی اور آئندہ نسلیں صدیوں تک اس سے استفادہ کرتی رہیں گی۔ اس میں سوزِ جگر اور آہِ سحر کی چاشنی بھی ہے اور جوشِ جنون اور جزبِ دروں کا ساماں بھی! اس میں موجود نکھرے ہوئے گوہر ہائے تابدار کی تابانی سے دل کی دُنیا چمک اُٹھے گی۔ یہ بہت بڑی خدمت اور سعادت ہے جو پوری امت مسلمہ کے لیے بالعموم اور نوجوان نسل کے لیے بالخصوص سامانِ زندگی اور بندگی ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ''فیضان کرم'' کو حرضِ جاں بنائیں۔ اسے اپنے فکر و عمل کا وظیفہ اور صبح و شام کا ورد بنائیں۔

اس کی اصل خوبی یہ ہے کہ اسے حضرتِ موءلف مدظلہ نے قرآن وسنت سے لے کر اولیاء و صالحین اُمت کے احوال تک بہت کچھ اپنے والدِ گرامی قبلہ ءعالم حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین الحنفی القادری کی زبانِ مبارک سے جمع کر دیا ہے۔

یہ ایک صحیفہ فیض و برکت ہے جس میں تعلیمِ دین بھی ہے اور مواعظت و نصیحت بھی! تفہیم شریعت وطریقت بھی ہے اور تہذیب نفس کا اعلیٰ منہاج بھی! بیان معرفت و حقیقیت بھی ہے اور تزکیہ نفس بھی! یہ ملفوظات علم و عمل بھی ہیں اور نصابِ خلق و حال بھی۔ اس میں سبق تہجد بھی ہے اور سلیقہ گریہ وزاری بھی! مزید برآں اس میں شرابِ توحید کا نشہ بھی ہے اور عشق رسالت مآب ﷺ کا خُمار بھی! اس میں فنافی الشیخ ہونے کا قلندرانہ سبق بھی ہے اور مرید با صفا سے پیار کی چاشنی بھی!

اللہ تعالیٰ اسے عوام وخواص سب کے لیے باعث خیر و برکت بنائے اور اِسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت واجابت عطافرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سنگِ درگاہ اولیاء

پروفیسر شیخ محمد اقبال طاہر

Marfat.com

درود تاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ؕ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمْ ؕ اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَرْفُوْعٌ مَشْفُوْعٌ مَنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَ الْقَلَمْ ؕ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمْ ؕ جِسْمُہٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُطَھَّرٌ مُنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَ الْحَرَمْ ؕ شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْھُدٰی کَھْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ؕ جَمِیْلِ الشِّیَمِ ؕ شَفِیْعِ الْاُمَمِ ؕ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ ؕ وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَ جِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَ سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مُقَامُہٗ وَ قَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُہٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَتِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاکِیْنَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبِّ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلٰنَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم بْنِ عَبْدِاللّٰہِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ؕ یَا اَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ

Marfat.com

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَت جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّو عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

صَلُّو علیہِ وَ آلہٖ وَاصحابہٖ وَسَلِّمُو ا تسلیماً کثیراً کثیراً

(حضور قبلہ عالم منگانویؒ اکثر درودِ تاج بڑے ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے اور آخر میں شیخ سعدیؒ کی مشہورِ عالم رُباعی (بلغ العلی بکمالہٖ) بھی ساتھ ملا لیا کرتے حالانکہ درودِ تاج میں یہ رُباعی شامل نہ تھی۔ اچانک ایک روز راقم السطور کو ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کی تصنیف ''زادِراہ'' (صلوٰۃ والسلام) پڑھنے کا اتفاق ہوا جس میں انہوں نے اِس رُباعی سے متعلق بڑی پُرلطف حکایت نقل کی جس سے نہ صرف میرا تردد رفع ہو گیا بلکہ اِس کی عظمت و رفعت مزید میرے دِل میں جاگزیں ہو گئی۔ وُہ لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ جو درُود تاج بڑے اِخلاص اور ذوق وشوق سے پڑھنے کے عادی تھے۔ اُن کو مدینۃ النبی ﷺ میں خصوصی انداز سے طلب فرمایا گیا۔ جب وُہ حاضر ہوئے اور اسی ذوق وشوق سے گنبدِ خضریٰ کے سایہ میں درُودِ تاج پیش کیا تو عالمِ بیدار سے اُن عالمِ انوار میں لایا گیا۔ پھر لُطفِ دیدار اور لُطفِ ہم کلامی سے نوازا گیا اور حُکم ہوا کہ اِس درُود کے ساتھ (بلغ العلیٰ بکمالہٖ) بھی پڑھا کرو)

Marfat.com

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
منِ بیدل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بو العجبی
نسبتِ نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی
نسبت خود بہ سگت کردم بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی
ذاتِ پاک تو دریں ملکِ عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ قُرآں بزبانِ عربی
نخلِ بُستان مدینہ ز تو سر سبز مدام
زاں شُدہ شہرہ ء آفاق با شیریں رطبی
چشمِ رحمت بکشا سوئے من اندازِ نظر
اے قُریشی لقب و ہاشمی و مطلبی
ماہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات
کرم فرما کہ ز حد می گذرد تشنہ لبی
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قُدسی پئے درماں طلبی

Marfat.com

محمدؐ مہر تاباں چار اختر
ابو بکرؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و حیدرؓ

منقبت بحضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گویم ز کمال تو چه غوث الثقلینا
محبوبِ خدا ، ابنِ حسن آلِ حُسیناؓ
سر در قدمت جملہ نہادند و بگفتند
تا للّٰہِ لقد أثرك اللّٰہ علینا
ما عاجز و حیران بماندیم بگرداب
لا مُخلص اِلّا بِك بِاللّٰہِ لدینا
ما تشنہ چو ماهی همہ در دشت فتادیم
ائے ابرِ کرم بارِ تو بشتاب الینا

Marfat.com

شجرہ طریقت المعروف سلسلہء فقر

شَجرۃ طیّبۃ اَصلُہا ثابتاً وَفَرعُہا فِی السماء ھذہ سلسلتی من مشائخی فی طریقۃ العالیۃ القادریۃ القطبیۃ الکرمیۃ رضوان اللّٰہ تعالٰی اجمعین اِلٰی یوم الدّین

(۱) سید الکونین ورسول الثقلین خاتم الانبیاء ابوالقاسم احمدِ مجتبیٰ حضرت سیّدنا مُحمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱ (وصال باکمال یکم ربیع الاوّل شریف سنہ ۱۱ھجری مزارِ پُر انوار مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، مدینہ منوّرہ)

(۲)۔ اسد اللہ الغالب، امام المشارق والمغارب امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

(شہادت ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ ہجری مزار اقدس نجفِ اشرف، عراق)۔

---

۱ تاریخِ وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق

۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابلِ تسلیم ہے کیونکہ دو باتیں یقینی طور پر حدیثِ پاک سے ثابت ہیں۔

۱۔ بخاری شریف صفحہ ۹۳، ۹۴ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت کا تذکرہ اور روزِ وفات کا ذکر ہے جو کہ دوشنبہ یعنی سوموار (پیر) کا دِن تھا۔

۲۔ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۴۲۰ حضرت عُمر فاروقؓ کے بقول آیت (الیوم اکملت ۔۔) دورانِ حج ۹ ذی الحجہ مقامِ عرفات میں جمعۃ المُبارک کے دِن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازِل ہوئی۔ یہ تقریباً تین مہینے پہلے کی بات ہے ۔اس صورت میں ۱۲ ربیع الاول شریف پیر کا دِن نہیں بنتا۔ خواہ درمیانی مہینوں کو انتیس دِنوں کا تسلیم کریں یا تیس کا یا بعض کو انتیس کا یا بعض کو تیس کا! اگر ذی الحجہ، محرم اور صفر میں دو ماہ ۲۹ کے اور ایک تیس کا تصور کرلیا جائے جو موافقِ اصول ہے تو سوموار کا دِن یکم ربیع الاول بنتا ہے۔ اس لیے وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری ہے۔

Marfat.com

(٣) سیّد الشُہداء، سبطِ رسول اللہ حضرت سیّدنا امام حسین علیہِ وعلیٰ ابیہ و اُمّہٖ و جدّہٖ الصّلوٰۃ والسّلام۔

(شہادت ١٠ محرم الحرام سنہ ٦١ ہجری مزار کربلائے مُعلّی، عراق)

(٤) حضرت سیّدنا امام زین العابدین علیہ وعلیٰ آباءٖ السلام

(شہادت ١٨ محرم الحرام سنہ ٩٤ ہجری مزار جنّت البقیع، مدینہ منوّرہ)۔

(٥) حضرت سیّدنا امام محمد باقر علیہ السّلام

(وصال ٧ ماہِ ذوالحجہ سنہ ١١٤ ہجری مزار جنّتُ البقیع، مدینہ منوّرہ)۔

(٦) حضرت سیّدنا امام جعفر صادق علیہ السلام

(شہادت ١٥ رجب المرجب سنہ ١٤٨ ہجری مزار جنّتُ البقیع، مدینہ منوّرہ)۔

(٧) حضرت سیّدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام

(شہادت ٥ رجب المُرجب سنہ ١٨٣ ہجری مزار کاظمین شریفین بغداد شریف، عراق)۔

(٨) حضرت سیدنا امام علی رَضا علیہ السّلام

(شہادت ٢١ رمضان المبارک سنہ ٢٠٣ ہجری مزار مشہدِ مقدّس۔ ایران)۔

(٩) حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ٢ محرم الحرام سنہ ٢٠٠ ہجری مزار الکرخ۔ بغداد شریف (کُہنہ)، عراق)۔

(١٠) حضرت شیخ سِرّی سَقَطی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ١٣ رمضان المبارک ٢٥٣ ہجری مزار گورستانِ شونیزیہ بغداد شریف، عراق)۔

(١١) سیّد الطّائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ٢٧ رجب المرجب سنہ ٢٩٧ ہجری مزار گورستانِ شونیزیہ بغداد شریف، عراق)۔

Marfat.com

(۱۲) حضرت شیخ ابوبکر جعفر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۲۷ ماہِ ذوالحج ۳۳۴ ہجری مزار مقامِ سامرہ بغداد شریف، عراق)۔

(۱۳) حضرت شیخ ابو الفضل عبدالواحد تمیمی یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۲۶ ماہِ جمادی الثانی ۴۲۵ ہجری مزار مقبرہ امام احمد بن حنبلؒ بغداد شریف، عراق)

(۱۴) حضرت شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۳ شعبان المعظم ۴۴۷ ہجری مزار طرطوس، شام)۔

(۱۵) حضرت شیخ ابوالحسن علی ہاشمی الہنکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال یکم محرم الحرام ۴۸۶ ہجری مزار قصبہ ہنکار۔ بغداد شریف، عراق)۔

(۱۶) حضرت شیخ ابوسعید مبارک المخز ومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۲۷ شعبان المعظم ۵۱۳ ہجری مزار مدرسہ غوثیہ اعظمیہ باب الازج۔ بغداد شریف، عراق)۔

(۱۷) محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی حضور سیّدنا شیخ محی الدّین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی

(وصال ۱۱ ماہِ ربیع الثانی ۵۶۱ ہجری مزار باب الازج المشہور بابُ الشیخ۔ بغداد شریف، عراق)۔

(۱۸) حضرت سیدنا سیف الدّین عبدالوہاب بن حضور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۲۵ شوّال المکرّم ۵۹۳ ہجری مزار مقبرہ حلبہ۔ بغداد شریف، عراق)۔

(۱۹) حضرت سیّدنا صفی الدین عبدالسّلام صوفی بن حضرت سیّدنا عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

(وصال ۲۳ رجب المرجب ۶۱۱ھ ہجری مزار مقبرہ حلبہ ۔ بغداد شریف، عراق)۔

(۲۰) حضرت سیّدنا ابو العباس احمد بن حضرت سیدنا عبد السلام صوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۵ شعبان المعظم ۶۶۰ھ ہجری مزار حلب، شام)۔

(۲۱) حضرت سیّدنا مسعود احمد بن حضرت سیدنا ابو العباس احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۲ محرم الحرام ۷۱۵ھ ہجری مزار حلب، شام)۔

(۲۲) حضرت سیّدنا ابو الحسن علی بن حضرت سیّدنا مسعود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۸ ماہ زیقعد ۷۶۶ھ ہجری مزار حلب، شام)۔

(۲۳) حضرت سیّدنا شاہ میر بن حضرت سیّدنا ابو الحسن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۳ ربیع الاوّل ۸۳۴ھ ہجری مزار حلب، شام)۔

(۲۴) حضرت سیّدنا شمس الدّین بن حضرت سیّدنا شاہ میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال غالباً ۸۸۳ھ ہجری مزار حلب، شام)۔

(۲۵) حضرت سیّد محمد غوث گیلانی اُوچی بن حضرت سیّدنا شمس الدّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۹۲۳ھ ہجری مزار اُوچ شریف ضلع بہاول پور، پاکستان)۔

(۲۶) حضرت سیّد عبد القادر ثانی بن حضرت سیّد محمد غوث گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۱۸ ربیع الاوّل شریف ۹۴۰ھ ہجری مزار ''اندرونِ روضہ حضرت سید محمد غوث'' اُوچ شریف ضلع بہاول پور، پاکستان)۔

(۲۷) حضرت سیّد محمد غوث بالا پیر بن حضرت سیّد زین العابدین بن حضرت سیّد عبد القادر ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۵ شوّال المکرّم ۹۵۹ھ ہجری مزار ستگھرہ شریف ضلع اوکاڑہ، پاکستان)۔

(۲۸) حضرت سیّد عبد القادر ثالث بن حضرت سیّد محمد غوث بالا پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

(وصال ۱۰۲۲ھ ہجری مزار'' اندرونِ روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور ،پاکستان)۔

(۲۹)حضرت سیّد عبدالوہاب بن حضرت سیّد عبدالقادر ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۱۰۳۷ھ ہجری مزار'' اندرونِ روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور ،پاکستان)۔

(۳۰)حضرت سیّد زین العابدین بن حضرت سیّد عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخِ وصال نامعلوم مزار'' اندرونِ روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور ،پاکستان)۔

(۳۱)حضرت سیّد عبدالرزاق المشہور حضرت شاہ چراغ لاہوریؒ بن حضرت سیّد عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۲۲ ماہِ ذیقعد ۱۰۶۸ھ ہجری مزار'' روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور ،پاکستان)۔

(۳۲)حضرت سیّد مصطفیٰ گیلانی بن حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۱۳ شعبان المعظم ۱۰۸۴ھ ہجری مزار'' بیرونِ روضہ حضرت شاہ چراغ بجانبِ مغرب'' نزد ہائیکورٹ لاہور ،پاکستان)۔

(۳۳)حضرت سیّد محمود گیلانی بن حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخِ وصال نامعلوم مزار'' بیرونِ روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور ،پاکستان)۔

(۳۴)حضرت سیّد مجتبیٰ گیلانی بن حضرت سیّد مصطفیٰ گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخِ وصال نامعلوم مزار'' بیرونِ روضہ حضرت شاہ چراغ بجانب مغرب'' نزد

Marfat.com

ہائیکورٹ لاہور، پاکستان)۔

(۳۵)حضرت سیّد حیدر بخش بن سیّد اللہ بخش بن سیّد اسمٰعیل گیلانی بن حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخِ وصال نامعلوم مزار قصبہ سُلطان پور لودھی ریاست کپورتھلہ۔ ہندوستان)۔

(۳۶)حضرت سیّد غُلام غوث بن سیّد غُلام مُرتضٰی بن سیّد عباد اللہ نُوری از اولاد حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخِ وصال نامعلوم مزار" بیرونِ روضہ حضرت غوث بالا پیر"،ستگھرہ شریف ضلع اوکاڑہ ،پاکستان)۔

(۳۷)حضرت سیّد امان اُللہ المعروف سُلطان ہاتھی وان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال غالباً ۱۲۵۰ھ ہجری مزار محلّہ سُلطان ہاتھی وان جھنگ شہر، پاکستان)۔

(۳۸)حضرت سیّد علی شیر بن حضرت سیّد فتح خان بن حضرت سُلطان ہاتھی وان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخِ وصال نامعلوم مزار میرک شریف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ، پاکستان)۔

(۳۹)حضرت سیّد چراغ علی شاہ بن حضرت سیّد علی شیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(وصال ۳ صفر المظفر ۱۳۰۶ہجری مزار میرک شریف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ، پاکستان)۔

(۴۰)حضرت سیّد قُطب علی شاہ بُخاری قادری المشہور حضرت قُطب الاقطاب پیر محلوی نُور اللہ مرقدہٗ

(وصال ۲۶ ماہِ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ ہجری مزار سندیلیانوالی شریف ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ،پاکستان)۔

Marfat.com

(۴۱) حضرت سیّد شیر محمد گیلانی قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۱۳ ماہِ ذیقعد ۱۳۵۰ھ ہجری مزار فتح پور شریف ضلع اوکاڑہ، پاکستان)۔

(۴۲) حضرت سیّد سردار علی شاہ بُخاری قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وِصال ۸ شوّال المکرّم ۱۳۸۷ھ ہجری مزار دہڑ شریف ضلع اوکاڑہ، پاکستان)۔

(۴۳) حضرت خواجہ حافِظ گُل محمد قُطبی قادریؔ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وِصال ۱۸ ماہِ ربیع الثّانی ۱۳۷۳ھ ہجری مزار بلوآنہ شریف ضلع جھنگ، پاکستان)۔

(۴۴) حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؔ المشہور حضرت قبلہ عالم منگانویؔ قدس اللہ سرہ المعنوی

(وِصال ۱۸ ماہ ذیقعد ۱۴۱۱ھ ہجری مزار آستانہ عالیہ غوثیہ قُطبیہ دربار کرمیہ طاہر آباد منگانی شریف ضلع جھنگ، پاکستان)۔

Marfat.com

التجا بدرگاہِ ربُّ العلیٰ

یا الٰہی کرم فرما مُصطفیٰؐ کے واسطے
مُرتضیٰؓ ،حسنینؓ اور زین العباءؒ کے واسطے

باقرؒ و جعفرؒ وموسیٰؒ و علیؒ آلِ نبیؐ
حضرتِ معروفؒ و سقطیؒ مَہ لِقا کے واسطے

حضرتِ جُنیدؒ و شبلیؒ ، واحدؒ و یوسفؒ ، علیؒ
شہ مُبارکؒ ، غوثِ اعظمؒ بادشاہ کے واسطے

سیّدی سَیفؒ و صفیؒ ، احمدؒ ، شہ مسعودؒ و علیؒ
میر شاہؒ ، شمسؒ و محمدؒ اولیاء کے واسطے

ثانی عبدالقادرؒ و شہ پیر بالاؒ با صفا
شاہِ ثالث عبدِ قادرؒ مُقتداء کے واسطے

حضرتِ عبدُ الوہابؒ ، عابدؒ و عبدالرزاقؒ
مُصطفیٰؒ ، محمودؒ ، سیّد مجتبیٰؒ کے واسطے

سیدی حیدرؒ ، غلام غوثؒ ، ہاتھیوانؒ پیر
شیر علیؒ ، سید چراغؒ و قطب شاہؒ کے واسطے

شیر گیلانیؒ ، شاہِ سردارؒ ، حافظؒ قادری

١١٧٥٥٧

Marfat.com

پیر کرم حسینؒ ہادی رہنما کے واسطے
ہو دمِ آخر زباں پر کلمۂ طیّب رواں
ہو اسی پر خاتمہ آلِ عبا کے واسطے

لا الٰہ الاّ اللہ محمد الرّسول اللہ

(۲۶۔اکتوبر ۲۰۰۳ء) فقیر محمد طاہر حسین قادری عفی عنہٗ
دربار کرمیہ طاہر آباد منگانی شریف

Marfat.com

تعریف و توصیف در سلسلہء قادری

سلسلہ ء زُلفِ یار سلسلہ ء مابود
طالبِ ایں روی را خوشتر ازیں جا بوَد

(ہمارا سلسلہ زُلفِ یار کا سلسلہ ہے۔اس چہرے کے طالب کے لیے اور کون سی جگہ اس سے بہتر ہے)

ہر کہ دل خویش را بست بایں سلسلہ
ہر دم و ہر سا عتش کا ربہ بالا بوَد

(جس نے اس سلسلہ سے دِل لگایا ہر آن اور ہر گھڑی اُس کے کام میں ترقی ہوئی)

دَست بدَست آمدہ ، سلسلہء پیرِ ما
تا بہ قیامت ہمیش سلسلہِ بر پا بوَد

(ہمارے پیر کا یہ سلسلہ ہاتھوں ہاتھ چلا آرہا ہے یہ سلسلہ قیامت تک یونہی چلتا رہے گا)

مظہرِ او شاہِ من بہترِ اہلِ زماں
ذاتِ عزیزش یقیں ، ذاتِ مُعلیٰ بود

(اس کا مظہر ہمارا شاہ (پیر) جو اہل علم سے بہتر ہے یقیناً اُس کی ذاتِ محترم ، ذاتِ عالی ہے)

دستِ دریں سلسلہ ہر کہ زندہ قلبِ او
نرم شود ہم چو موم گرچہ چو خارا بوَد

(جو شخص اس سلسلہ میں بیعت کرتا ہے اُس کا دِل خواہ پتھر کی طرح سخت ہی کیوں نہ ہو موم کی

Marfat.com

طرح نرم ہو جاتا ہے۔)

سلسہء قادر یست آنکہ بحکمِ خُدا
بر ہمہ قادر بوَد تا ہمہ دُنیا بوَد

(قادری سلسلہ ایسا ہے کہ خُدا کے حکم سے جب تک دُنیا قائم رہے یہ سب سلسلوں پر فائق رہے گا)

شہزادہ محمد داراشکوہ علیہ الرحمت

(پسرِ شہاب الدین شاہ جہاں والئی ہند)

اَللّٰھُمَ اَحْفِظْ ھٰذِہِ السِّلسِلَۃِ العَلِّیَۃَ الْعَالِیَۃَ وَ اجْعَلْنَا مُنْتَظِمَۃَ اِلٰی یومِ الْقِیَاَمَۃ۔

Marfat.com

باب اقلیمِ فقر و عشق

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حُسین حنفی القادری

نور اللہ روحہٗ و افاض علینا فتوحہٗ

مدینۃ الاولیاء ملتان کے بعد ضلع جھنگ اولیاء کرام کا سب سے بڑا مسکن ہے۔ کثرتِ جنگلات کے باعث اِس کا نام جھنگ مشہور ہوا۔ جھنگ پنجابی میں درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مست و بے خود رہنے والوں کے لیے جنگل و بیاباں سب سے پسندیدہ ترین جگہیں ہوتی ہیں۔ اس لیے خصوصاً سلسلہ قادریہ اور دوسرے سلاسل کے نامور اولیائے کرام نے جھنگ میں سکونت اختیار کی۔ ان نامور اور عالی مرتبت اولیائے کرام میں ایک معزز ترین نام ''پیر محمد کرم حسین حنفی القادری المعروف حضور قبلہ عالم منگانویؒ'' کا ہے۔ اِس قطب زمانہ ولی نے اپنی ولایت اور مقام کو ساری زندگی اِس طرح پوشیدہ رکھا کہ سوائے اولیائے کرام کے اِن کے درجات سے کوئی آگاہ نہ ہو سکا۔

قُطبِ دوراں ، مجدد زماں حضور پیر محمد کرم حسینؒ کی ولادت ضلع میانوالی کے ایک گاؤں ''نواں'' میں یکم شوال ۱۳۵۹ ہجری بروز ہفتہ کو ایک نامور ولی اللہ حضرت خواجہ حافظ گل محمد قُطبی قادریؒ کے ہاں ہوئی آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق ''دوآبہ'' ضلع میانوالی کے بھم اعوان'' خاندان سے ہے۔ جو کہ کشمیر سے ہجرت کر کے دریائے سندھ کے کنارے آباد ہوئے۔ یہ کشمیری اعوان حضرت عون المعروف قُطب شاہ قادریؒ کی اولاد ہیں۔ آپؒ کے پردادا ''دوآبہ'' سے ہجرت کر کے ''نواں'' تشریف لائے تھے۔ حضور قبلہ عالم منگانویؒ کے والدِ گرامی سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک قابلِ فخر ستارے تھے آپؒ اپنے پیر و مُرشد حضرت

Marfat.com

سید سردار علی شاہ دہڑویؒ کے حکم پر میانوالی سے بغرض تبلیغ ہجرت کر کے جھنگ کے چک بلوآنہ میں تشریف لائے اِن دِنوں یہ علاقہ رہزنی اور جرائم کا مرکز تھا اللہ تعالیٰ کے ولی نے اپنی پُراثر اور محبت بھری تبلیغ سے بہت کم عرصہ میں اس علاقہ کی قسمت بدل دی اور صرف چند سالوں میں یہ علاقہ دین کا مرکز بن گیا۔ لیکن حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قادریؒ کی زندگی نے وفا نہ کی اور آپ عالم جوانی میں ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ ہجری کو بلوآنہ شریف میں وصال فرما گئے۔ آپ کا مزارِ اقدس آج بھی مرجع خلائق ہے۔

آپ کے وِصال کے وقت حضور قبلہ عالم منگانویؒ کی عُمر صرف ۱۴ سال تھی اور آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے۔ سات معصوم بہن بھائیوں اور والدِ گرامی کا ایک وسیع حلقہ ارادت، وطن اور رشتہ داروں سے سینکڑوں میل دُوری اور سجادہ نشینی کے بارِ گراں آپ کے نازک کندھوں پر آن پڑے۔

جمادی الاول ۱۳۱۷ھ ہجری میں جب آپ والدِ گرامی کے مسندِ اِرشاد پر متمکن ہوئے اور آپ کے مُرشد پاک حضرتِ اعلیٰ دہڑویؒ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا تو اِس وقت آپ سب سے کم عُمر خلیفہ بنے۔ اب سکول و مدرسہ میں جا کر پڑھنا آپ کے لیے ممکن نہ رہا اس لیے آپ نے لاہور سے نامور عالم دین مولانا حافظ محمد ریاض صاحب کو دربار شریف پر بلوایا اور ان سے مولوی فاضل کا کورس پڑھا۔ آپ کے اندر بے پناہ ذہانت اور خدا داد صلاحیت کا ایسا گوہر موجود تھا کہ تین سالہ کورس صرف چھ ماہ میں مکمل کر لیا بلکہ اس کورس پر اس طرح عبور حاصل کیا کہ آپ کے اُستادِ محترم ششدر و حیران رہ گئے۔ اس کے بعد آپ شب و روز کتب بینی میں مشغول ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام مشہور کتابیں پڑھ ڈالیں۔ آپؒ نے اپنے پاس بھی ایک وسیع لائبریری جمع کی جس میں ہر مشہور و معروف کتاب موجود تھی۔ آپ کو فارسی پر اتنا عبور تھا کہ جو شخص کوئی فارسی کا شعر پڑھتا تو آپ نہ

Marfat.com

صرف اس شعر کے شاعر کا نام بتا دیتے بلکہ وہ پوری نظم سُنا دیتے۔

صالح و سلیم فطرت، بے مثال کردار، دِن رات مطالعہ اور نگاہِ مُرشد نے چند ہی سالوں میں آپؒ کو جہان بھر میں ممیّز و ممتاز بنا دیا۔ دربار عالیہ بلوآنہ شریف جھنگ میں جب آپ نے درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ گجرات کے تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے تو سینکڑوں لوگوں نے آپ کے دستِ مُبارک پر بیعت کی اور دوسرے کئی علاقوں کے لوگ بھی آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اللہ کے ولی نے جدھر بھی رُخ کیا مخلوقِ خدا آپ پر ٹوٹ پڑی۔ چند ہی سالوں میں ہزاروں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہُوئے۔

آپ کے والد ماجد کے وصال پر لوگوں نے سمجھا تھا کہ روشنی کا یہ چراغ بجھ گیا ہے، قلوب کو منور کرنے والا نور غروب ہو گیا ہے لیکن حضور قبلہ عالم منگانویؒ نے کم عمری کے باوجود مخلوقِ خُدا کی رہبری اور رُشد و ہدایت کا کام وہیں سے شروع کیا جہاں آپ کے والد ماجد نے چھوڑا تھا۔ چراغ ولایت کی روشنی میں ذرا بھی کمی نہ آنے دی بلکہ اِس چراغ کو آفتاب بنا دیا اور سندھ سے لے کر خیبر تک لوگوں کے دِلوں کو اپنی تعلیمات سے منور کیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ تقریباً ۲۲ برس بلوآنہ شریف میں اپنے والد ماجد کی مسندِ اِرشاد پر رونق افروز رہے اور اپنی تابانیوں اور رعنائیوں سے کرنیں بکھیرتے رہے۔ جولائی ۱۹۷۱ء میں آپ نے اپنے والد کی طریقت پر عمل کرتے ہوئے بلوآنہ سے ہجرت فرمائی اور منگانی شریف کو اپنی تبلیغ و ارشاد کا مرکز بنایا۔ اِس علاقہ کے لوگوں کی اکثریت دین سے بے بہرہ تھی، لوگ نام کے مسلمان تھے اور مسلمانی صرف مولوی صاحبان تک محدود ہو گئی تھی۔ حضور قبلہ عالم منگانویؒ نے جب یہاں ایک جنگل میں ذکرِ الٰہی کی صدا بلند کی تو ایسی آواز سے نا آشنا لوگوں کو یہ صدا عجیب و بھلی لگی۔ کچھ لوگوں کو ناگوار بھی گزری۔ جب آپ نے جنگل میں درختوں کے نیچے وعظ و

Marfat.com

نصیحت شروع کی اور اردگرد کے کسان آپ کے پاس جمع ہونے لگے تو آپ نے اسی جنگل میں نمازِ جمعہ پڑھانا شروع کردی۔ چک نمبر ۱۷۲ سے کچھ لوگ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالویؒ کے پاس گئے اور مسئلہ دریافت کیا کہ کیا ایک درخت کے سائے تلے جمعہ کی نماز ہوتی ہے؟ اُنھوں نے فرمایا فقہ کی رُو سے نہیں ہوتی۔ تو اِس وفد نے کہا کہ جناب! ہمیں یہ فتویٰ لکھ دیں۔ آپ نے کاغذ قلم اُٹھائی پھر پوچھا یہ جمعہ کون پڑھاتا ہے؟ انھوں نے کہا پیر کرم حسینؒ صاحب پڑھاتے ہیں۔ خواجہ صاحبؒ نے قلم رکھ دیا اور فرمایا اللہ کا فقیر اگر پہاڑ کی چوٹی پر بھی جمعہ پڑھائے تو ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تم بھی انہیں کے پاس جا کر پڑھا کرو۔

عشقِ رسول ﷺ

عشقِ رسول ﷺ ہی ایمان کی اساس ہے اور ولایت کے مراتب جاننے کا اصل پیمانہ و معیار بھی عشقِ رسول ﷺ ہے۔ اللہ کا بندہ عشقِ رسول ﷺ میں جتنا بلند تر ہوگا وہ مقامِ ولایت میں بھی اتنے ہی بلند ترین مقام پر فائز ہوگا۔ حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسینؒ جہاں اتباعِ رسول ﷺ میں ایک کامل نمونہ تھے وہاں عشقِ رسول ﷺ میں بھی بحرِ بے کراں تھے۔ کملی والے آقا سے محبت آپ کی رگ و جاں میں بسی ہوئی تھی اور رگ و جاں کے ہر عمل سے عشقِ رسول ﷺ جھلکتا تھا۔ جب ذکرِ محبوب کرتے تھے تو آپ پر عجیب محبت بھری کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کیفیت میں ایسا درد و سوز ہوتا۔ ایسی شیرینی و مٹھاس ہوتی کہ حاضرینِ مجلس یہ تمنا کرتے کہ شب و روز یہ مبارک ذکر اس مبارک زُبان پر جاری رہے۔ آقائے دو عالم ﷺ کا ذکر عشق و مستی کی مئے میں ڈوب کر کرتے اور اس ذکر میں اس قدر محو و بیخود ہو جاتے کہ اردگرد کے ماحول سے بیگانہ معلوم ہوتے۔ آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں۔ ذکرِ محبوب میں نہ صرف خود روتے بلکہ اپنی کیفیت اور عشق و مستی بھرے انداز سے اہلِ مجلس کو بھی خُوب رُلاتے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کو کئی القاب سے پُکارتے اور ہر

Marfat.com

لقب میں محبوب سے عشق ومحبت اور وابستگی کا ایک نیا تعلق ظاہر کرتے۔ محبوب کی ہر ادا کا ذکر نئی ادا سے کرتے۔

شدید دمہ کی علالت کے باعث زندگی کے آخری سالوں میں بہت کم بولتے تھے لیکن جب ذکرِ حبیب چھڑتا تو اللہ کا فقیر تندرست وتوانا نظر آتا، گھنٹوں لگاتار محبوب کی باتیں کرتا ذرا بھی تھکاوٹ اور دمہ کی تکلیف نظر نہ آتی۔ احادیث مبارکہ سند کے ساتھ بیان کرتے۔ نعتِ رسول ﷺ کے اشعار پُرسوز اور پُرکیف انداز میں پڑھتے۔ آپ کی آواز کا سوز اور اِس سوز میں عشقِ رسول ﷺ کی حلاوت حاضرینِ مجلس کو مدہوش کر دیتی عشق رسول ﷺ کا کوئی جب شعر پڑھتے تو پڑھتے ہی منہ سے بے ساختہ آہ نکل جاتی اور یہ آہ کئی سینوں سے پار ہو جاتی۔ جس سینہ سے گزرتی عشق رسول ﷺ کی شمع جلا دیتی۔ جب کبھی آپؒ کے سامنے محبوب ﷺ کے شہر مدینہ کا ذکر ہوتا تو آپ کی روح پرور کیفیت قابل دید ہوتی۔ محبوب ﷺ کے مسکن کا ذکر کمال شوق سے کرتے۔ آنکھوں میں دیارِ حبیب ﷺ کا تصور سما کر اتنے مُشتاق اور بیدار ہو جاتے یوں لگتا کہ اللہ کا فقیر ابھی سامان باندھ کر مدینہ چلنے والا ہے۔ خصوصاً عمرہ شریف کی ادائیگی کے بعد تو ساری زندگی مدینہ منورہ کی باتیں کرتے رہتے۔

روضہ انور ﷺ کی حاضری بیان کرتے تو آنکھیں بند کر لیتے اور چہرہ انور پر آنسوؤں کی لڑیاں پھوٹ پڑتیں۔ آپ کے عمرہ شریف کے رفیق بتاتے ہیں کہ روضہ انور پر حاضری کے دوران آپ کی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں جاسکتی۔ کمزوری اور بیماری کے باوجود تہجد کی اذان ہوتے ہی "ریاض الجنۃ" میں پہنچ جاتے اور پھر سارا دن کبھی ریاض الجنۃ اور کبھی اصحابِ صفہ والے چبوترہ پر بیٹھ کر درود وسلام، نوافل اور تلاوتِ کلام پاک میں گزارتے مدینہ شریف میں قیام کے دوران ایک لمحہ کے لیے بھی آرام نہ کیا تین لاکھ بار درود وسلام پڑھا اور کئی ختم قرآن کیے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی نسبت کا بے حد احترام کرتے تھے صحابہ کرام کا ذکر بڑی محبت سے کرتے لیکن عُشاق صحابہ کا ذکر تو اور بھی گہری محبت وعقیدت سے کرتے بالخصوص سیدنا صدیق اکبرؓ کے عاشق تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کا ساری امت پر احسان عظیم ہے۔ اُنھوں نے ہمیں عشق رسول ﷺ کا اپنے عمل سے بے مثال درس دیا۔ مدینہ کی ہر چیز سے محبت رکھتے۔ ہر نسبت سے پیار کرتے۔ مدینہ شریف کی تسبیح، رومال اور عطر و خُوشبو کو بہت پسند فرماتے۔

دینی خدمات

دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت آپ کا مشن عظیم تھا۔ آپ اپنے اِس مشن سے اس قدر پُر خلوص تھے کہ زندگی کے آخری سانس تک اِس جدوجہد پر عمل پیرا رہے۔ آپ نے منگانی شریف میں ''مدرسہ محمدیہ، غوثیہ، دارلکرم'' قائم کیا۔ جس میں نہ صرف سینکڑوں بچوں کو حفظ قُرآن کی دولت نصیب ہوئی بلکہ آپ نے علاقہ بھر کے نوجوانوں، بوڑھوں اور عورتوں کو بھی کلمہ، نماز اور قُرآن مجید پڑھایا۔ وصال سے کُچھ سال قبل تک شدتِ مرض کے باوجود جمعۃ المبارک پر خود خطاب کرتے آپ کے خطبات ایسے جامع اور پُر اثر ہوتے کہ سُننے والوں کے دلوں پر نقش ہو جاتے۔ قُرآن مجید اور احادیث کا مغز بیان فرماتے۔ ایسے میٹھے اور دل نشین انداز میں مسائل سمجھاتے کہ ایک ایک لفظ سُننے والے کے ذہن میں رچ بس ہو جاتا تھا۔ بیماری کے باعث کچھ عرصہ جھنگ شہر والی زمین میں رہنا پڑا تو وہاں بھی مدرسہ قائم کر دیا اور قُرآن محل کے نام سے موسوم اِس مدرسہ میں سینکڑوں بچوں نے قُرآن مجید پڑھا اور تا حال پڑھ رہے ہیں جو بھی آپ کا مُرید حافظ بنتا آپ اُسے مدرسہ کھولنے کی تلقین فرماتے اور مدرسہ کے قیام میں اس کی ہر طرح سے مدد فرماتے۔ جس شہر اور گاؤں میں تشریف لے جاتے وہاں کی مسجد کی آبادی اور مدرسہ کے متعلق ضرور پوچھتے جس جگہ مدرسہ نہ ہوتا آپ اُنھیں

Marfat.com

حافظ مہیا کرنے کی پیش کش کرتے۔ آپؒ نے اپنے وعظ و تبلیغ سے سینکڑوں چوروں ، بدمعاشوں سے توبہ کروائی اور یہ لوگ بعد میں سچے مسلمان بن کر زندگی بسر کرتے رہے۔

جب بھی آپ کا کوئی مرید اپنی غربت اور بے چارگی کی شکایت کرتا اور اپنی تنگ دستی کی فریاد کرتا آپ نہ صرف اس کے لیے خصوصی دُعا کرتے بلکہ اُسے یا اُس کی بیوی کو کپڑوں والی مشین خرید کر دیتے اور برکت کی دُعا دیتے۔ جن لوگوں کو حضرت قبلہ عالمؒ نے مشینیں دی تھیں آپ کی دعا سے آج وہ گھرانے لاکھ پتی ہیں۔

اَخلاقِ کریمانہ

طویل اور لا دوا امراض انسان کے اندر چڑچڑاپن اور تلخی پیدا کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے مریض نہ صرف لوگوں کی مجلس میں تنگ رہتے ہیں بلکہ وُہ کسی سے بات کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ اُن کے پاس کوئی زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ لیکن حضرت قبلہ عالم منگانویؒ کا یہ کمال تھا کہ آپ نے ساری زندگی تکلیف دہ اور لاعلاج امراض کو گلے لگائے رکھا۔ دِن کراہتے گزرا اور رات کھانستے گزری ، طویل عرصہ چارپائی پر گزارا ، کئی سالوں سے پاؤں مبارک پھیلا کر نیند نہ کی ، صرف کچھ لمحے سر جھکا کر تکیہ کی ٹیک پر آرام فرماتے تھے۔ لیکن مزاج مبارک میں کمال کا خلق اور نرمی تھی سارا دن لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ۔ مخلوق خدا ہزار ہا دُکھ اور مصیبتوں کی فریادیں لے کر آتے کسی کو دعا اور دم کرتے کسی کو تسلی اور حوصلہ دیتے ایک لمحہ کے لیے بھی اکتاہٹ یا بد خلقی کا مظاہرہ نہ کیا۔ عورتوں ، مردوں ، بچوں ، بوڑھوں اور غریبوں سے کمال شفقت فرماتے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ کے ہر مرید کا آج تک یہ دعویٰ ہے کہ جو پیار و محبت مجھ سے حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے تھے کسی اور سے نہ کرتے تھے۔ آپ پیار و اخلاق کا ایسا آفتاب تھے کہ اپنی کرنوں سے ہر دِل کو جگمگائے رکھا۔ محبت و خلوص کا ایسا دریا تھے جس سے ہر تشنہ لب سیراب ہوا

Marfat.com

۔آپ کی زُبان مُبارک سے نکلے ہوئے چند الفاظ برسوں کے مریض کا غم دور کر دیتے۔ جو بھی آپ کے پاس کوئی فریاد لے کر آتا آپ اس کے بیان سے پہلے دادرسی کر دیتے کسی کو بولنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ جس کے ذہن میں جو سوال ہوتا مجلس میں ہی اس کا جواب دے دیتے۔ آپ کی ذات بابرکات ہر سوال کا جواب تھی۔ آپ نہایت سخی اور کریم النفس تھے ۔آستانہ عالیہ پر آنے والے ہر شخص کی عزتِ نفس کا خیال رکھتے۔ علماء و مشائخ کے بے حد قدردان تھے۔ عُرس مبارک کی محفلوں میں جب کوئی عالم تقریر کرتا، رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتا تو وجد میں آجاتے اور اِس قدر محبت بھرے انداز میں اسے داد و تحسین دیتے کہ پھر اس عالم کو کسی اور مجلس میں تقریر کا مزہ نہ آتا۔ جب بھی کوئی مشائخ میں سے آستانہ عالیہ پر تشریف لاتے تو آپ اتنی عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرتے کہ یوں معلوم ہوتا آپ ان کے مُرید ہیں۔ کمال کا ادب واحترام کرتے اور ایک طالب علم کے انداز میں ان سے گفتگو کرتے۔ انھیں نذرانہ و تحائف پیش کرتے۔ اپنے شیخ کی اولاد کا بے حد احترام فرماتے اُن کے سامنے چارپائی پر نہ بیٹھتے۔ سر جھکا کر ادب سے بیٹھا کرتے حالانکہ تمام صاحبزادگان آپ کے مقام و مرتبہ کا خاص خیال کرتے۔ آپ ایسے خلیق تھے کہ جو بھی بیمار و لاچار، مجبور و بے بس اور دُنیا کا ستایا ہوا انسان آپ کے پاس آتا نہ صرف اُس کے جملہ امراض وغم جاتے رہتے بلکہ وہ آپ کو ماں باپ سے بھی بڑھ کر شفیق پاتا۔ جو بھی آستانہ عالیہ پر آپ کو ملنے آیا پھر اس کی روح آپ کے ساتھ اٹک گئی اول تو وہ واپس نہ گیا جو واپس بھی گیا دل و جاں منگانی چھوڑ گیا پھر جہاں بھی رہا اُس کا دِل منگانی شریف اٹکا رہا۔ جس کو بھی آپ نے مرید کیا اس کے دل میں آپ کی ایسی لازوال محبت اور عشق پیدا ہوا کہ پھر آپ کا بن کر رہ گیا۔ جہان بھر میں اس کا دل کہیں نہیں لگا یہی وجہ ہے کہ آج بھی جس مرید کے سامنے آپ کا تذکرہ کیا جائے اُس کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب آجاتا ہے اور وُہ بے

Marfat.com

اختیار پُکار اُٹھتا

ہے کہ آپ جیسا شیخِ کامل، شفیق باپ، غم گُسار دوست پیدا ہی نہیں ہوا۔ ان کے اخلاق و محبت کا فیض آج بھی ہزاروں لوگوں کے سینوں میں موجزن ہے۔ آپؒ اخلاقِ نبوی ﷺ کا ایسا نمونہ تھے کہ جو بھی دیکھتا پُکار اُٹھتا کہ یہ واقعی رسول اللہ ﷺ کے سچے غلام ہیں۔

تعلیمات و معمولات

حضرت قبلہ عالم منگانویؒ شریعتِ مطہرہ کی پابندی کا ایک بے مثال نمونہ تھے۔ آپ نے نہ صرف ساری زندگی شریعتِ محمدی ﷺ پر خود عمل کیا بلکہ اپنے مریدین کو بھی پابندی صوم و صلوٰۃ کا درس دیا۔ آپ فرماتے تھے کہ ''جو نماز نہیں پڑھتا وہ میرا مرید نہیں''۔ آپ نہ صرف فرض نمازوں کی پابندی کرتے بلکہ نوافل اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ اِس کے علاوہ بھی بے شمار نوافل ادا کرتے۔ قُرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ کرتے اور قُرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر میں گہرا تفکر کرتے۔ دقیق مسائل اس طرح فرماتے کہ علماء بھی حیران رہ جاتے۔ جب تک صحت مبارک ٹھیک رہی عصر سے مغرب تک حضور غوث الاعظمؓ کی مجالس ''فیض سُبحانی'' کی تعلیم دیتے، آپؒ کے ارشادات مبارک کی تشریح اِس قدر خوبصورت و جامع الفاظ میں کرتے کہ علم و معرفت کے موتی نچھاور ہوتے رات کو کھانا بالکل نہ کھاتے بلکہ فرمایا کرتے کہ رات کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے۔ اور پچھلی رات کو اُٹھنا مُشکل ہو جاتا ہے۔ آپ کے زمانہ میں کچھ جاہل صوفیاء نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ شریعت و طریقت دو الگ الگ چیزیں ہیں اور طریقت والوں کے لیے شریعت کی پابندی ضروری نہیں۔ آپ نے نہ صرف اپنے ہر وعظ و مجلس میں اسکا رَد کیا بلکہ اپنے عمل سے شریعت و طریقت کو یکجا کر کے دکھایا۔ آپ اپنے مُریدین کو فرماتے کہ ظاہر میں تم مولوی نظر آؤ اور باطن میں قلندر۔ آپ کا کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، غسل کرنا، تیل لگانا، کنگھی کرنا، خط بنوانا

Marfat.com

غرض ہر عمل میں سُنتِ نبوی ﷺ کی جھلک نظر آتی ۔ مریدین کو تہجد کے نوافل کی بے حد تلقین

فرماتے ۔ اکثر فرمایا کرتے کہ دُرویش پر چھ نمازیں فرض ہیں ۔ اگر کوئی آپؒ سے رات کو بیدار نہ ہونے کا عذر کرتا تو فرماتے کہ سوتے وقت مجھے کہہ دیا کر کہ اے میرے پیر محمد کرم حسین ! مجھے تہجد کے وقت اُٹھانا ۔ رات کو جگانا پھر میری ذمہ داری ہوگی ۔ کئی لوگوں نے اِس فرمان کو آزمایا اور آپ کو موجود پایا ۔ پہلی رات کے پہلے حصہ میں آرام کرنے کا حُکم دیتے اور خود بھی کبھی کبھار آرام فرماتے لیکن رات کے پچھلے حصہ میں اللہ کا فقیر بیدار ہو جاتا اور ذکر و فکر، نوافل اور نفی اثبات کے مشاغل میں لگ جاتا ۔ اہلِ خانہ اور درویشانِ طریقت کو حکم ہوتا کہ پچھلی رات کوئی بھی نہ سوئے ۔ سب کے بستر لپیٹ دیے جاتے مُریدین میں جو شخص پہلے بیدار ہوتا اُس کی اتنی حوصلہ افزائی فرماتے کہ اُس کا دِل کرتا کہ ساری زندگی سوئے بھی نہیں ۔ آج بھی رات کو پچھلے پہر جو بھی اُٹھ کر مصلّے پر بیٹھے اور روتے ہوئے کلمہ کی صدا لگائے تو سمجھ لو کہ یہ پیر محمد کرم حسینؒ کا مُرید ہے ۔ کیونکہ یہی آپ کے مُرید کی سب سے بڑی پہچان ہے ۔

حضور قبلہ عالمؒ رات بھر بیدار رہتے لیکن بیداری کے اثرات ذرہ بھر بھی آپ کے چہرہ انور سے ظاہر نہ ہوتے ۔ صبح چہرہ مُبارک تروتازہ اور نورانی جلوؤں سے روشن ہوتا ۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ پچھلی رات کا جاگنا اہلِ طریقت کی نشانیوں میں سے ہے ۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ سحری کے وقت ایک فرشتہ صدا دیتا ہے ھل من مستغفر اغفرلہٗ "ہے کوئی مجھ سے مغفرت مانگے کہ اس کی مغفرت کر دی جائے" اور یہ صدا مجھے ہر روز سُنائی دیتی ہے ۔ جس اللہ کے بندے کو یہ صدا سُنائی دے پھر رات بھر اس کی آنکھ کیسے لگے ۔ آپ کے والد ماجد فرماتے تھے کہ میرے دل کی آنکھ کھلی ہے اگر میں سو بھی جاؤں تو وہ تب بھی کھلی رہتی ہے بلکہ

Marfat.com

یہ آنکھ قبر میں بھی بند نہ ہوگی۔ یہی کچھ حال آپ کا بھی تھا۔ آپ نے نہ تو ظاہری آنکھ بند کی اور نہ ہی دل کی۔ آپؒ ہر لمحے اپنے مریدین کی نگہبانی فرماتے اور ہمہ وقت ان کی رہبری کرتے۔

عشق و محبت کا فروغ آپؒ کی تعلیمات کا ایک اہم عُنوان تھا خود بھی عشق و محبت کا پیکر تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے۔ آپ فرماتے "حیف ہے اُس شخص پر جو بے عشق مر جائے"۔ اپنے عقیدت مندوں کو تلقین فرماتے کہ "عاشقوں کی خاکِ پاء کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بناؤ اور ان کا دامن صدق سے تھام لو"۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ "ہمارا سلسلہ قادری قلندری ہے ہم باطنی طور پر شاہ منصور حلاجؒ اور شاہ شمس تبریزؒ کے پیروکار ہیں لیکن ظاہری طور پر ہمارا اوڑھنا بچھونا شریعتِ محمدی ﷺ ہے۔ آپ کو اپنے سلسلہ کا مجدد مانا جاتا ہے اس لیے کہ آپ نے شریعت و طریقت کی تعلیمات کو اپنے درسِ عمل سے یکجا کر کے دکھایا ہے۔ آپ فرماتے کہ "رہبانیت ہمارے مذہب و مسلک میں نہیں"۔ آپ ملنگوں اور تارکِ شریعت انسانوں سے نفرت کرتے تھے۔ انسانوں کے درمیان تفریق کو سخت ناپسند فرماتے بلکہ انسان کامل پر آپ نے کئی خُطبات دیے۔ جس میں انسان کا ایسا بلند مرتبہ بیان کیا کہ سننے والا ہر انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ سمجھنے لگتا ہے۔ آپ نے زیارتِ قبور اور ذکر بالجہر پر احادیث کا ایک مجموعہ شائع کیا جسے علمائے کرام نے بے حد سراہا۔ آپ کی تصانیف میں "تنویر الابرار" اور "اوراد قادریہ" اور ملفوظات میں "فیضان کرم" یادگار کُتب ہیں جب کہ آپ کے مکتوبات "ابرِ کرم" کے عُنوان سے زیرِ طباعت ہیں۔

عجز و انکساری

آپ کی طبیعت مُبارک میں ذرا بھی تصنع کا پہلو نہ تھا۔ عجز و انکساری آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ لباس و خوراک معاملات و عادات میں سادگی و عاجزی جھلکتی تھی۔ آپؒ ہمیشہ سادہ لباس و

Marfat.com

سادہ کھانا پسند فرماتے۔اپنی ذات کی تشہیر آپ کو بالکل پسند نہ تھی اس لیے ساری زندگی کسی کانفرنس یا جلسہ میں شرکت نہ کی اور نہ ہی اپنے نام کے کبھی اشتہار چھپوائے حتیٰ کہ عُرس مبارک کے اشتہارات بھی نہ چھپواتے۔کسی مجلس و جلسے کی صدارت نہ کرتے اور نہ ہی کسی تقریب میں جانا پسند فرماتے۔کسی مذہبی وسیاسی تنظیم سے وابستگی اختیار نہ کی البتہ تحریک منہاج القرآن اور جمیعت علمائے پاکستان کو پسند فرماتے۔جب مجلس میں کوئی مقرر آپ کی تعریف کرتا تو اسے روک دیتے اور فرماتے ہمیں کُل تعریفوں کے مالک کی تعریف سُناؤ۔اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ الفقیر محمد کرم حُسین لکھتے۔

کسی لقب یا ذات کا اِظہار نہ کرتے ایک دن آپ کے چھوٹے صاحب زادے قبلہ پیر محمد طاہر حسین صاحب نے کتاب ''زادالاعوان'' اور ماہنامہ ''الاعوان'' کے متعدد شمارے آپ کو دکھائے اور عرض کی ہم قطب شاہی اعوان سلسہ نسب کے لحاظ سے علوی ہیں یعنی سیدنا علی المرتضیٰؓ کی اولاد ہیں تو آپ نے فرمایا ''بیٹا! ایسا نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ ہم ان کے غلام ہیں''۔

ہم عصر اولیائے کرام سے باہمی محبت

حضور قبلہ عالمؒ کا معمول تھا کہ ملک بھر کے تمام اولیائے کرام کی مزارات پر حاضری دیتے۔اپنے ہم عصر اولیائے کرام سے بے مثال محبت رکھتے تھے۔شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ کے ساتھ بڑے گہرے محبانہ مراسم تھے۔جھنگ سرگودھا روڈ سے گزرتے ہوئے اکثر آپ سیال شریف تشریف لے جاتے۔آپؒ کے فرزندِ اکبر حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ سیال شریف گئے جونہی دربار شریف پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور شیخ الاسلام بنگلہ شریف کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور آپ کا انتظار فرما رہے ہیں۔حالانکہ ہم نے کسی قسم کی کوئی اطلاع نہ دی تھی۔حضور قبلہ عالمؒ گاڑی سے اُتر کر حضرت شیخ الاسلامؒ کے پاؤں چھونے لگے تو آپ نے ہاتھ

Marfat.com

پکڑ کر سینے سے لگا لیا پھر آپس میں ایسی راز و نیاز اور محبت و عشق کی باتیں کیں جو ہرگز عام فہم میں نہ تھیں۔ شیخ الاسلام منگانی شریف بھی تشریف لائے اور جھنگ شہر میں بھی اکثر باہم ملاقات کا سلسلہ برقرار رہا۔ غزالیِ دوراں علامہ احمد سعید شاہ کاظمیؒ سے آپ کو بہت محبت تھی جب بھی کبھی ملتان تشریف لے جاتے تو نماز جمعہ آپ کے پیچھے ادا فرماتے۔ بابا جی مستان المدنیؒ کے ساتھ علامہ صاحب سے آپ کی طویل ملاقاتیں رہیں۔ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کے ساتھ حضور قبلہ عالمؒ کے خصوصی مراسم تھے۔ آپ نے اس باہمی محبت کو فروغ دینے کے لیے اپنے چھوٹے بھائی پیرزادہ محمد امداد حُسین صاحب ان کے مدرسہ میں داخل کروائے جو کہ نہ صرف ضیاء الامت کے قابلِ فخر شاگرد ہیں بلکہ آپ کے خلیفہ اوّل بھی ہیں۔ اور ان دنوں برطانیہ میں سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی ''جامعہ الکرم'' کے بانی و پرنسپل ہیں۔ حضرت ضیا الامتؒ کے ساتھ حضورؒ کی ملاقات باہمی عشق و محبت کے اظہار کا ایک نمونہ تھی۔ حضرت قبلہ عالمؒ حضور ضیاء الامتؒ کو نذرانہ دیتے اور حضور ضیاء الامتؒ حضور قبلہ عالمؒ کو نذرانہ دیتے حضور ضیاء االامتؒ اپنے ہاتھ مبارک حضرت قبلہ عالمؒ کے سینے کے ساتھ مس کر کے اپنے سینہ مبارک پر پھیرتے۔ دونوں طرف عقیدت کا ایک والہانہ اِظہار ہوتا۔

حضرت ابو انیس محمد برکت علی لدھیانویؒ کے ساتھ حضور قبلہ عالمؒ خاص محبت و عقیدت فرماتے۔ ایک دفعہ دار الاحسان میں آپؒ ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ بابا جی نے کمال شفقت و محبت کا اِظہار کیا۔ کافی دیر باہمی محبت بھرے الفاظ کا تبادلہ ہوتا رہا آخر میں حضور قبلہ عالمؒ نے دُعا کی درخواست کی اور اجازت چاہی تو بابا جی نے فرمایا پہلے آپ ہمارے لیے دعا کریں پھر ہم آپ کے لیے دُعا کریں گے۔ دونوں طرف سے اسرار ہوتا رہا بالآخر پہلے حضور قبلہ عالمؒ نے دعا فرمائی پھر بابا جی نے دعا فرمائی۔

Marfat.com

وصالِ با کمال

حضور قبلہ عالمؒ نے ۲ جون ۱۹۹۱ء بروز اتوار جھنگ صدر مدرسہ قرآن محل میں وصال فرمایا ۔وصال سے قبل آپ نے خصوصی اہتمام کیا تمام قریبی دوستوں اور عقیدت مندوں کو آدمی بھیج کر بلا لیا۔ان سے الوداعی ملاقاتیں ،وصیتیں اور نصیحتیں کیں ۔اپنے کفن ودفن ،غسل و مزار کے متعلق صاجبزادگان کو خصوصی ہدایات دیں پھر سب کچھ مالک کے سپُرد کر کے اُس کے حضور حاضر ہو گئے ۔آپ کے تین صاجبزادے ہیں حضور پیر محمد مظہر حُسین صاحب ،حضور پیر محمد اختر حسین صاحب اور حضور پیر محمد طاہر حسین صاحب ۔ ہر سال یکم ،دو جون اور یکم ،دو اکتوبر آپ کا عُرس منایا جاتا ہے ۔مُلک بھر سے آپ کے عقیدت مند عُرس مبارک میں شریک ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے اس مرد کامل پر جس نے اس تاریک علاقہ میں ایک ایسی نور کی شمع روشن فرمائی جو تا ابد جاری وساری رہے گی ۔

انشاء اللہ تعالیٰ

ادنیٰ ترین خادم

لالہ محمد رفیق طاہر (میانوالی)

Marfat.com

کر کرم اے آقا کہ تیرا نام کرمؐ ہے

کر کرم اے آقا کہ تیرا نام کرمؐ ہے
رحمت کی ہو برسات تیرا کام کرم ہے

سیہ کار ہیں ، بدکار ہیں ، لاچار و نکارے
ہیں پھر بھی شہا تیرے کیوں شام کرم ہے

ہر چند گناہوں سے بھرا ہے تیرا دامن
مایوس نہ ہو آ تو سہی عام کرم ہے

اے ساقیء مئے خانہ تیرے در پہ ہیں آئے
بھر بھر کے پلا سب کو تیرا جام کرم ہے

آباد یہ مئے خانہ رہے اے میرے ساقی
رندوں کے لیے تیرا در و بام کرم ہے

اے حسنِ ازل عشق کی معراج ہو کیسے
ہو جاتا ہے بسمل جو تیرا دامِ کرم ہے

ہے تیرا فقیر عاجز و مسکین نکارا
مظہر یہ وہ جس پہ تیرا ہر گام کرم ہے

(۲۰ جون ۱۹۹۶) رشحاتِ قلم مظہر الانوار سیدی وسندی

حضرتِ اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب حنفی القادری

دامت برکاتہم العالیہ

Marfat.com

بسوئے حال زارم نظر کن اے غوثِ دورانی

بسوئے حالِ زارم نظر کن اے غوثِ دورانی
کرم فرمودہ ای بر خاکسارم کرم سبحانی
شہر یارِ تصوف ، مظہرِ الانوارِ یزدانی
تو پُورِ مرتضیٰؓ ، عکسِ محیؒ الدینؒ جیلانی
یک از خوشبہ حسینِ قادری دلبندِ حافظؒ را
سراپا شاہ سردارِ علیؒ اے ماہِ تابانی
تُرا شان چہ گویم رازِ حق فرمودہ لا خوف
مقام و مقعدِ صدقِ تعالیٰ اللہ چہ سُلطانی
بصورتِ شیخ دیدم مصطفیؐ آنکہ جمالُ اللہ
رُخِ خواجہ ما مثلِ تو شُد اوراقِ قُرآنی
دوائے کُشتگانِ درد و مَستاں بادۂ عشقش
خطابِ قبلہ عالم را بہر یک شانِ شایانی
زمینِ پاک منگانی در آمد حضرتِ اعلیٰ
زمین و آسماں صد آفریں بر خطہ منگانی
بحمد للہ برائے چشمِ بینا بر سرِ درگاہ
بلُطفِ کرمِ حق ، کرمِ حسینؒ شاہِ لاثانی
کریم و چارہ گر بہرِ خُدا اُمید ہا دارم
بنامِ سیدِ عالمؐ تو نو میدم مگر دانی

Marfat.com

غیاث المستغاث خواجہ و سالارِ ازلی ما
نگہ دارم بسُوئے طاہرم اے جانِ جانانی

(۲۸ جولائی ۱۹۹۷ء) فقیر محمد طاہر حسین قادری عفی عنہ،
دربارِ کرمیہ طاہر آباد منگانی شریف

Marfat.com

قادری ایم نعرہ یا غوثِ اعظم می زنیم
دمزِ پیر کرم حسینؒ قطبِ عالم می زنیم

مَلفوظاتِ طَیّبات

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، صاحب المقاماتِ جلیہ، مظہر الکمالاتِ اطبیہ
مخزن علومِ سبحانی، مصدرِ فیوضِ یزدانی، غواصِ بحرِ توحید، مردِ میدانِ تفرید
قطب الارشاد، فردالافراد، عاشقِ رسولُ الثقلین

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری

قَدَّسَ اللّٰہ رُوحَہٗ وَلَا زَالَت تَجلِّیاتَہٗ وَبَرکَاتَہٗ دآئِماً ابداً.

مَسند آرائے منگانی شریف

Marfat.com

ملفوظ۔۱

ایک روز مجلس میں گفتگو اولیاء اللہ اور اُن کی کرامات سے متعلق ہو رہی تھی حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (پ ۳: ع ۲)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے اِن کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال لیتا ہے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کی شان، اِن کے تحفّظ اور کرامات کا ذکر فرمایا ہے۔ لفظ ''ولی'' ولایت سے مُشتق ہے جس کے معنی قُرب کے ہیں ولایت کی دو قسمیں ہیں ایک ولایتِ عامہ اور دوسری ولایتِ خاصہ۔ ولایتِ عامہ میں تمام مؤمن شریک ہیں جبکہ ولایتِ خاصہ میں صرف اہلِ سُلوک ہیں۔ اِس تعریف کے مُطابق ولی وہ ہے جو فانی فی اللہ باقی باللہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مومنوں کا ولی ہوں جس کا میں ولی ہوں اس کی شان کا اندازہ دُنیا والے کیا کر سکتے ہیں۔ پھر فرمایا میں اِن کو اندھیروں میں نہیں رہنے دیتا گویا اِن کا ہر عمل صراطِ مُستقیم پر ہے اور اِن کو نُور کی طرف نکالتا ہوں یعنی اِن کے اجسام مبارکہ سے نور کی کرنیں پھوٹتی ہیں جو سارے جہان کو منور کرتی ہیں۔ اِس روشنی کو کراماتِ اولیاء کا نام دیا جاتا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کراماتِ اولیاء حق ہیں اور اِس پر کتاب اللہ، احادیثِ صحیحہ، اجماع اہل السنہ والجماعہ شاہد ہے۔

کرامات کی اقسام خرقِ عادات پر مُشتمل ہوتی ہیں جو کہ قانونِ فطرت کے خلاف کسی چیز کا اظہار ہوتا ہے مثلاً کسی پوشیدہ چیز کا ظاہر کرنا، ظاہر کو چھپا دینا، طویل سفر کم مُدت میں طے کرنا، امرِ غیب کی خبر دینا، دُعا کا مقبول ہونا اور مُردوں کا زندہ کرنا وغیرہ۔ ایک جلیل القدر صوفی کا فرمان ہے جس شخص نے دُوسروں کی عادات کو ترک کر دیا یا خود اپنی عادات سے دستبردار ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اِس کے بدلہ میں ویسی ہی خرقِ عادت اُس کو عطا فرما دیتا ہے

Marfat.com

۔اِس کو عام طور پر کرامت کہا جاتا ہے۔قرآن مجید میں کئی جگہوں پر کراماتِ اولیاء کا ذکر ہے۔كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ لا وَجَدَ عِندَهَا رِزْقاً جب زکریا علیہم السلام حضرت مریم کے پاس آئے تو ان کے پاس رزق موجود پایا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا (پ ۳: ع ۱۲) اے مریم! یہ بے موسم اور لذیذ پھل کہاں سے آ گئے۔حضرت مریمؑ نے جواب دیا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ یہ رزق میرے رب کا عطا کردہ ہے۔

بے موسم اور لذیذ پھلوں کا حضرت مریم کے پاس آنا ایک خرقِ عادت تھا یہ آپ کی کرامت تھی۔قرآن مجید میں ایک اور جگہ حضرت سُلیمانؑ کے صحابی کی کرامت کا ذکر ہے کہ جب حضرت سُلیمان علیہ السلام نے تختِ بلقیس لانا چاہا تو حاضرین میں سے کہا کہ کون ایسا کر سکتا ہے تو ایک جن نے کہا میں یہ تخت مجلس کے برخاست ہونے تک لاسکتا ہوں۔فرمایا مجھے تو اُس سے پہلے چاہیے۔آپ کے ایک صحابی ولی اللہ حضرت آصف نے عرض کی أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ (پ۱۹: ع ۱۸)۔میں آپ کے پلک جھکنے سے پہلے اِس کو آپ کے پاس لے آؤں گا یہ سُن کر اللہ تعالیٰ کے نبیؑ نے کراماتِ اولیاء کی تردید نہیں کی بلکہ تصدیق کی اور فرمایا لے آؤ۔اِس طرح قرآن مجید گواہ ہے کہ اصحابِ کہف تین سو سال یا اِس سے بھی زیادہ سوئے رہے اُن کی کروٹیں تبدیل ہوتی رہیں ۔نہ صرف اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا بلکہ اُن کے کُتے کو بھی زندہ رکھا اور اُس کی کروٹیں بھی تبدیل ہوتی رہیں وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ط (پ۱۵: ع ۱۵) اور ہم اِن کی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے اور اُن کا کُتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔

کراماتِ اولیاء کے متعلق حضور اکرم ﷺ کی احادیثِ مُبارکہ بھی ہیں۔بخاری شریف کی

Marfat.com

حدیث میں ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے تین آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا جو غار میں پھنس گئے تھے۔ غار کے مُنہ پر ایک پتھر آ گیا تھا۔ اپنی موت کو یقینی دیکھ کر اُنہوں نے اپنی نیکیوں کے وسیلے سے دُعا مانگی غار کے مُنہ سے پتھر ہٹ گیا۔ اِسی طرح حضور ﷺ نے بنی اِسرائیل کے ایک جریح نامی شخص کی کرامت کا ذکر فرمایا کہ اُس پر جب تہمت لگائی گئی تو ایک دُودھ پیتے بچے نے گواہی دے کر یہ بہتان غلط ثابت کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وصال سے قبل اپنی ایک بیٹی کی پیدائش کی خبر دی۔ حضرت عُمرؓ نے دریائے نیل کو ایک رُقعہ لکھ کر حکم دیا کہ رواں ہو جا اور دریا جاری ہو گیا۔ یہ سب کرامات خرقِ عادات ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی بے شمار کرامات کُتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ اولیاء کرام کو یہ مراتب اِس لیے عطا کیے جاتے ہیں تا کہ وُہ کرامات کا اِظہار کر کے لوگوں کو صراطِ مُستقیم پر لائیں۔

حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا میرے قبلہ والد صاحب (حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قُطبی قادریؒ) کے وصال کے بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ عبادت و ریاضت کے لیے کیوں نہ کسی جنگل میں چلا جاؤں جہاں یکسوئی اور تنہائی ملے۔ میں نے ایک دعوت پر جانا تھا دعوت کا بہانہ کر کے کمالیہ کے قریب جنگل میں چلا گیا۔ میں ابھی نوجوان تھا سردیوں کا موسم تھا۔ جنگل کا سناٹا اور خاموشی مجھے بے حد پسند آئی۔ رات کو آگ جلا کر بیٹھ جاتا اور ذکر وفکر میں مصروف رہتا۔ پہلے پہل تو جنگلی درندوں کی خوفناک آوازیں مجھے ڈراتی تھیں بعد ازاں جب میں آگ کے پاس بیٹھتا تو جنگل کے جانور میرے ساتھ بیٹھ جاتے تو مجھے ذرا ڈر نہ لگتا ہر روز ایک بوڑھی مائی صبح آتی مجھے ایک روٹی اور کچھ سالن دے جاتی میں وہ کھا لیتا اور اللہ کا شُکر ادا کرتا۔ ایک رات میری آنکھ لگ گئی خواب میں میرے ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ اور قبلہ والد صاحب تشریف لائے اور فرمایا کرم حسینؒ ہم نے تیری تربیت میں کیا کوئی کمی چھوڑی ہے کہ تو جنگلوں میں چلا آیا؟ ہم نے تجھے مسندِ ارشاد پر بٹھایا۔ علی الصبح روانہ ہو جاؤ

Marfat.com

اور لوگوں کو تبلیغ کرو۔ صبح جب میں وہاں سے روانہ ہونے لگا تو وہ بوڑھی اماں حسبِ معمول کھانا لے کر آئی میں نے کھانا کھایا اور اُس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اماں مجھے یہاں سے رُخصت مل گئی ہے میں واپس جا رہا ہوں لہٰذا کل کھانا نہ لانا۔ بوڑھی اماں مسکرائی اور کہا بیٹا! جب تو آیا تھا کیا مجھے پہلے بتایا تھا کہ میرا کھانا لانا۔ میری تو تیرے ساتھ ایک ڈیوٹی تھی لہٰذا وہ ختم ہوگئی۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا میں نے چونک کر پُوچھا اے بوڑھی ماں! تو کون ہے؟ تو فرمایا میں رابعہ بصریؒ ہوں اور سرکاری ڈیوٹی پر معمور ہوں۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۲

ایک روز ارشاد ہوا فرمانِ باری تعالیٰ ہے **فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** (پ ۱۴: ع ۱۲)۔اے لوگو! اہلِ ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ۔اہل ذکر سے مُراد اہل عبادت بھی ہیں۔ذکر کا دُوسرا معنی یاد کرنے کے ہے جس چیز سے محبت ہو وہ اکثر یاد آتی ہے تو اہل ذکر کا معنی اہل عشق ،اہل درد،اہلِ سوز بھی صحیح ہے جن کی تابعداری انسان کو واجب ہے۔محبت کا تقاضا ہے کہ محبّ کو محبوب سے ملاتی ہے لہٰذا اہل ذکر کو اہل اللہ بھی کہنا درست ہے۔حدیث میں ہے اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی میں اپنے یاد کنندہ کے ہمیشہ ساتھ ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (پ ۲: ع ۳)

بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (پ ۲: ع ۸)

اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (پ ۲۱: ع ۳)

اور بیشک اللہ اِحسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ولی اللہ اور اللہ کی معیت کی کوئی حد مقرر نہیں۔

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (پ ۲۶: ع ۱۶)

اور ہم اُس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

نَحنُ اقربُ گُفت مِن حبل الورید
تو فگندی تیرِ فکرت را بعید

(میں تیرے قریب ہوں فرمایا تیری رگِ جاں سے بھی زیادہ لہٰذا تو اپنے فکر کے تیر کو کیوں

Marfat.com

دُور پھینکتا ہے)۔

حدیثِ قدسی میں اللہ رب العزت کا ارشادِ پاک ہے

(۱) وَمَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ وَ يَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا ...الخ (رواہ البخاری)

(مشکوٰۃ شریف۔ جلد اول، باب ذکر اللہ عزوجل وتقرب الیہ صفحہ ۴۹۱۔ مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور)

میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو دوست بنالیتا ہوں اور جب میں نے اُسے محبوب بنالیا تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وُہ سُنتا ہے اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وُہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وُہ چلتا ہے۔

یعنی میں اپنے بندے کے اِتنا قریب ہوجاتا ہوں کہ اُس کی ہستی، ہستیِ باری تعالیٰ بن جاتی ہے۔ اُس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک، منہ، دِل، جسم سب انوار وتجلیاتِ اِلٰہی کا مظہر ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ

(۲) مَنْ رَاٰنِىْ فَقَدْ رَاَ الْحَق (بخاری شریف، جلد سوم، کتاب التعبیر۔ حدیث نمبر ۱۸۸۴)

جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق تعالیٰ کو دیکھا یعنی جس نے حضور سرورِ کائنات نبی پاک ﷺ کو دیکھا اُس نے خدا کی ذات کو دیکھا۔ حضرت انسان کا دیکھنا گویا خُدا کا دیکھنا ہے۔

Marfat.com

(۱) امام فخر الدین رازیؒ ''تفسیرِ کبیر'' میں اِس حدیثِ قُدسی کی شرح لکھتے ہوئے فرماتے ہیں ''فاذا نورحٰال اللہ سمعالہٗ سمع القریب والبعید واذا اصارذالک النورلبصرلہٗ رای القریب والبعید'' یعنی جب بندہ طاعت وعبادات پر پابندی کرتا ہے تو ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ اسکے کان اور آنکھ بن جاتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کا نُور اس کے کانوں میں آگیا تو وُہ دور ونزدیک کی آوازیں سُن لیتا ہے اور جب نُورِ خُداوندی اِس کی آنکھوں میں آیا تو وُہ قریب وبعید سب کُچھ دیکھتا ہے اور جب ہاتھ پاؤں میں نُور آیا تو وُہ تصرف کرتا ہے اور مُشکلات حَل کرتا ہے۔ دور ونزدیک سے لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ کو دُور سے پُکارنا اور اُن سے مدد چاہنا جائز ہے اور یہ مدد درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہے۔ نیز ان پاک باز بندوں کی طاقت وکرامت کا اِنکار حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طاقت کا اِنکار ہوگا۔ مولانا رُوم فرماتے ہیں۔

؎ گُفتہ اُو گُفتہ اُو اللہ بود ... گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(اللہ تعالیٰ کے بندوں کا کہنا اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے اگرچہ وُہ بظاہر انسان کے مُنہ وزبان سے ہو)۔

(۱۶) عُلمائے دیوبند کے پیرومُرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اِس حدیثِ مُبارکہ کے معنی بیان کرتے ہُوئے فرماتے ہیں۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کے فرمان مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَق کے دو معنی ہیں۔ اول یہ کہ ''من رانی فقدرانی یقیناً فان الشیطان لایتمثل بہٖ''۔ دوم یہ کہ ''من رانی فقدراء اللہ تعالیٰ'' یعنی اِس فرمانِ نبوی ﷺ کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جس نے مُجھے دیکھا یقیناً اُس نے مُجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صُورت اختیار نہیں کرسکتا۔ دوسرا معنی یہ ہوگا کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ (شمائم امدادیہ: ۹۲)۔ دیگر امام یوسف بن اسماعیل النبھانیؒ نے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث امام احمد بن ادریس کے حوالے سے نقل کی ہے من رانی فقدرای الحق تعالیٰ (جواہر البحار، ۳: ۴۸) جس نے مجھے دیکھا گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اسی حقیقت کو شیخ مُحقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کُچھ اِن الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں ''اماوجہ شریف وے ﷺ مرآتِ جمالِ الٰہی ومظہرِ انوار لامتناہی وے بود'' (مدارج النبوۃ۔ جلد اول۔ صفحہ ۵) یعنی آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس اللہ تعالیٰ کے جمال کے لیے آئینہ ہے اور اس قدر انوارِ الٰہی کا مظہر ہے کہ اِس کی حد نہیں۔

Marfat.com

چنانچہ مست بادہ قیوم حضرت مولانا رُوم قدس اللہ تعالیٰ روحہ ''مثنوی شریف'' میں فرماتے ہیں۔

پیرِ کامل صورتِ ظلِّ اِلٰہ
آنکہ دیدِ پیر دیدِ کبریا

(پیرِ کامل اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے گویا پیر کا دیدار خدا کا دیدار ہے)

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

(اور جب تو نے پیر کو مان لیا تو گویا خدا اور رسول ﷺ کو تو نے مان لیا اور قبول کیا)۔

دو مبین و دو مدان و دو مخواں
خواجہ را در خواجہ ء خود محوداں

(نہ دو دیکھ، نہ دو کہہ اور نہ دو کی طلب کر بلکہ اپنے پیرِ کامل کو رسول اللہ ﷺ میں محو جان)۔

گر جُدا بینی زِ حق تو خواجہ را
گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

(اگر تو اپنے مُرشد کو حق تعالیٰ سے جدا سمجھے گا تو متن اور دیباچہ (ظاہر و باطن) سب کھو بیٹھے گا)۔

اولیاء اللہ اللہ اولیاء
ہیچ فرقِ درمیاں نبود روا

(اللہ کے ولی اللہ کے نمائندے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی ترجمانی کرتا ہے جبکہ یہاں آکر خالق و مخلوق کا فرق کرنا جائز ہی نہیں رہتا۔)

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۳

ایک روز اِرشاد ہوا

ظَلَمَ مَنْ سَمّٰی ابنِ آدمَ اَمِیراً وَ قَدْ سَمَّاہ' رَبُّہ' فَقِیراً

(ترجمہ) ابن آدم نے زیادتی کی جس نے اپنا نام امیر رکھا خواہ وہ امیر ہی ہو تو بھی فقیر ہے۔

قُرآن مجید کی سورۃ کہف جس دیوار کو حضرات خضر و موسیٰ علیہما السلام نے بنایا تھا جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَ کَانَ تَحْتَہ' کَنْزٌ لَّھُمَا (پ۱۶:ع۱)

(ترجمہ) رہی وُہ دیوار تو شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اُس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا۔

احدیث میں ہے کہ اُس کے نیچے سونا اور چاندی مدفون تھا اُن میں ایک سونے کی تختی پر مندرجہ ذیل حروف کندہ تھے۔

۱۔اُس کا حال عجیب ہے ۔جسے موت کا یقین ہو اُس کو خوشی کس طرح ہوتی ہے

۲۔اُس کا حال عجیب ہے۔جو قضا و قدر کا یقین رکھے۔اُس کو غصہ کیسے آتا ہے

۳۔اُس کا حال عجیب ہے۔جسے رزق کا یقین ہو وہ حرص اور تعب (مُشقت) میں کیوں پڑتا ہے

۴۔اُس کا حال عجیب ہے۔جسے حساب کا یقین ہو وُہ غافل کیسے رہتا ہے

۵۔اُس کا حال عجیب ہے۔جس کو دُنیا کے زوال اور تغیّر (انقلاب) کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے اور اس سے دل کیوں لگاتا ہے

حدیث پاک میں ہے روزِ قیامت بندہ جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ

Marfat.com

پوچھ لی جائیں

۱۔ اُس کی عمر کس کام میں گزری۔

۲۔ اُس کا علم کہ اُس پر کیا عمل کیا۔

۳۔ اُس کا مال کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

۴۔ اُس کا جسم کہ اِس کو کس کام میں لایا۔

لہٰذا **عَجِلُوْا التَّوْبَۃَ قَبْلَ الْمَوْتِ** موت سے پہلے توبہ کرلو

شیرِ خُدا حضرت علی المرتضیٰؓ کیا خوب فرماتے ہیں

اَلَا یَا سَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰی
سَتُدْفَنُ عَنْقَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ

اے مضبوط محلوں میں آرام کرنے والے
عنقریب تم مٹی میں دفن کیے جاؤ گے

لَہٗ مَلِکٌ یُنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

ہر روز تمہیں ایک فرشتہ ندا دیتا ہے
موت کے لیے جنو اور خراب ہونے کے لیے بناؤ

''تذکرۃ الاولیاء'' میں ہے کہ بغداد میں ایک دفعہ خلیفہ وقت، حضرت حاتم اصمؒ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے بوقتِ ملاقات فرمایا السلام علیکم یا زاہد! لیکن خلیفہ نے عرض کیا جناب میں تو زاہد نہیں بلکہ آپ زاہد ہیں۔ ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ** (پ۵:ع۸) اے نبی فرمادیجیے کہ دُنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے اور چونکہ تو قلیل شئے پر قانع (جو مل جائے اُس پر راضی رہنے والا) ہو گیا ہے اور میں دُنیا و

Marfat.com

آخرت پر بھی قانع نہ ہو سکا تو پھر میں کیسے زاہد ہوں۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

اے دِل تو دریں دُنیا چرا بے صبری
روزان و شباں در طلبِ سیم و زری

(اے دِل تو اِس دُنیا کے لیے کیوں بے صبر ہو گیا ہے اور سونا چاندی کے اکٹھا کرنے میں دِن رات کیوں لگ گیا ہے)۔

در قسمت تو ازیں جہاں یک کفن است
ایں ہم بگماں است بری یا نہ بری

(تیری تقدیر (قسمت) میں اس دنیا میں صرف ایک کفن ہی ہے اور یہ بھی گمان ہے کہ وہ بھی تیرے نصیب ہو گا یا نہیں)۔

نقل ہے کہ بصرہ میں کوئی امیر آدمی فوت ہو گیا اور اُس کی پوری جائیداد اُس کی اکلوتی لڑکی کو ملی جو بہت خوبصورت تھی۔ ایک دِن اُس نے حضرت ثابت بنانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ نکاح حضرت مالک بن دینارؒ کے ساتھ ہو۔ تاکہ ذِکرِ الٰہی اور دُنیاوی کاموں میں وُہ میری معاونت کر سکیں۔ چنانچہ حضرت ثابت بنانیؒ نے اس کا پیغام حضرت مالک بن دینارؒ تک پہنچا دیا لیکن آپ نے فرمایا کہ میں تو دُنیا کو طلاق دے چُکا ہوں اور چونکہ عورت کا شُمار بھی دُنیا میں ہی ہوتا ہے اِس لیے طلاق شُدہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔

بعد ازاں فرمایا اہلِ محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے

اوّل۔ ندامت

دوم۔ گُناہوں کا چھوڑ دینا

سوم۔ اپنے آپ کو ظلم اور جھگڑے سے پاک رکھنا۔

Marfat.com

شیخ ابوبکر کتانیؒ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ مجھے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل فرمایئے جس سے حرص وہوس کا خاتمہ ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزانہ چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا

Marfat.com

ملفوظ۔ ۴

ایک روز مجلس میں علمِ غیب کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی ارشاد ہوا قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ اپنے حاضرین سے فرماتے **وَاُنَبِّئُکُم بِمَا تَاکُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ** (پ ۳:ع ۱۳) اور میں تمہیں بتا سکتا ہوں جو تم کھا کر آئے ہو اور جو اپنے گھروں میں (پوشیدہ) جمع رکھتے ہو۔

میرے قبلہ والد صاحب (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادریؒ) کی مجلس میں بیٹھے ہوئے حاضرین سے اگر کوئی غلط دلیل اپنے دِل میں لاتا تو اُسے اُسی وقت اِرشاد ہوتا میاں! فقیر کی مجلس میں بیٹھ کر غلط دلیلیں (خیالات) اپنے دِل میں نہ لایا کرو۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ۔

بندگانِ خاص علّامُ الغیُوب
درجہانِ جاں جواسیسُ القلوب

(اُن کے لیے غیب، غیب نہیں، مخفی سے مخفی حقیقتوں کو جانتے ہیں۔ دِل کے چھپے بھیدوں کو پا لیتے ہیں)۔

مولوی مُحمد اسحٰق (خلیفہ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ) نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ دہڑ شریف سے میاں چنوں کے قریب ایک گاؤں ''وٹو واں'' میں جانا مقصود تھا۔ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ نے چار دُرویشوں کو ارشاد فرمایا جن میں بندہ بھی شامل تھا کہ تُم سائیکلوں پر چلے جاؤ ہم لوگ دوسرے روز تقریباً ۱۲ بجے مذکورہ گاؤں پہنچے۔ لہٰذا غُسل کرنے اور لنگر کھانے کے بعد دوسرے دُرویش تو آرام کرنے لگے لیکن بندہ اکیلا حضور حافظؒ صاحب کی خدمت میں رہا اور عرض کی جناب! آپ کے پاس کوئی فقیری کی دلیل بھی ہے یا فقط اِلا اللہ ہی کا زور ہے

Marfat.com

۔آپ نے فرمایا مولوی صاحب آزمالو۔ جاننے والوں کو آزمانا تو نہیں چاہیے لیکن تم یوں کرو کہ مجھے ایک کمرے میں بٹھا کر دروازے ، کھڑکیاں بالکل بند کر دو اور بیس (۲۰)، پچیس (۲۵) آدمی مکان سے باہر جا کر جتنی دیر چاہیں کام کریں۔ پھر تمہیں فقیر بتا دے گا کہ تمام آدمیوں نے جو بھی کام کیا اور جتنے قدم بھی چلے۔ لیکن بندہ نے عرض کیا کہ میں نے کونسے قدم گنے ہوئے ہیں اور میں کیا تصدیق کرسکتا ہوں کہ آپ صحیح ارشاد فرما رہے ہیں یا نہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ میرا تہبند پاک ہے یا پلید۔ آپ نے فرمایا تیرا تہبند ناپاک ہے کیونکہ اِس پر بول (پیشاب) کی ایک چھینٹ پڑی ہوئی ہے۔ (یہ بالکل دُرست تھا) لیکن بندہ نے عرض کیا یہ بھی کوئی فقیری ہے۔ آپ نے فرمایا تم میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو اور ایک مکان میں بٹھا کر دروازہ بند کردو اور ہزاروں آدمی وہاں سے گزارو۔ فقیر تمہیں ہر ایک کے بارے میں علیحدہ علیحدہ آگاہ کرے گا کہ کون اُردو، انگریزی، فارسی یا قُرآن مجید پڑھا ہوا ہے۔ کون نیک ہے اور کون بد (برا) ہے۔ کتنے جوان اور کتنے بوڑھے ہیں لیکن بندہ نے عرض کیا آپ یہ بتائیں کہ میرے گھر میں کتنی گندم موجود ہے آپ نے فرمایا اتنے من، اتنے ٹوپے اور اتنی پائیاں ہیں۔ (جو کہ بالکل دُرست تھا حالانکہ میرا گھر وہاں سے بہت دور تھا)۔ پھر بندہ نے عرض کیا کہ آپ نے تو میرے دِل کا خیال جان لیا یہ بھی کوئی فقیری ہے۔ لہٰذا آپ یہ فرمائیں کہ میری بھینس کب بچہ جنے گی آپ نے فرمایا ۱۵ اہاڑ، ۱۲ بجے دن، سمٹیو بیر کے نیچے کالے رنگ کا کٹا دے گی جس کے بدن پر کوئی سفید بال نہ ہوگا (چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا) لیکن بندہ نے جان بوجھ کر عرض کیا کہ کیا خبر ایسا ہو یا نہ ہو۔ تو حضور حافظؒ صاحب جو کہ پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے فوراً اُٹھ بیٹھے۔ جلال سے آنکھیں سُرخ ہوگئیں اور فرمایا مولوی صاحب! تو محمدی ولیوں کو کیا سمجھتا ہے۔ اب سے قیامت تک کے حالات سے آگاہ کرسکتا ہوں کیونکہ فقیر اِنسانی، ہوائی مخلوق نیز حشرات الارض تک ہر ایک

Marfat.com

کے حالات سے باخبر ہے کہ کب تک زندہ رہیں گے اور کب مریں گے۔ تم کاغذ قلم لے آؤ اور لکھ لو۔ اگر کہیں غلطی دیکھو تو کہنا کہ کسی بے دین کی اولاد ہوں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔

چنانچہ بندہ نے عرض کیا حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا بالکل صحیح اور برحق ہے میں تو یونہی دل لگی کر رہا تھا۔ آپ نے ایک آہ بھری اور فرمایا افسوس یہ باتیں بتانے کی نہیں تھیں۔ بعد ازاں فرمایا خدارا مذکورہ باتیں کسی اور سے نہ کہنا لہٰذا بندہ نے ایسا ہی کیا اور آپ کی حیاتِ ظاہرہ میں کسی کو بھی کچھ نہ بتایا لیکن جب آپؒ کا وصال ہو گیا تو میں نے یہ تمام واقعہ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے ایک آہ بھری اور فرمایا "ہاں اُن کا حال ایسا ہی تھا"۔

حدیث پاک میں ہے **اِتَّقُو فِرَاسَةَ المئومِن فاِ نہٗ ینظرُ بنوُرِ اللہ عَزّ وَجَلّ** (مسلم شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۴۰)۔

مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وُہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اسی مقام پر محبوبِ سُبحانی شہبازِ لامکانی حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی بھی فرماتے ہیں

نَظرتُ اِلیٰ بلاَ دِ اللہِ جمعاً
کَخَر دَلَۃٍ علیٰ حُکمِ الُتّصَال

(میں نے خُدا تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وُہ سب مل کر رائی کے دانے کے برابر تھے)۔

قُرآنِ مجید فرقانِ حمید شاہد ہے کہ حضرت یُوسفؑ کو جب مائی زُلیخہ اپنے محل کی ساتویں کوٹھڑی میں لے گئی **وَ لَقَدْ ھَمَّتْ بِہٖ وَھَمّ بِھَا لَو لَا اَنْ رَّا بُرھَانَ رَبِّہٖ** (پ ۱۲: ع ۱۳) اور بے شک عورت نے اِس کا ارادہ کیا اور وُہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔

Marfat.com

مفسرین نے لکھا ہے کہ اِس وقت حضرت یعقوبؑ غیب سے ظاہر ہوئے اور انگشت مبارک دندان کے نیچے دبا کر اجتناب کا اشارہ فرمایا کہ تُم سے نبوّت آگے چلنی ہے حالانکہ حضرت یوسفؑ پہلے ہی خبردار تھے لہٰذا حضرت یعقوبؑ کے اِشارے سے کہ تم انگلی کا اشارہ کرتے جاؤ دروازے خُود بخود کھلتے جائیں گے۔ حضرت یوسفؑ بھاگے مائی زُلیخہ نے پکڑنا چاہا لیکن آپ جس دروازہ پر پہنچتے اِس کا قفل کُھل کر گر جاتا آخر مائی زلیخہ نے آپ کا قمیض پیچھے سے پکڑ لیا اور آپ کو کھینچا تاکہ باہر نہ نکل جائیں لیکن آپ غالب رہے اِس لیے قمیض تھوڑا سا پھٹ گیا۔ باہر سامنے عزیزِ مصر آ رہا تھا۔ مائی زُلیخہ نے خود کو بچانے کے لیے آپ پر الزام لگایا لیکن حضرت یوسفؑ نے تمام صورت حال بیان کر دی۔ عزیزِ مصر نے کہا آپ پر کس طرح یقین کیا جائے تب آپ کے فرمان کے مُطابق ایک چار ماہ کا شیر خوار بچہ فیصلہ کے لیے لایا گیا جس نے گواہی دی کہ سارا قصور مائی زلیخہ کا ہے بلکہ بچے نے بڑا عقل مندانہ جواب دیا **اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ** (پ ۱۲: ع ۱۳) گواہی دی اگر اِن کا کُرتہ آگے سے چِرا ہے تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا ہے اور اگر اِن کا کرتہ پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی اور یہ سچے ہیں۔ یعنی اے عزیزِ مصر اگر یوسفؑ کا قمیض پیچھے سے پھٹا ہے تو سارا قصور زُلیخہ کا ہے اور اگر قمیض آگے سے پھٹا ہے تو یوسفؑ کا ہے لیکن قمیض تو پیچھے سے پھٹا تھا لہٰذا عزیزِ مصر لاجواب ہو گیا۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا دیکھو ایک شیر خوار بچے کو تو علمِ غیب ہو سکتا ہے لیکن لوگ کہتے ہیں ایک نبی اور ولی کو نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

ملفوظ۔۵

ایک روز ارشاد ہوا" دُنیا کو دِل سے نکال دے پھر میرے پاس آ"

؎ چیست دُنیا از خُدا غافل بودن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زَن

(دُنیا کیا ہے جو چیز رب سے غافل کر دے نا کہ گھریلو ساز و سامان، مال و دولت اور بیوی بچے)۔

الغرض جو چیز بندے کو خُدا سے غافل کرے خواہ نماز پڑھ رہا ہو، سجدے میں ہو، رزقِ حلال کمارہا ہو لیکن خُدا سے غافل ہو در حقیقت وہی دُنیا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں

؎ بر زبانِ اللہ اللہ در دِل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کہ دارد بے اثر

(زُباں پر تو اللہ اللہ کا وِرد ہو اور دِل میں گائے، گدھے (مال مویشی) کا خیال ہو ایسی تسبیح کا کیا اثر ہوگا۔)

ایک دُرویش کسی فقیر کی زیارت کے لیے اس کے شہر گیا جب وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ محل باغیچے اور سینکڑوں جانور اِس فقیر کی ملکیت میں ہیں۔ حاضرِ خدمت ہوا بڑے قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں اور فقیر صاحب تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں دُرویش نے اپنے دِل میں خیال کیا بھلا یہ بھی کوئی فقیری ہے اور ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ فقیر صاحب نے اس دُرویش سے مُخاطب ہو کر فرمایا آ و حج کو چلیں اور وہیں سے روانہ ہو پڑے۔ ابھی چار میل ہی نہ چلے تھے کہ دُرویش کا رنگ اُڑ گیا (متغیر ہو گیا) فقیر صاحب نے پوچھا تجھے کیا ہوا تو عرض کی جہاں آپ تشریف فرماتھے وہاں میری پوٹلی (تھیلی) رہ گئی ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا دیکھو میری کتنی دولت، دُنیا پڑی تھی میں نے تو کسی سے اِس کا ذکر ہی نہیں کیا اور تو ایک پوٹلی کے

Marfat.com

لیے اِس قدر پریشان ہے۔ دُرویش سمجھدار تھا وہیں قدموں پر گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

میرے ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ اکثر یہ ہندی بیت پڑھا کرتے تھے۔

ے جاوت ہرکھ نہ اف جتا آوت شوخ نہ ہو
ایسی کرنی جو رہے گرہ بند جوگی سو

(نقصان ہو جائے تو افسوس نہ کرے اور بہت کچھ آ جائے تو شوخ نہ ہو جو ایسے طریقہ پر رہے وُہی سچی بات والا جوگی (فقیر) ہوتا ہے۔

شیخ صدرالدین عارفؒ نے مال و زر سے بھرے ہوئے کنوئیں راہِ خُدا میں لُٹا دیے۔ کسی دُرویش نے عرض کیا حضور آپ کے والد ماجد (غوث بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ) نے تو یہ کنویں رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا وُہ قادر تھے دُنیا میں رہ کر بھی مشغولِ دُنیا نہ تھے لیکن ہمیں یہ دُنیا تنگ کرتی تھی۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا دُرویشی تین چیزوں کا نام ہے ترک الطمع والمنع [illegible] ترک کر دینا اگر کوئی چیز تیرے پاس (بطور فتوح) آ جائے تو اِس کو منع [illegible] جب کچھ مل جائے تو جمع نہ کرے یہی دُرویشی ہے۔

ے نمی گویم کہ از عالم جُدا باش
بہر کارِ کہ باشی با خُدا باش

(میں یہ نہیں کہتا کہ عالم سے جُدا ہو جاؤ بلکہ یہ کہ جہاں بھی رہو خدا کے ساتھ رہو)

بعد ازاں فرمایا سب سے عُمدہ وقت وہ ہے جب کہ دِل میں کوئی وسوسہ اور خیال نہ ہو اور لوگوں سے رہائی حاصل ہو۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے جسے محبت دی گئی اسے فقر و وحشت [illegible] دی گئی تا کہ دنیا پر فریفتہ نہ ہو جائے۔

[illegible]

Marfat.com

ملفوظ۔ ۶

ایک روز اِرشاد ہوا زبان سے عقل میں علم ہزار گنا زیادہ ہے اور عقل سے قلب میں علم لاکھ گنا زیادہ ہے اور قلب سے روح میں علم کروڑوں درجے زیادہ ہے۔

قولہٗ تعالیٰ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (پ ۳۰: ع ۱۶) ہم اس کو نیکی اور بدی کا الہام کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے **سیکون فی اُمتی رجال محدثون** یعنی عنقریب میری امت میں کچھ لوگ ملہم ہوں گے۔

؎ گُفت پیغمبر کہ ہست از امّتم
کہ بود ہم گوہر ہم ہمتم

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں بعض ایسے لوگ ہوں گے جو میرے جوہرِ علم و ہمت میں مناسبت رکھتے ہوں گے)

؎ بینی اندر دل علوم انبیاء
بے کتاب و بے مُعید و اوستا

(اپنے دل میں (آئینہ کے انعکاس کی طرح) انبیاء کے علوم بلا واسطہ کتاب اور تکرار کرنے والے (ہم سبق) اور اُستاد کے پاؤ)۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا **تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ** ایک گھڑی کی سوچ سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

بعد ازاں کسی نے صفائی قلب کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد ہوا نقل ہے کہ حضرت حسن بصریؒ ایک دفعہ کہیں جا رہے تھے تو دریائے دجلہ کے کنارے حضرت حبیب عجمیؒ سے مُلاقات ہوگئی انھوں نے پوچھا کہاں کا قصد ہے تو حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا دریا

Marfat.com

کے پار جانا چاہتا ہوں اور کشتی کا منتظر ہوں۔ آپ نے کہا بُغض اور حُبِ دنیا کا قلب سے نکال کر مصائب کو غنیمت تصور کرو اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے پانی کے اُوپر روانہ ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر خود پانی کے اوپر چلتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت حسن بصریؒ پر غشی طاری ہوگئی اور ہوش آنے کے بعد لوگوں نے غشی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا حبیب عجمیؒ کو علم میں نے سکھایا لیکن اِس وقت وُہ مجھ کو نصیحت کر کے خود پانی کے اوپر روانہ ہو گئے اور اسی دہشت سے مجھ پر غشی طاری ہوگئی کہ جب روزِ محشر پُل صراط پر چلنے کا حکم دیا جائے گا اور اگر میں اس وقت بھی محروم رہ گیا تو کیا کیفیت ہوگی پھر آپ نے دُوسری ملاقات میں حضرت حبیب عجمیؒ سے پوچھا کہ تمہیں یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا تو انہوں نے کہا میں قلب کی سیاہی دھوتا ہوں اور آپ کاغذ سیاہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا (بطور کسرِ نفسی) کہ صد حیف دوسروں نے تو میرے علم سے فائدہ اُٹھایا لیکن مجھے کچھ نہ مل سکا۔

حضرت حبیب عجمیؒ کے سامنے جب تلاوت قُرآن مجید کی جاتی تو آپ مُضطرب ہو کر گریہ و زاری کرنے لگتے۔ ایک دفعہ کسی نے سوال کیا آپ قُرآنِ حکیم کا مفہوم کس طرح سمجھ لیتے ہیں جبکہ یہ عربی زبان میں ہے اور آپ عجمی ہیں فرمایا گو میری زبان عجمی ہے لیکن قلب عربی ہے۔ ایک مرتبہ کسی کونے میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کہ جس کا قلب تجھ سے مسرور نہ ہو اُس کو کوئی مسرت حاصل نہیں ہوئی اور جس کو تجھ سے اُنس نہ ہو اُس کو کسی سے اُنس نہ ہو۔ لوگوں نے پُوچھا کہ جب آپ گوشہ نشین ہو کر دُنیا کے تمام امُور سے دست بردار ہو چکے ہیں تو یہ بتایئے کہ رضا کس شئے میں ہے فرمایا کہ رضا تو صرف اسی قلب کو ہے جس میں کوئی کدُورت نہ ہو۔

در کنز ہدایہ نتواں یافت خدا را ؎
در صفحہء دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

Marfat.com

(کنز اور ہدایہ (اسلامی فقہ کی دو منطق کی کتابیں) میں تو خُدا کو نہ پائے گا۔ دِل کے ورق پر دیکھ کہ اس سے اچھی کوئی کتاب نہیں)

ایک روز اِرشاد ہوا راہِ سُلوک کی چار منازل ہیں۔

۱	مُنذرات	نفسی
۲	مُبشرات	قلبی
۳	مکاشفات	روحی
۴	مشاہدات	سری

پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔

(۱) مُنذرات ۔ سے مراد نظارہ ہے جو کہ دُرویش ابتداً خواب دیکھتا ہے وُہ خواب میں اپنے نفس کا نظارہ بھیانک شئے میں کرتا ہے کبھی بدصورت جانور دیکھتا ہے تو کبھی ڈراؤنے خواب دیکھتا ہے۔ اتنا فرما کر برادرم پیر سخی حسین صاحب کی طرف رُخِ انور کر کے فرمایا کیوں سخی حُسین ایسا ہے کہ نہیں؟ انہوں نے عرض کیا جناب بالکل (برادرم پیر سخی حسین صاحب نے بتایا کہ اِس رات کو میں نے بھی ڈراؤنا خواب دیکھا تھا اِس لیے حضور نے مجھ سے تصدیق کروائی)۔

پھر فرمایا شروع میں جب دُرویش ایسے خواب دیکھے تو وُہ پریشان نہ ہو کیونکہ یہ اُس کے نفسِ امارہ کا مشاہدہ ہے اور دِل میں یہ خیال بھی نہ کرے کہ مُرشدِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد ایسے خواب کیوں آتے ہیں۔ اصل میں یہ اس کے دل کی کیفیت ہے۔ اس لیے منذرات کا تعلق اس کے نفس کے ساتھ وابستہ ہے۔

۲۔ مبشرات ۔ سے مراد بشارتیں ہیں جب درویش ذکر و اذکار میں مشغول رہتا ہے تو اس

Marfat.com

کے دل کی میل دھل جاتی ہے اُس کا سینہ روشن ہو جاتا ہے اب وُہ بشارتیں دیکھتا ہے اُسے اچھے اچھے خواب آتے ہیں خواب میں اولیاء اللہ کی زیارت اور مجالس نصیب ہوتی ہیں اور کئی خُوش بختوں کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت بھی نصیب ہوتی ہے۔اور بعد میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ وُہ جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے بیدار ہوتے ہی خواب کی حقیقت کو پا لیتا ہے، اُس کا خواب الہامِ خداوندی بن جاتا ہے اس لیے مبشرات کا تعلق قلب سے ہے۔

۳۔مکاشفات۔ راہِ سلوک کی تیسری منزل مکاشفات ہے اور مکاشفات سے مراد کشف ہے اور کشف کا تعلق روح سے ہے۔پہلے دو منازل بے اختیاری ہیں لیکن کشف درویش کا اپنا اختیار ہے۔جب مُرشدِ کامل کی محبت اور ذکر و اذکار سے اس کا سینہ مُنور ہو جاتا ہے تو پھر اسے اپنے قلب میں دونوں جہان کی ہر چیز نظر آتی ہے۔جو چیز جب دیکھنا چاہے آنکھیں بند کر کے اپنے قلب و روح میں جھانک کر دیکھ لیتا ہے۔کیونکہ زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بلکہ خود خالقِ کائنات اُس کے قلب میں موجود ہے جب چاہے مُشاہدہ کر لیتا ہے۔

۴۔مُشاہدات۔ راہِ سلوک میں دُرویش کی آخری منزل مُشاہدات ہے اور مُشاہدات سری ہیں۔اب تک دُرویش جو کچھ آنکھیں بند کر کے دیکھتا رہا اب اسے کھُلی آنکھوں میں نظر آنے لگ جاتے ہیں۔اللہ کا تمام نظام وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔جو کُچھ ہو رہا ہے اور جو کُچھ ہونے والا ہے اُس کے علم میں ہوتا ہے اب درویش پر لازم ہے کہ وہ ان مشاہدات کا نظارہ تو کرے لیکن زبان کو بند رکھے۔اللہ تعالیٰ کے راز کو افشاں نہ کرے اس کی آنکھ دیکھتی ہے کان سُنتے ہیں لیکن زبان پر سِل لگی ہو اس لیے مشاہدات کا تعلق سر (راز) سے ہے۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۷

ایک روز مجلس بعد از نمازِ عصر ''فیض سُبحانی'' کے دوران ارشاد ہوا خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو عورت اور دیوار میں فرق نظر نہ آئے یعنی شیطانی وسوسہ سے بالکل پاک ہو۔

میرے ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ نے مجھے فرمایا ایک گُرو نے اپنے چیلے کو مجاہدہ کے لیے بارہ برس جنگل میں رکھا بعد ازاں اس کے پاس سو دو سو خوبصورت لڑکیاں بٹھا کر اِس کے ہاتھ کی ہتھیلی سے لوہے کی ایک سلاخ گزاری اور کہا اِن لڑکیوں کی طرف دیکھو۔ جب اِس نے دیکھا تو صِرف ایک خون کا قطرہ ہتھیلی سے گرا۔ گرو نے کہا ابھی تیرا تصور پُختہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اگر تصور پک جائے تو ہاتھ پاؤں اور گردن پر تلواریں مارنے سے بھی کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ جس طرح پانی سے تلوار گُزر جاتی ہے لیکن اِس کے ٹکرے نہیں کر سکتی اِسی طرح دُرویش کی بھی یہی مثال ہے۔

میں نے حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے متعلق حکایات میں پڑھا ہے کہ کُچھ چیلے ہوا میں اُڑتے ہوئے دریا سے پانی لینے جا رہے تھے آپ نے اُن چیلوں کو بلایا اور بات چیت کی اُنھوں نے عرض کیا ہمارا ایک گرو ہے جو روزانہ دریا کے پانی سے نہا کر عبادت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا جس گرو کے چیلے ہوا میں اُڑتے ہوں اُس سے تو ملاقات کرنی چاہیے لہٰذا آپ اُس کے گھر تشریف لے گئے وُہ بہت خوش ہوا چونکہ وُہ روزانہ بہت سے آدمیوں کو اپنے سامنے بٹھا کر ان کے دلوں کی کیفیات بیان کرتا تھا لہٰذا آپ سے بھی عرض کیا کہ جناب کا دل نہایت پاکیزہ اور شفاف ہے لیکن ایک چھوٹا سا داغ ضرور ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا تو عرض گزار ہوا گرو کے تصور اور نفس کی مخالفت سے یہ فیض ملا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے دِل سے کلمہ طیبہ پڑھنے کے بارے میں دریافت کرو کیا کہتا ہے۔ عرض کیا ناپسند کرتا ہے۔ فرمایا پھر تم اِس کی مخالفت کیوں نہیں کرتے۔ وُہ لا

Marfat.com

جواب ہوگیا اور آپ کی توجہ (نگاہ) سے کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ آپ نے فرمایا اب میرے دِل کی کیفیت دیکھو تو عرض کی حضور اب وُہ داغ نہیں رہا۔ آپ نے فرمایا میرا دل آئینہ کی مانند ہے جس پر حق سبحانہ تعالیٰ کا پرتو (جلوہ) ہے تو نے اِس شیشہ میں صرف خود کو یعنی اپنے دِل کی حالت کو دیکھا تھا اور وہ نقطہ تُمہارے کلمہ نہ پڑھنے کی وجہ سے تھا کیونکہ باقی تمہارا دِل صاف تھا لہٰذا اب کلمہ پڑھنے کی وجہ سے وہ بھی جاتا رہا۔ تب وُہ گرو اپنے چیلوں سمیت حضور کا مُرید ہوگیا اور غوث کا مرتبہ پایا۔

حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا اِس کا نچوڑ یہ ہے کہ تصورِ شیخ اور نفس کی مخالفت بہت ضروری ہے' کیونکہ اِس سے منزلِ مقصود تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

ایک دفعہ کسی دُرویش کا خط آیا جس میں اُس نے اپنی کسی غلطی کی معافی کے لیے عرض کیا حضور قبلہ عالمؒ نے محمد یار نصر کو ارشاد فرمایا اِس خط کا جواب لکھو۔ آپ نے مضامینِ خط کے علاوہ یہ بھی لکھوایا کہ "ہم نے تمھیں سب کچھ عطا کیا جو تجھ میں سما سکتا تھا۔ مراقبہ، مشاہدہ، کشف القبور، وظائف ایۃ الکرسی، سورۃ مزمل شریف کا وظیفہ سب کروایا لیکن تمام مدارج طے کرنے کے بعد بھی شیطان کے مکروں سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ یہ مقام تو مجاہدہ نفس سے حاصل ہوتا ہے۔ ورد وظائف کر لینے سے بس نہیں ہوتی"

Marfat.com

ملفوظ۔۸

ایک روز گفتگو ذِکرالٰہی کے بارے میں ہو رہی تھی ۔ارشاد ہوا فرمانِ باری تعالیٰ ہے
۔**وَاذْکُرُ واللّٰہَ کَثِیرَ اَلَعَلَکُمْ تُفْلِحُوْن** (پ۲۸:ع۱۲)اوراللہ کا ذکر کثرت
سے کروتاکہ تم نجات پا جاؤ۔

گر تو خواہی زیستن با آبرو
ذِکر اُو کن ذِکر اُو کن ذکر اُو

(اگر تو عزت وآبرو کی زندگی گزارنا چاہتا ہےتو اُس کا ذکر کر،تو اس کا ذکر کر،تو اُس کا ذکر کر)۔

ہر گدا را ذکر او سُلطاں کند
ذکر او بس زیورِ ایماں بود

(ہر گدا کو اُس کے ذکر نے سلطان بنا دیا کیونکہ اس کا ذکر ہی ایمان کا زیور ہے)

ہر کہ دیوانہ بود در ذکرِ حق
زیرِ پایئش عرش و کُرسی ہر طبق

(جو کوئی ذکرِ حق میں دیوانہ ہو گیا اُس کے زیرِ پایہ عرش وکرسی اور سارے آسمان ہو گئے)

حدیث پاک میں ہے **وَعَنْ اَبِیْ مُوسیٰ قَالَ قَالَ رَسُول اللّٰہ** ﷺ **مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ**(متفق علیہ)

(مشکوٰۃ شریف،جلد اول،باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ،صفحہ ۴۹۱،مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)۔

حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان اشخاص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں زندوں کی سی ہے اور جو ذکرِ الٰہی نہیں کرتے وُہ مُردوں کی طرح

Marfat.com

ہیں یعنی ذاکر زندہ ہے اور غافل مُردہ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ آباد وہی دل ہے جس میں تیری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہوا ویران ہے برباد ہے

وَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ بُسْرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ " اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ ' فَقَالَ طُوبٰی لِمَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَ حَسُنَ عَمَلُهٗ ' قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَ لِسَانُکَ رَطْبٌ " مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ (رواہ احمد والترمذی) (مشکوٰۃ شریف، جلد اول، باب الذکر اللہ عزوجل التقرب الیہ، صفحہ ۴۹۴، مطبوعہ فرید بک اسٹال۔ لاہور)

حضرت عبد اللہ بن بُسر ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کون شخص بہتر ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا وُہ خوش قسمت جس کی عمر طویل ہو اعمال اچھے ہوں۔ اِس نے ایک اور سوال کیا کہ اچھے عمل کون سے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب تو دُنیا کو چھوڑ رہا ہو تو تیری زُبان ذِکرِ الٰہی سے تر ہو یعنی تیری زبان اللہ تعالیٰ کے نام میں مصروف اور تو ذکر الٰہی میں رطب اللسان ہو۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا افضل الاذکار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کلمہ طیب دِل لگا کر پڑھنے سے تمام گناہ دور اور کفر جھڑ جاتا ہے۔ وَلذِکرُ اللہِ اکبر اللہ کی یاد بڑی چیز ہے۔ اللہ اکبر، ذکرِ اسمِ اعظم، ذکرِ اسمِ ذات ہے قُل ھو اللہ احد کہہ دو کہ وُہ اللہ ایک ہے۔ ھوُ کی ضمیر اس کی طرف ہے ھوَ اور ھوُ ایک ہی معنی میں منقسم ہیں۔ اللہ ہو کا معنی۔ وُہ اللہ

شیخ ابو القاسم نصیر آبادیؒ فرماتے ہیں " **جَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تَذِنُ عَلٰی عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ** " جذباتِ حق میں ایک کشش ہے جو دونوں عالم کے اعمال سے بہتر ہے

؎ یار یار کردم دلِ من قرار نیست

Marfat.com

عالم تمام گشتم مثلِ تو یار نیست

اِسی طرح ایک روز مصاحبین خاص کی مجلس میں گفتگو اِس آیت مبارکہ کے بارے میں ہورہی تھی **وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیۡتَ** (پ۱۵:ع۱۶) ''اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے'' حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ یہ حُکم عوام کے لیے ہے نہ کہ خاص کے لیے کیونکہ یاد اُسے کیا جاتا ہے جو بھول جائے اور جس کی یاد ہی زندگی ہو اُسے کون فراموش کرسکتا ہے۔ صوفیاء کے نزدیک زندگی اور موت کا فلسفہ کُچھ اِس طرح ہے کہ ذاکر زندہ ہے اور غافل مُردہ ہے۔ زندہ وہ جس کا دِل زندہ ہے موت اُس کے لیے وقتی ہے دائمی نہیں ہے جبکہ غافل اگر زندہ بھی ہے تو ایک چلتی پھرتی لاش کے مُترادف ہے۔

ے زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مُردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

جبکہ خواص کے لیے یہ حکم ہے **وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیۡتَ** ''اور اپنے رب کو یاد کر جبکہ اپنے آپ کو بھول جا'' یعنی تجھے اپنی خبر بھی نہ رہے۔ کیونکہ ذکر کا کمال ہی یہی ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے ذاکر بھی بھول جائے اور ذکر بھی بھول جائے صرف مذکور رہ جائے۔ بس یار ہی یار رہ جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

ے میں تمھیں یاد ہی نہیں کرتا
بھول جائے تو کوئی یاد کرے

بعد ازاں ارشاد ہوا مشائخ میں سے ایک بزرگ سے منقول ہے'' میں مَرو (ایک جگہ کا نام ہے) سے جا رہا تھا کہ راستے میں ایک مردِ کامل سے ملاقات ہوگئی انھوں نے مجھ سے دریافت کیا یہ گدڑی گردن میں ڈالے کہاں جا رہے ہو میں نے عرض کیا طرطوس اور بیت المقدس کا ارادہ ہے یہ سُن کر انھوں نے فرمایا گوشہ میں بیٹھ کر خُدا کی طرف متوجہ کیوں نہیں

Marfat.com

ہوتے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے اِس موقعہ پر فرمایا وہ گوشہ کہاں ہے پھر خود ہی ارشاد فرمایا وہاں ہے جہاں تم نہ ہو۔

Marfat.com

ملفوظ۔۹

ایک روز مشائخ عظام کے ذِکر پاس انفاس کرنے کے متعلق گفتگو ہوئی حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ہمارے اسلاف اسمِ ذات یعنی اسمِ اعظم اِس طرح یاد فرماتے ہیں کہ حضور شیرِ یزدانی حضرت شیر محمد گیلانی فتح پوریؒ دربار سندھیلیا نوالی شریف سے مشرق کی جانب ایک کچی مسجد اور ساتھ والے بیابان میں اس زور و شور کے ساتھ نام پاک کرتے کہ لوگوں کو شُبہ ہوتا کوئی جنگلی شیر بول رہا ہے حضور قطب الاقطاب پیر محلویؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا وُہ کوئی جنگلی شیر نہیں بلکہ میرا شیر ہے۔ میاں اللہ یار کملانہ صاحب اس طرح اسمِ ذات کرتے کہ اپنے حُجرہ کا دروازہ اندر سے بند کر کے تالا لگا لیتے اور چابی اندھیرے میں پھینک دیتے تا کہ گھبراہٹ کے وقت نہ چابی ملے نہ باہر نکل سکیں۔ ایک اور فقیر صاحب اپنی زلفوں کو کرسی سے باندھ کر نام پاک کیا کرتے۔

چنیوٹ میں ایک مجذوب فقیر میاں حماد گزرے ہیں جب کوئی آدمی اِن سے بات کرتا یا کسی چیز کے بارے میں سوال کرتا تو فرماتے مجھے فُرصت نہیں ہمارے پاس فارغ وقت نہیں جو تیرے ساتھ محو گفتگو ہوں ہم اپنے محبوب کے ساتھ اِس قدر مشغول ہیں کہ اِس کی یاد کے سوا کسی اور کے لیے ٹائم نہیں یعنی ہر وقت اسمِ اعظم میں مُستغرق رہتے۔ اُن کی ایک بڑی مشہور و معروف کرامت تھی کہ ایک کنویں میں چھلانگ لگا دیتے تو کسی اور کنویں سے باہر نکل آتے پھر دوسرے کنویں میں چھلانگ لگاتے اور کسی تیرے مقام پر کنویں سے نکل آتے لیکن اگر کوئی بات پوچھتا تو فرماتے مجھے فرصت نہیں اتنے میں بابا غلام محمد عُرف کونی ملنگ جو کہ ایک گودڑی پوش فقیر تھا حاضر خدمت ہوا اور موقع کی مناسبت سے ایک مثال عرض کی ایک دُرویش اکیلا بیٹھا تھا کسی آدمی نے آ کر کندھے سے ہلایا اور کہا آپ اکیلے بیٹھے ہیں درویش بولا اب اکیلا ہوں کیوں کہ تمہارے ساتھ محو گفتگو ہوں۔ پہلے اکیلا نہ تھا

Marfat.com

بلکہ اپنے محبوب کے ساتھ تھا اُس کی یاد، دیدار اور محویت میں تھا۔

ایک روز مجلس مبارک میں گفتگو اس امر کے بارے ہو رہی تھی کہ روزِ قیامت ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائے گا حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا یہاں ذرہ سے کیا مراد ہے حاضرین مجلس نے اپنی اپنی بساط کے مطابق عرض کیا لیکن کوئی بھی تسلی بخش جواب نہ دے سکا پھر خود ہی ارشاد فرمایا یہاں ذرہ سے مُراد ''سانس'' ہے۔ یعنی روزِ قیامت ایک ایک سانس کے بارے میں دریافت کیا جائے گا کہ میری محبت و معرفت میں کتنی سانسیں گزاریں اور کتنی سانسیں مجھ سے غفلت میں گزار دیں۔ انسان شب و روز میں چوبیں ہزار مرتبہ جو سانس لیتا ہے اس کے متعلق حساب و کتاب ہو گا جیسا کہ ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ بھی ''تحفہ عرفانی'' میں فرماتے ہیں

پورے چوّی ہزار دا جوٹا نی
جیہڑا بھر لیاندا پڑوٹا نی
تیرا کتن توں دل کھوٹا نی
تیری غفلت اندر جال نی
چرخے والیے تند سنبھال نی
کی کُجھ گُزری اے اس تند نال نی

چونکہ اب ایک عرصہ گزر چکا ہے ویسے بھی میرا بچپن کا زمانہ تھا میرا خیال ہے کہ موضوع گفتگو یہ آیت مبارکہ تھی **فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝** (پ ۳۰: ع ۲۴) پس جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے گا اُسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے گا اُسے دیکھے گا۔ حضور قبلہ عالمؒ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

Marfat.com

؎ ہوش در دم دار اے مردِ خُدا
یک نفس یک دم مباش از حق جُدا

(اے مردِ خُدا اپنی سانس کا ہوش رکھ اور ایک دم (سانس) بھی خدا سے جدا (غافل) نہ ہو)۔

؎ پاس دار انفاس اے اہلِ خرد
تا ترا ایں قافلہ منزل برد

(اگر سمجھدار ہے تو ذکر پاس انفاس کرتا کہ تیرا قافلہ منزلِ مقصود پر پہنچ جائے)۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۱۰

ایک روز حضور اکرم ﷺ کے جسدِ اطہر کی مختلف کیفیات کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی ارشاد ہوا ایک جسم یا ایک حالت یہ تھی کہ آپ ﷺ وحی سن کر گھبرا گئے اور پسینے میں شرابور ہو گئے لیکن ایک حالت یہ بھی تھی کہ خود جبرائیل امیں آپ ﷺ کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ ابو جہل کا آپ ﷺ پر اونٹ کی اوجھری پھینکنا پھر ایک اعرابی کا مال واپس لوٹانے کے لیے آپ ﷺ کا اکیلے ابو جہل کے گھر جانا۔ ابو جہل نے اعرابی کا مال لوٹا دیا اور بڑے ادب و نیاز سے پیش آیا جب حواریوں نے شکوہ کیا تو کہنے لگا آج یہ وہ نہیں تھا آج تو میں اسے برداشت بھی نہ کر سکا اور چادر میں بول براز تک نکل گیا۔ اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا لیکن طائف میں پتھر کھائے اور لہولہان ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ کی حقیقت جاننا چاہی تو ابھی بشریت کا ایک ہی پردہ اُتارا تھا کہ اُنھیں ہر چیز جلتی ہوئی دکھائی دی اور وُہ حجرہ مبارک سے باہر دوڑ گئیں۔ مشرکین و کفار سے فرمایا **اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ** (پ۱۶: ع۳۶) میں بشر کی مثل ہوں۔ حقیقت بشر نہیں جیسے بہادر آدمی کو شیر کہتے ہیں۔ وُہ شیر ہوتا نہیں لیکن شیر کی مثل بہادر ہے دیگر اصحابِ کبارؓ سے بھی فرمایا **اَیُّکُم مِثْلِی** (مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۴۳۱)

تم میں سے میری مثل کون ہے؟ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا

آپ ﷺ کا ظاہری لباس بشر تھا لیکن ذاتِ واحد کا مظہر تھا

عارفِ رومؒ نے فرمایا ہے

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

(کفار نے کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور انبیاء بھی انسان ہیں ہم بھی کھاتے اور سوتے ہیں اور وُہ بھی اسی طرح)

Marfat.com

؎ ایں ندا نستند ایشاں از عمے
ہست فرقِ درمیاں بے انتہا

(اِن اندھوں نے یہ نہ جانا کہ اُن کے درمیان اور انبیاء کے درمیان تو بے انتہا فرق ہے)

؎ ہر دو یک گُل خورد زنبور و نحل
زاں یکے شد نیش زاں دیگر عسل

(ویسے تو زنبور اور شہد کی مکھی ایک پھول سے ہی خوراک حاصل کرتے ہیں لیکن وہاں ڈنگ نمودار ہوتا ہے اور یہاں شہد)

؎ ہر دو گوں آہو گیاہ خوردند و آب
زیں یکے سُرگیں شُد و زاں مُشک و ناب

(دونوں قسم کے ہرن ایک ہی گھاس کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں لیکن ایک سے صرف لید نکلتی ہے اور دوسرے سے خالص کستوری)۔

؎ ایں خورد گردد پلیدی زیں جُدا
واں خورد گردد ہماں نورِ خدا

(کافر کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے اور نبی کھاتا ہے تو وہ نورِ خدا بنتا ہے)۔

مولانا جامیؒ کتاب ''نقد النصوص'' میں جو کہ آپ نے امام الموحدین شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ کی مشہور و معروف تصنیف ''فصوص الحکم'' کی شرح لکھی ہے میں فرماتے ہیں تمام خلائق کی اصل و منشاء و معیاد (آخرت) و مبدا (ابتدا) حضرت حقیقت الحقائق ہے اور یہ حقیقت جس کو حقیقت الحقائق کہا گیا ہے وُہ حقیقتِ محمدی ﷺ اور نورِ محمدی ﷺ ہے۔ جو کہ حضرت واحدی احدی کی صورت ہے اور تمام کمالاتِ الٰہی اور کیانی (کائناتی) کی جامع ہے تمام مراتب اعتدال کی خواہ وہ مَلکی ہوں یا انسانی یا حیوانی واضح میزان حضور اکرم ﷺ ہیں

Marfat.com

ﷺ۔عالم و عالمیان آپ کی تفصیل کی صورتیں اور اجزاء ہیں اور آدمؑ اور جہان آدمیان آپ کی تکمیل کے لیے مسخر ہیں۔

وَ اِلَیہِ اِشَارَۃٌ "بِقَولِہٖ ﷺ اَنَا سَیِّدُ وُلدِ اٰدَمَ وَ اٰدَمُ وَ مَنْ دُوْنِہٖ تَحْتَ لِوَائِی

حضور اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں اس طرف اشارہ ہے کہ "میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور آدمؑ اور اُن کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہیں"

؎ آں چہ شُد اوّل پدید از جیبِ غیب
بود نورِ جانِ او بے ہیچ رَیب

(غیب سے جو چیز سب سے پہلے ظہور میں آئی وُہ بے شک وشبہ حضور اکرم ﷺ کا نورِ جاں (مقدس) تھا)۔

؎ بعد ازاں چوں نورِ مطلق زد علم
گشت عرش و کرسی و لوح و قلم

(اس کے بعد جب نورِ مطلق ظاہر ہوا تب عرش و کرسی اور لوح و قلم پیدا ہوئے)۔

؎ یک رقم از نورِ پاکش عالم است
یک رقم ذُریت است و آدم است

(حضور اکرم ﷺ کے نورِ پاک سے ایک رقم تو عالم ہے اور ایک رقم آدمؑ اور اِن کی تمام اولاد ہے)

؎ نورِ او چوں اکمل موجودات بود
ذاتِ اوچوں مُعطیِ ہر ذات بود

(آپ ﷺ کا نور چونکہ موجودات کی اصل تھا اور آپ کی ذاتِ اقدس ہر ذات کے لیے

Marfat.com

وجود عطا کرنے والی تھی)

؎ واجب آمد دعوت ہر دو جہانش
دعوت ذرّات پیدا و نہانش

(اسی لیے آپ پر دونوں جہان اور تمام ظاہر و باطن ذراتِ عالم کی دعوت واجب ہوئی)

Marfat.com

ملفوظ۔۱۱

ایک روز ارشاد فرمایا ''اے درویش! تم سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو تو ایک بار توبہ کرو۔ اللہ رب العزت کی ذاتِ بابرکت اتنی رحیم و کریم ہے کہ تمہیں معاف فرما دے گی لیکن اگر کوئی نیکی کرو تو دس مرتبہ توبہ کرو تاکہ تمہارے دِل میں کہیں تکبر نہ پیدا ہو جائے، غرور نہ آ جائے کہ میں اتنا نیک و پرہیز گار ہو گیا ہوں۔ جتنا ہو سکے اپنی انا (میں) ختم کرنی چاہیئے کیونکہ نیستی ہی در حقیقت ہستی ہے''۔

؎ نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں
بے خودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہیں
لامکاں کی منزلت پاتا ہے کب کون و مکاں
ہُو کے ویرانہ سے آگے ہے کی بستی کچھ نہیں
کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو اور سب کچھ کچھ نہیں
غیر اِس کے معنیٔ رمزِ الستی کچھ نہیں
یہ جو کچھ ہونا جسے کہتے ہیں پستی ہے میاں!
فقر میں پستی یہی ہے اور پستی کچھ نہیں

جو کہے میں سب کچھ ہوں دراصل وہ کچھ بھی نہیں ہوتا اور جو کہے میں کچھ بھی نہیں وہی تو سب کچھ ہوتا ہے۔ حضرت شاہ شجاع الکرمانیؒ کا قول ہے **لا هل الفضل فضلٌ ما لم یروہٗ فاذا را فلا فضل لهم** ۔ اہلِ فضیلت کو اسی وقت تک فضیلت حاصل ہے جب تک کہ وُہ اپنی فضیلت کو خود نہ دیکھیں اور جب خود بینی آ گئی تو فضیلت جاتی رہی ۔حدیث پاک میں ہے **عَنْ اَبِی هُرَیْرَہؓ قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ ما نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَازَادَ اللّٰہُ عَبْداً بِعَفْوٍاِلَّا عِزاً و ما تواضع**

Marfat.com

اَحَد" لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہ" (رواہ مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو معاف کرنے سے عزت دیتا ہے اور جو شخص خُدا کے لیے انکسار کرے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔

نقل ہے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مبارک بہت وجاہت کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک نادار سید نے کہا کہ میں سید ہونے کے باوجود بھی آپ سے مرتبہ میں کم ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا میں تمہارے جدامجد کا اطاعت گزار ہوں لیکن تو ان کے اقوال و افعال پر عمل پیرا نہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ آپ نے جواب دیا کہ حقیقت یہ ہے کہ تیرے جداعلیٰ خاتم الانبیاء ﷺ تھے اور میرا باپ گمراہ، مگر تیرے جداعلیٰ نے جو ترکہ چھوڑا اُس کو میں نے حاصل کرلیا جس کی وجہ سے مجھے یہ مرتبہ عطا کیا گیا اور میرے باپ کی گمراہی تو نے ترکے میں حاصل کی اس لیے تو رُسوا ہو گیا لیکن اسی شب آپ نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کو باحالتِ ملال دیکھا۔ جب وجہ دریافت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے میری آل کے عیوب کی پردہ دری (مخبری) کیوں کی؟ چنانچہ آپ بیدار ہونے کے بعد اسی سید کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے ادھر اس سید نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ فرمارہے ہیں اگر تیرے اعمال و افعال بہتر ہوتے تو عبداللہ تیری اہانت (توہین) کیوں کرتا۔ چنانچہ وہ بھی بیداری کے بعد آپ کی تلاش میں چل دیا اور جب راستہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی تو دونوں اپنا اپنا خواب سنانے کے بعد تائب ہوئے۔ **عَنْ عِیَاضِ بِنْ حِمَارِ الْمُجَاشِعِی اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَنَّ اللّٰہَ اَوحیٰ اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلیٰ اَحَدٍ وَّ لَا یَبْغِی اَحَدٌ اِلَّا اَحَدٍ** (رواہ مسلم)

Marfat.com

حضرت عیاض بن حمارؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ تم انکسار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کسی پر زیادتی کرے۔ شیخ سعدیؒ نے ایک روز صبح کے وقت اپنے بیٹے سے فرمایا اٹھو بیٹا نماز پڑھو۔ صاحبزادہ اٹھے اور نماز ادا کی۔ ابھی کافی آدمی سو رہے تھے صاحبزادہ نے عرض کی ابا جی دیکھیں یہ غافل لوگ سو رہے ہیں آپ نے ایک آہ بھری اور فرمایا اس سے بہتر تھا کہ تو نماز نہ پڑھتا۔ بے جا مخلوق خدا پر اعتراض کیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ہر ایک کو اپنے سے اچھا سمجھو۔ پہلے بزرگ تو کتوں کا بھی ادب کیا کرتے تھے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ ایک دن اپنے چند خواص کے ہمراہ کسی کوچہ میں جا رہے تھے۔ ناگاہ ایک کتا سامنے سے آیا تو آپ بڑے ادب و احترام سے ایک طرف کھڑے ہو گئے اور اُس وقت تک روانہ نہ ہوئے جب تک کہ وہ کتا چلا نہ گیا۔ سب ہمراہی حیران اور متعجب تھے۔ موقع پا کر عرض کیا حضور! کرامت کا تاج (لقولہٖ تعالیٰ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (پ۱۵: ع۷) اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی) تو حضرت انسان کے سر پر رکھا گیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے ایک نجس پلید کتے کی اس قدر تعظیم و تکریم فرمائی۔ آپ نے فرمایا یہ کتا مجھے زبان حال سے کہہ رہا تھا اے بایزید! تو نے روزِ میثاق کونسی نیکی کی تھی کہ تجھے اس لباس اور تعین میں پیدا کیا اور میں نے کونسی بدی کی تھی کہ مجھے اس تقید اور شکل میں بنایا۔ لہٰذا فکر نہ کیا کر اگر مجھ سے نفرت کرو گے تو تمہیں قدرتِ الٰہیہ پر اعتراض ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے اس کتے کی اس قدر تعظیم کی گویا وہ کتا زبان حال سے کہہ رہا تھا۔

ے ما و تُو از یک گلستانیم ما رُخ متاب
گر چہ الطافش ترا گل کرد و مارا خار ساخت

(ہم اور تم ایک ہی باغ کے باشی ہیں ہم سے منہ نہ موڑ گرچہ اس کی مہربانی نے تمہیں گل بنا دیا

Marfat.com

اور ہمیں کانٹا)۔

ملفوظ ۔ ۱۴

ایک روز ارشاد ہوا بناوٹ سے نہیں بلکہ صدق اور تقدیر کے گرزوں پر صبر کرنے سے منزل حاصل ہوتی ہے۔ شیخ بنان حمال قدس سرہ فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے کئی روز تک کوئی پیسہ نہ ملا کہ میں اس سے کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرتا جب بھوک حد سے زیادہ بڑھ گئی تو میں باہر نکلا۔ میں نے راستے میں سونے کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ میں نے چاہا کہ اس کو اٹھا لوں پھر مجھے خیال آیا کہ یہ "لقطہ" (گرا پڑا مال) ہے اس لیے میں نے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مجھے رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ یاد آئی

لو کانت الدنیا وماً عبیطاً لکان قُوت المسلم منھا حلالا

اگر تمام دنیا خالص خون بن جائے اس حال میں بھی مسلمان کی غذا حلال ہی سے ہوگی۔
اس حدیث پاک کا یاد آنا تھا کہ میں نے اِس زر پارے کو اُٹھا لیا اور اپنے مُنہ میں رکھ لیا۔ میں اسی طرح راستہ طے کر رہا تھا کہ میں نے ایک جگہ چند بچوں کو دیکھا کہ حلقہ بنائے بیٹھے ہیں ۔اِن میں سے ایک بڑا لڑکا ایک اُونچی جگہ (ٹیلے) پر بیٹھا ہوا ہے اور یہ بچے تصوف پر گفتگو کر رہے ہیں۔ میں اِن کی گفتگو سننے کے لیے کھڑا ہو گیا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ ان لڑکوں میں سے ایک نے اس بڑے لڑکے سے دریافت کیا

متیٰ یجد العبد حلاوۃ الصدق بندہ صدق کی حلاوت کب پاتا ہے

اِس بڑے لڑکے نے جواب دیا

اذا رمی اللقطہَ مِن الشدق جب بندہ اپنے منہ سے لقطہ (یعنی گرے ہوئے مال) کو باہر پھینک دے۔

Marfat.com

یہ سنتے ہی میں نے اس ٹکڑے کو منہ سے نکال کر پھینک دیا۔
شیخ ابو بکر مغازلیؒ سے منقول ہے کہ میں نے شیخ ابوالحسن مزینؒ کو آزمانا چاہا تو ان کے مکان پر آیا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا **یا اھل الدار وا سونی بشی ءِ** اے گھر والو کچھ دے کر میرے ساتھ ہمدردی کرو۔ شیخ ابوالحسن نے اپنی بیوی سے فرمایا اے نیک بخت خاتون! اس کو کچھ دے دو کیونکہ یہ اگر خدا کو پہنچانتا تو مانگنے کے لیے میرے دروازہ پر نہ آتا۔ شیخ ابو بکر فرماتے ہیں جب میں نے ان کی یہ بات سنی تو دروازہ سے واپس پلٹ آیا۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا فقر محمدی ﷺ کا حامل بے سوال ہوتا ہے۔ نقل ہے شیخ ابو بکر کتانیؒ سے ایک درویش نے رو رو کر عرض کیا کہ جب مجھ پر بیس فاقے گزر چکے تو لوگوں کے سامنے میرے نفس نے یہ راز افشا کر دیا پھر ایک دن راستہ میں مجھے ایک درہم پڑا ہوا ملا جس پر یہ تحریر تھا ''کیا اللہ تعالیٰ تیری فاقہ کشی سے ناواقف تھا جو تو نے دوسروں سے شکایت کی''۔
حضرت حبیب عجمیؒ سے ایک مرتبہ بیوی نے کہا کہ خورد و نوش کے لیے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیے تو آپ مزدوری کرنے کے لیے گھر سے نکلے لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب وہ شام کو واپس گھر لوٹے تو بیوی نے کہا کہ کیا لائے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ جس کی مزدوری کی ہے وہ بہت کرم والا ہے اور اس کے کرم ہی کی وجہ سے مجھ میں اجرت طلب کرنے کی جرأت نہ ہو سکی لیکن اس نے خود ہی کہہ دیا کہ دس یوم کے بعد جب تم کو ضرورت ہو گی تو پوری اجرت دے دوں گا۔ پھر جب دس دن کے بعد آپ کو خیال آیا کہ آج گھر جا کر کیا جواب دوں گا تو ایک طرف آپ اس خیال میں مگن جا رہے تھے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ایک بوری آٹا، ایک ذبح شدہ بکری، گھی، شہد اور تین سو درہم (چاندی کے سکے) ایک غیبی شخص کے ذریعے گھر پہنچا دیے اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب سے کہنا اپنے کام کو مزید ترقی دے جس کا صلہ میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دیں گے۔ چنانچہ جب

Marfat.com

آپ گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر میں کھانے کی خُوشبو آ رہی تھی۔ اندر جا کر بیوی سے صورتحال دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام آپ تک پہنچا دیا۔ یہ سُن کر آپ کو خیال آیا کہ جب دس دن کی عدم توجہی کی ریاضت کا اللہ تعالیٰ نے یہ نعم البدل عطا فرمایا ہے تو اگر زیادہ دل جمعی کے ساتھ عبادت کروں تو نہ جانے کیا انعامات حاصل ہوں گے چنانچہ اسی دن سے دنیا کو چھوڑ کر اس درجہ عبادت میں غرق ہو گئے کہ مستجاب الدعوات کے درجہ تک پہنچے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا اہلِ تصوف سے منقول ہے کہ چار چیزیں نہایت نفیس گوہر ہیں

اول۔ وہ درویش جو اپنے تیئں دولت مند ظاہر کرے۔

دوم۔ وہ بھوکا جو اپنے تیئں پیٹ بھرا ظاہر کرنے۔

سوم۔ وہ غم ناک جو اپنے تیئں خوش ظاہر کرے۔

چہارم۔ جس سے دشمنی ہو اسے دوست دکھائی دے۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۱۳

ایک روز مجلس مبارک میں امیر المومنین سیدنا عثمانِ غنیؓ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے بغض رکھنے والے کا جنازہ جائز نہیں

۔حدیث پاک میں ہے۔ **عَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِجَنَازَۃِ رَجُلٍ لِیُصَلِّیَ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ فَقِیْلَ یَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَارَاَیْنَاکَ تَرَکْتَ الصَّلٰوۃَ عَلٰی اَحَدٍ قَبْلَ ھٰذَا قَالَ اَنَّہٗ کَانَ یُبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَہُ اللّٰہُ**' (ترمذی شریف، جلد دوم، باب المناقب، صفحہ ۷۰۸، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

حضرتِ جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نمازِ جنازہ پڑھیں لیکن آپ نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !اس سے پہلے ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ کا مبغوض (غضب یافتہ) ہوا۔

آپ کا لقب ذوالنورین بمعنی دو نوروں والا ہے۔بنی نوع انسان میں یہ شرف کسی بشر کو حاصل نہیں ہوا کہ اس کے عقد میں نبی کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔یہ ارفع مقام فقط حضرت عُثمانؓ کے ساتھ مخصوص ہے۔''طبقات ابن سعد'' میں کچھ اس طرح مرقوم ہے کہ سن دو ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہؓ نے وفات پائی تو حضرت عُثمانؓ بیوی کی وفات پر بہت مغموم ہوئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا بیٹا! گھبراؤ نہیں ابھی ابھی مجھے جبرائیل نے خدا تعالیٰ کا حکم پہنچایا ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی اُمِ کلثومؓ کا نکاح تم سے کر دوں۔چنانچہ ربیع الاول سن ۳ ہجری میں حضرت سیدہ اُمِ کلثومؓ کا عقد حضرت عُثمانؓ سے ہو گیا۔اس طرح آپؓ ذوالنورین کے عظیم الشان لقب سے مشہور ہوئے۔نیز جب سن ۹ ہجری میں سیدہ ام کلثومؓ کا انتقال ہوا تو نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا کہ میری اب کوئی بیٹی نہیں مجھے عثمانؓ پر اتنا فخر ہے کہ میری سو بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دیتا چلا جاتا۔ (اللہ اکبر)

نقل ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ایک رئیس قلبی عناد رکھتا تھا اور نعوذ باللہ آپ کو یہودی کہا کرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اس سے فرمایا کہ میں ایک یہودی کے ساتھ تیری لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے غصہ سے کہا کہ آپ امیر المومنین ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں میں تو ایسی شادی کو قطعاً حرام تصور کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرے حرام تصور کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں ایک یہودی کے نکاح میں دے دیں۔ وُہ آپ کا اشارہ سمجھ گیا اور توبہ کر کے اپنے بُرے خیالات سے باز آیا۔

بعد ازاں گفتگو عاشق رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن حذیفہؓ کے متعلق ہوئی۔ ارشاد ہوا تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایک دفعہ انھیں رومیوں نے قید کر لیا اور اپنے سردار کے پاس لے آئے اس نے آپ سے کہا عیسائی بن جاؤ میں تمہیں اپنی حکومت سے بھی حصہ دوں گا اور اپنی بیٹی کا رشتہ بھی دوں گا۔ آپ نے فرمایا **لو اعطیتنی جمیع ما تملک و جمیع ما تملکه العرب علی ان ارجع عن دین محمد ﷺ طرفة عین ما قبلت** یعنی تو مجھے اپنی ساری دولت جائیداد اور سارے اہلِ عرب کی دولت اس شرط پر دے کہ میں ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے نبی کریم ﷺ کے دین سے دست کش ہو جاؤں تو پھر بھی میں قبول نہیں کروں گا۔ اس نے دھمکی دی کہ میں تمہیں قتل کر دوں گا آپ نے فرمایا بصد خوشی۔ اس نے آپ کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اور تیر اندازوں کو کہا کہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں پر آہستہ آہستہ چوٹیں لگاؤ۔ انھوں نے ایسا کرنا شروع کیا اور اس نے پھر عیسائیت قبول کرنے کی پیش کش کی۔ آپ نے انکار کر دیا تو اس نے سولی سے اتارنے کا حکم دیا پھر ایک تانبے کی دیگ کو آگ پر تپایا گیا اور ایک مسلمان قیدی کو حضرت عبداللہ کے

Marfat.com

سامنے اس میں پھینک دیا گیا اور اس نے وہیں تڑپ کر جان دے دی۔ اس دھمکی کے بعد پھر اس نے کوشش کی کہ یہ عیسائیت کو قبول کریں۔ آپ انکار کرتے رہے آخر انھیں دیگ میں پھینکنے کا حکم دیا جب جلاد انہیں اُٹھا کر اس تپتی ہوئی دیگ کی طرف لے جا رہے تھے تو ثبات واستقامت کے اس پہاڑ میں اضطراب کی ہلکی سی جھلک نہ تھی۔ جب دیگ کے کنارے تک پہنچے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ بادشاہ کو خیال آیا کہ شاید اب اسلام کو چھوڑ کر میرا مذہب قبول کرلیں گے تو اس لیے واپس لانے کا حکم دیا۔ رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا میں اس لیے رو پڑا تھا کہ میری ایک جان ہے جسے رضا الٰہی کے لیے اس دیگ میں ڈالا جا رہا ہے کاش میرے پاس اتنی جانیں ہوتیں جتنے میرے جسم پر بال ہیں اور میں سب کو اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس عذاب میں ڈال دیتا ۔بادشاہ نے آپ کو قید میں ڈال دیا اور کھانا پینا بند کر دیا۔ کافی دن بھوکا اور پیاسا رکھنے کے بعد کچھ شراب اور کچھ خنزیر کا گوشت ان کی طرف بھیجا لیکن آپ نے ہاتھ تک نہ لگایا۔ بادشاہ نے پھر اپنے دربار میں طلب کیا اور نہ کھانے کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا حالتِ اضطرار میں اگرچہ اس کا استعمال حرام نہیں لیکن میں تجھے یہ موقعہ نہیں دینا چاہتا تھا کہ تو میرے ایمان کی کمزوری کے باعث اظہارِ خوشی کرے۔ بادشاہ نے کہا اس طرح کرو کہ میرے سر کو بوسہ دو اور میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا میرے ساتھ تمام مسلمان اسیروں کو بھی آزاد کر دو گے ۔اس نے کہا ہاں چنانچہ آپ نے اُس کے سر کو چوما اُس نے آپ کو اور تمام مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جب یہ سب حضرت فاروقِ اعظمؓ کے پاس پہنچے اور آپ کو یہ ماجرا سُنایا تو آپ نے فرمایا حق علی کل مسلم ان یقبل راس عبد اللہ بن حذیفۃؓ وانا ابداء فقام فقبل راسہٗ۔ یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے کہ عبد اللہ بن حذیفہ کا سر چُومے اور ابتدا میں کرتا ہوں چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر اُن کے سر کو بوسہ دیا۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۱۴

ایک روز ارشاد ہوا۔ دُرویشی ابتلا کا نام ہے۔ اللہ کریم اپنے بندے کو اس کی جان اولاد اور مال سے آزماتا ہے کہ میری محبت میں کہیں دروغ گو تو نہیں ۔ درویش ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ہ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ' قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (پ ۲: ع ۳)

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خُوشخبری سُنا اُن صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ نقل ہے ایک دفعہ شیخ ابوالحسن سرکیؒ بعض ہم عصر مشائخ کی جماعت کے ساتھ جنگل میں تھے کہ بادِ سموم (بہت گرم ہوا) چلنے لگی۔ شیخ نے اپنی جماعت سے فرمایا تم لوگ خوف نہ کرو یہ لُو میرے لیے ہے۔ لہٰذا میں جاتا ہوں اور عنقریب تم سب لوگ سیراب ہو گے۔ یہ کہہ کر آپ ان سے روانہ ہو گئے ادھر بادل آئے اور خوب برسے اور آپ کے وُہ تمام ساتھی خوب سیراب ہوئے یہاں تک کہ پانی کی رَو انھیں بہا کر لے گئی لیکن خُود شیخ کو زندگی میں نہ پانی ملا اور بھوکے پیاسے رہے کیونکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔

ؔمکتبِ عشق کا دستور نرالہ دیکھا
اُس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

شیخ ابوالاسحٰق ابراہیمؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں شام کے گردونواح میں گھوم رہا تھا کہ ایک جگہ ایک تُرش انار کے بہت سے درخت نظر آئے لیکن میں نے طبیعت چاہنے کے باوجود تُرشی

Marfat.com

کے خوف سے ایک دانہ بھی زبان پر نہیں رکھا۔ پھر آگے چل کر ایک لنجا اور ٹنڈا شخص جس کے جسم میں کیڑے پڑے ہوئے تھے نظر آیا۔ میں نے ازراہِ ترحم اس سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری صحت یابی کے لیے دعا کروں لیکن اس نے منع کر دیا اور جب میں نے پوچھا کہ تم دعا کرنے کے لیے کیوں منع کرتے ہو تو اُس نے جواب دیا کہ عافیت تو مجھے بھی پسند ہے لہٰذا میں نے اُسی کی پسند کو اپنے لیے پسند کر لیا ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے جسم پر سے مکھیاں وغیرہ اُڑا دوں جس کے جواب میں اس نے کہا کہ پہلے اپنے قلب میں سے شیریں انار کی خواہش تو نکال دو اس کے بعد میری صحت یابی کی طرف توجہ دینا اور جب میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میرے قلب میں شیریں انار کی خواہش ہے تو اس نے جواب دیا کہ خدا شناس پر اللہ تعالیٰ ہر شئے واضح کر دیتا ہے پھر جب میں نے یہ سوال کیا کہ تمہیں اپنے جسم کے کیڑوں سے اذیت نہیں ہوتی تو اس نے جواب دیا کہ یہ سب اللہ ہی کے حکم ہی سے میرے جسم کو اذیت پہنچاتے ہیں اس لیے مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

ع نہ خوشی او خوشی بود در جان من

اے محبوب ہم خوشی اور غمی دونوں میں خوش رہتے ہیں کہ وہ تمہاری طرف سے آتی ہے۔

؎ جیویں پیارا راضی ہووی مرضی ویکھ سجن دی
جے توں مرضی اپنی لوڑیں ایہہ گل کدی نہ بن دی

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے ”اعمال کی مشقتوں سے چھٹکارا کا نام اخلاص ہے اور خدا پر اعتماد توکل ہے اور تمام امور کو خدا کے سپرد کر دینے کا نام رضا ہے“۔

ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ مغرب کی نماز کے وقت حضرت حبیب عجمیؒ کے ہاں پہنچے لیکن وُہ اس وقت نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ نے جب یہ دیکھا کہ وُہ

Marfat.com

الحمد کی بجائے الہمد یعنی چھوٹی ہ سے قرأت کر رہے ہیں تو یہ خیال کر کے کہ وہ چونکہ قرآن کا تلفظ صحیح نہیں ادا کر سکتے اس لیے ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے چنانچہ آپ نے علیحدہ نماز پڑھی لیکن اسی رات کو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا تو آپ نے عرض کیا یا اللہ تیری رضا کا ذریعہ کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر تو نماز میں حبیب عجمیؒ کی اقتداء کر لیتا تو تیرے لیے تمام عُمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے اس کی ظاہری عبادت کا تصور تو کیا لیکن اس کی نیت نہیں دیکھی جبکہ ولی کی نیت سے تلفظ کی صحت کم درجہ رکھتی ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ اکثر یہ رُباعی پڑھا کرتے تھے

من بے تو قرار نتوانم کرد
احسان ترا شمار نتوانم کرد
(بے تیرے میرا قرار ناممکن ہے
احسان تیرے کروں شمار ناممکن ہے)
گر بر من زُباں شود ہر موئے
یک شُکر تو از ہزار نتوانم کرد
(ہر بال اگر زبانِ گویا بن جائے
اک شکر بھی ادا نہ ہو ہزار ناممکن ہے)

Marfat.com

ملفوظ۔ ۱۵

ایک روز مجلس میں حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا آج کل جماعتِ اہلِ سُنت میں سیدنا امیر معاویہؓ کے متعلق اختلاف رُونما ہو چکا ہے ۔کچھ لوگ تو حضراتِ سلف صالحین کے عقیدہ کے مُطابق آپ کی تعظیم وتکریم پر بدستور قائم ہیں جبکہ کُچھ آپ کے بارے میں گستاخانہ لب ولہجہ کے مُرتکب ہوتے ہیں لیکن ہمارا تعلق اصحابِ کبائر کی طرح آپؓ سے بھی عقیدت ومحبت رکھنے اور ماننے والوں میں سے ہے ۔حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیؓ قَالَ قَالَ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَسُبُّو اَصْحَابِی فَلَو اَنَّ اَحَدَ کُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَباً مَابَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہ' (بخاری شریف ،جلد دوم ،کتاب الانبیاء ،صفحہ ۳۸۶ ،مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور)

حضرت ابوسعید الخُدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کسی صحابی کو بُرا نہ کہو اس لیے کہ اگر کوئی تم میں سے اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو میرے صحابی کے ایک مُدّ (سیر بھر وزن) یا آدھے (کے ثواب) کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

عَنْ عَبْدُاللّٰہ بِنْ مُغَفَّلٍؓ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰہ اَللّٰہ فِی اَصْحَابِی لَا تَتَّخِذُوھُمْ عَرَضاً بَعْدِی فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّی اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِی اَبْغَضَھُمْ وَ مَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِی وَ مَن اٰذَانِی فَقَدْ اٰذَی اللّٰہْ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہْ یُوشِکُ اَنْ یَا خُذَہ'

(ترمذی شریف ،جلد دوم ،باب المناقب ،صفحہ ۷۶۲ ،مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اصحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد انھیں اپنی کلام کا نشانہ نہ بنانا۔ جس نے اِن سے محبت کی اُس نے میری خاطر ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اُس نے میرے ساتھ بُغض کی وجہ سے ایسا کیا جس نے انھیں اذیت پہنچائی اُس نے مجھے تکلیف دی اور جسے نے مجھ کو اذیت پہنچائی اُس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی (ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی قریب ہے اللہ تعالیٰ اُسے پکڑے۔

حضرت امیر معاویہؓ جلیل القدر صحابی رسول ﷺ، کاتبِ وحی اور رشتہ میں رسول اکرم کے سالہ بھی تھے کیونکہ ان کی سگی ہمشیرہ امّ المومنین حضرت ام حبیبہؓ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں تھیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند شریف میں حضرت عرباض ابن ساریہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''خدایا! معاویہ کو کتاب (قرآن حکیم) اور حساب کا علم عطا فرما اور انھیں عذاب سے بچا)۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ حضرت عُثمان ذالنورینؓ کے بعد خلیفہ برحق سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم ہی تھے مگر حضرت امیر معاویہؓ چُونکہ مجتہد تھے اس لیے اگر مجتہد سے کوئی اجتہادی غلطی بھی ہو جائے تو اسے ثواب کا ایک درجہ پھر بھی مل جاتا ہے۔

حَدَّثَنِی ابنِ ابی مُلَیکَۃَ قِیلَ لا بنِ عَبَّاسٍ ھَل لَکَ فِی اَمِیرُ المُؤمِنِینَ مُعَاوِیَۃَ فَاِنَّہٗ مَا اُوتِرَ اِلَّا بِوَاحِدَۃٍ قَالَ اِنَّہٗ فَقِیہ''

(بخاری شریف، جلد دوم، کتاب الانبیاء، صفحہ ۴۲۰، مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور)

حضرت ابن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ امیر المومنین معاویہؓ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے وہ ایک ہی رکعت وتر پڑھتے ہیں تو حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا وہ خُود فقیہ ہیں۔ **وَ عَن مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ**

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی

(متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف جلد اول، کتاب العلم، صفحہ ۶۳، مطبوعہ فرید بک اسٹال اُردو بازار لاہور)

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

نقل ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہیں اور میں اس محفل میں حاضر ہوں اچانک حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کو حاضر کیا گیا اور انھیں ایک مکان کے اندر داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا میں نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمانے لگے قُضِیَ لِی وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی رب کعبہ کی قسم! میرا ہی حق ثابت ہوا۔ پھر حضرت امیر معاویہؓ باہر نکلے اور فرمایا غُفِرَلِی وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ بخدا میں بھی بخش دیا گیا۔ (کیمیائے سعادت از حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی صفحہ ۸۴۶، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

ذیل میں حضرت قبلہ عالم منگانوی قدس اللہ سرہ المعنوی سے منسوب ایک تحریر درج کی جاتی ہے جو کہ حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق استفسار کے جواب میں ارسال فرمائی۔ خلیفہ میاں خان محمد صاحب گرواہ نے راقم السطور سے بیان کیا غالباً ۱۹۷۰ء میں جب کہ وہ اپنے گاؤں کی جامعہ مسجد میں خطیب تھے ایک آدمی نے ان کی موجودگی میں سیدنا امیر معاویہؓ پر تنقید کی اُنھوں نے منع کیا تو اُس شخص نے کہا آپ کتب احادیث میں ان کی شان میں کوئی

Marfat.com

بیان دکھادیں پھر میں بھی ایسا نہ کہوں گا۔ میاں صاحب نے حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں اس سے متعلق عرضداشت پیش کی تو حضور نے چند کلمات شریف نہایت اختصار کے ساتھ کسی خادم کے ذریعے لکھوا کر انھیں بھجوائے جس سے وُہ شخص لاجواب ہو کر تائب ہوا۔ وھوھذا

عَنْ عَبْدُ الرَّحمٰن بِن اَبِی عُمیرۃ وَ کَانَ مِنْ اَصْحَابِ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ اَللّٰھُمَّ اَجْعَلْہُ ھَادِیاً مَھْدِیاً وَ ھْدِبِہٖ (ترمذی شریف جلد دوم ابواب لمناقب صفحہ ۷۵۵، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

حضرت عبدالرحمٰن بن عمیرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت امیر معایہؓ کے بارے میں یہ دُعا مانگی یا اللہ! انھیں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ اب واضح ہو کہ حضور ﷺ کی دعا بلاشک وشبہ مقبول ہے۔
آپ کا نام معاویہ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ شجرہ نسب کچھ اِس طرح ہے۔ معاویہ ابن ابو سفیان ابن حرب ابن اُمیہ ابن عبد شمس ابن عبد مُناف۔ آپ پانچویں پُشت یعنی عبد مناف سے حضور ﷺ کے نسب شریف میں شامل ہو جاتے ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنتِ عُتبہ اِبن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مُناف ہیں۔
آپ صُلح حدیبیہ کے سال مسلمان ہوئے مگر فتح مکہ کے دِن اسلام ظاہر کیا۔ آپ حضور ﷺ کے سالہ بھی ہیں۔ کاتبِ وحی بھی ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں شام کے حاکم بنائے گئے۔ چالیس سال وہاں کے حاکم رہے ۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ نے آپ کے حق میں خلافت سے دستبرداری (انکو خلیفہ تسلیم کر لیا) فرما کر صُلح فرمائی۔ آپ کی وفات چار ماہِ رجب ۶۰ ہجری میں لقوہ کی بیماری سے ہوئی اور وہیں دمشق میں دفن کیے گئے ۔ آپ کی عُمر ۷۸ برس تھی ۔ آپ کے پاس حضور نبی اکرم ﷺ کی ایک چادر

Marfat.com

قمیض، تہبند، کچھ موئے مبارک اور تراشہ ہائے ناخن شریف تھے۔ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ملبوسات میں کفنایا جائے۔ مُوئے مبارک اور تراشہ ہائے ناخن شریف میرے اعضائے سجود پر رکھے جائیں یعنی ناک اور منہ میں اور پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپُرد کردیا جائے۔

نوٹ: حضور فرمارہے ہیں (قُطب الارشاد فرد الافراد حضرت قبلہ عالم منگانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ) اس سے کہنا کہ احادیث میں دکھاؤ حضرت امیر معاویہؓ صحابیِ رسول نہیں اگر صحابی رسول ہیں تو فرمان رسول ﷺ ہے۔ **اَلصَّحَا بِی کَا لنُّجُوم بِاَیِّهِم اقْتَدَیْتُم اِهْتَدَیْتُم۔** میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اطاعت کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ یا کوئی ایسا ثبوت دے جس سے ثابت ہو کہ سیدنا حضرت حسن مجتبیٰؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت نہیں کی مگر حضرت حسن مجتبیٰ تو ایک عرصہ یعنی تا وقتِ وصال اس بیعت پر قائم رہے اور یہ کوئی تھوڑا عرصہ نہیں اگر وہ اب بھی نہ مانیں تو جان لو کہ وُہ حضرت حسن مجتبیٰؓ کا بھی منکر ہے۔

دربارِ عالیہ طاہر آباد قادریہ غوثیہ

منگانی شریف

(اُس دور کی ثبت شُدہ مہر آستانہ)

Marfat.com

ملفوظ۔۱۶

ایک روز مجلس بعد از نمازِ عصر ''فیض سُبحانی'' کے دوران ارشاد ہوا دل سے جو بھی دلیل اُٹھ رہی ہے اُس کی مخالفت اور اُس کا مقابلہ کرنا ہی مجاہدہ کہلاتا ہے لیکن جب کامیاب ہو جائے تو اُسے مکاشفہ ہو جاتا ہے۔ مولانا جامیؒ سے منقول ہے کہ ایک مولوی صاحب نے مجھ سے بیان کیا میں اپنے بیمار والد کو چھوڑ کر حج پر چلا گیا جب حج سے فارغ ہوا تو والد کی طرف سے دل بہت پریشان تھا۔ شیخ نجم الدین عبداللہ اصفہانیؒ اُن دنوں شیخِ حرم تھے میں ان کی خدمت میں آیا اور عرض گزار ہوا کیا ہی اچھا ہو اگر آپ مکاشفہ میں میرے والد کے حالات معلوم کر کے مجھے بتا دیں۔ انھوں نے میری درخواست منظور کی اور اُسی وقت مکاشفہ فرما کر مجھے بتایا کہ وُہ شفایاب ہو چکے ہیں اور اس وقت چارپائی پر بیٹھے مسواک کر رہے ہیں ۔اُنھوں نے اپنی کتابیں اپنے پاس اکٹھی کر رکھی ہیں۔ اُن کا حلیہ یہ ہے اور حالت ایسی ہے ۔انھوں نے تمام صحیح علامات اور نشانات بتائے حالانکہ شیخ نے کبھی ان کو نہ دیکھا تھا۔ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ نے اپنے ایک دُرویش سے فرمایا کہ میری چادر اوڑھ دو اور بازار سے ایک آدمی کے لیے روٹی لے آؤ۔ وُہ چادر اوڑھ کر جب بازار پہنچا تو اُسے کوئی آدمی نظر نہ آیا کیونکہ سب دُکانوں پر جانور ہی جانور کہیں گدھا کہیں بندر اور کہیں ریچھ وغیرہ بیٹھے تھے ۔ دُرویش بڑا حیراں ہوا کہ یہ دُنیا اتنی جلدی کیسے تبدیل ہو گئی جب شہر سے باہر نکلا تو اُسے ایک آدمی نظر آیا دُرویش نے پوچھا مجھے ایک عدد روٹی خریدنی ہے لیکن یہاں پر تو کوئی آدمی نظر نہیں آتا اُس نے کہا یہ چادر جو تو نے اپنے اوپر اوڑھ رکھی ہے اس کو اُتار دے جونہی درویش نے چادر اُتاری تو پھر سب آدمی نظر آنے لگے اُسے سمجھ آئی کہ ظاہر میں تو یہ سب انسان ہیں لیکن باطن میں یہ سب درندے اور جانور ہیں کوئی ہوگا جو ظاہر و باطن انسان ہو۔

میرے قبلہ والد صاحب (حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قطبی قادریؒ) کو یہ مقام اپنے آبائی گاؤں

Marfat.com

"نواں" کے چاروں طرف پھیلے جنگلوں اور پہاڑوں میں حاصل ہوا آپ اسی لیے اپنا زیادہ تر وقت پہاڑوں اور جنگلوں میں بسر فرماتے کہ آپ کو اہل دُنیا سے جنگلوں کے درخت اچھے لگتے جو ہر وقت حق سبحانہٗ کی تسبیح میں مشغول رہتے ۔ حضرت پیر سید غلام رسول گیلانیؒ (کھوہ پاک والے) اپنی زندگی کا بیشتر حصہ بُرقعہ میں رہے کیونکہ اُن پر لوگوں کی حقیقت ظاہر تھی۔ عارف رومؒ فرماتے ہیں

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

(یہ سعادت بازو کے زور سے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ خود نہ عطا فرمائے)۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا فقط دعویٰ سے کچھ نہیں بنتا جیسے پانی کا تصور پیاس نہیں بجھا سکتا اور آگ کا خیال حرارت نہیں پہنچا سکتا اسی طرح طلب کا دعویٰ مطلوب تک نہیں پہنچاتا ۔ حضرت شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں۔

(سعادت کی پانچ علامتیں ہیں)

۱۔ دِل کی نرمی

۔۲۔ کثرت گریہ۔

۳۔ دُنیا سے نفرت۔

۴۔ امیدوں کو کوتاہ کرنا۔

۵۔ حیا۔

(بدبختی کی پانچ علامتیں ہیں)

۱۔ دل کی سختی۔

۲۔ عدم گریہ یعنی آنکھ کی خشکی۔

Marfat.com

۳۔ دُنیا سے رغبت۔

۴۔ دراز اُمیدیں۔

۵۔ بے حیائی۔

ایک روز ارشاد ہوا تصوف میں چار مقامات ہیں

۱۔ ناسوت۔ ۲۔ ملکوت۔ ۳۔ جبروت۔ ۴۔ لاہوت

۱۔ ناسوت۔ سے مراد خودی اور خود میں رہنا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ لیلےٰ نے مجنوں سے اس کے جسم کا گوشت مانگا تو مجنوں نے پوچھا کہاں کا گوشت یعنی جسم کے کس حصے کا گوشت درکار ہے۔ گویا اس میں ''میں'' اور ''تو'' کا وجود باقی ہے۔ جہاں ''میں'' اور ''تو'' ہو اور محبت کامل نہ ہو تو یہ مرتبہ ناسوتی ہوتا ہے۔

۲۔ ملکوت۔ تصوف کا دوسرا مقام ملکوت ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جب لیلیٰ نے گوشت مانگا تو اب مجنوں نے سوال نہ کیا بلکہ خود کو پیش کر کے کہا جہاں سے چاہو لے لو۔ اس جسم کی مالک تو ''تو'' ہے۔ یہ کمال محبت ہے اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے۔

ع میری میں تے میں دے ساک سارے تیتھوں وار وارے چا قربان سائیں

۳۔ جبروت۔ تصوف کا تیسرا مقام جبروت ہے۔ اس کی مثال انا لیلیٰ ہے یعنی مجنوں خود لیلےٰ بن گیا اب وُہ کہتا ہے انا لیلےٰ میں تو لیلےٰ ہوں۔ کون مانگے اور کس سے مانگے دوئی ختم ہوگئی یہ فنافی العشق ہے۔

ع رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی

۴۔ لاہوت۔ تصوف کا چوتھا مقام لاہوت ہے اس میں انا بھی ختم ہو گیا مجنوں کی زباں سے فقط لیلےٰ لیلےٰ نکلا اب وُہ خود لیلےٰ بن گیا خودی مٹ گئی تو صرف خدا باقی رہا اور گم گشتی

Marfat.com

پیدا ہو گئی اب تو نہ ذکر رہا نہ ذاکر صرف مذکور باقی رہا یہ مرتبہ لاہوتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج پر گیا دیکھا تو کعبہ موجود ہے لیکن مجھے کعبے والا نظر نہ آیا میں نے کہا میرا حج قبول نہیں ہے۔ دوسری دفعہ حج پر گیا تو کعبے کے ساتھ کعبے والا بھی نظر آیا میں پکار اُٹھا کہ میں تو شرک میں مبتلا ہوں خالق و مخلوق مجھے دونوں نظر آتے ہیں تیسری دفعہ حج پر گیا تو صرف کعبے والا نظر آیا میں نے کہا اب میں توحیدی ہوں صدا آئی اے بایزید! ابھی تک تو مرتبہ توحید تک نہیں پہنچا تجھے خود اور خدا نظر آتا ہے مرتبہ توحید تو یہ کہ صرف اللہ ہی اللہ رہے۔

تو، تو دے سر تیغاں وجن میں، میں دے گل چھُریاں
تو تو، میں میں چھوڑ فقیرا سبھے باتاں بُریاں

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۱۷

ایک روز گفتگو رزقِ حلال کے بارے میں ہو رہی تھی ارشاد ہوا فرمان باری تعالیٰ ہے

-یَا اَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّباً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (پ ۲: ع ۵)

اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وُہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے یہ آیت سید عالم ﷺ کے سامنے تلاوت کی تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات کر دے حضور ﷺ نے فرمایا اے سعدؓ اپنی خوراک پاک کرو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے اُس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لُقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک قبولیتِ دُعا سے محروم رہتا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسا شخص بتایئے جس کی اطاعت کی جائے آپ نے فرمایا جس میں پرہیز گاری اور قوتِ حلال کی طلب پاؤ، وُہ اس لائق ہے کہ اس کی طاعت و فرمانبرداری کی جائے اگر ایسا نہیں تو اس کو چھوڑ دے۔

نقل ہے ایک روز امام احمد بن حنبلؒ کسی راستہ سے گزر رہے تھے کہ آپ کے لباس پر ذرا سی گندگی لگ گئی جسے آپ نے فوراً دھوڈالا۔ لوگوں نے دریافت کیا جناب اوروں کے لباس پر تو گندگی شریعت میں درہم (چاندی کا سکہ) کے برابر جائز قرار دیتے ہیں لیکن اپنے لیے تھوڑی سی گندگی کو بھی جائز نہیں سمجھتے اس میں کیا حکمت ہے۔ امام صاحب نے فرمایا ایک

Marfat.com

درہم کے برابر گندگی شریعت میں جائز ہے لیکن تقویٰ میں جائز نہیں اسے دھو دینا چاہیے۔

حضرت بشر حافیؒ کی ہمشیرہ صاحبہ نے ایک دفعہ امام احمد بن حنبلؒ کی خدمت میں سوال کیا کہ میں ایک مسئلہ آپ سے دریافت کرنا چاہتی ہوں فرمایا کہو انھوں نے عرض کی کبھی کبھی چاند کی چاندنی میں اور کبھی کسی اور کے چراغ کی روشنی میں چرخہ کاتتی ہوں کیا یہ جائز ہے امام صاحب نے پوچھا آپ کس خاندان سے تعلق رکھتی ہیں تو انھوں نے عرض کی میں بشر حافی کی بہن ہوں امام صاحب نے فرمایا جس خاندان سے آپ ہیں آپ کے لیے جائز نہیں کہ کسی اور کے چراغ کی روشنی میں کاتیں لیکن دوسروں کے لیے جائز ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ شرعی مسائل تو خود بتا دیا کرتے تھے لیکن مسائل طریقت کے سلسلہ میں لوگوں کو حضرت بشر حافیؒ کی خدمت میں بھیج دیتے اور اکثر فرمایا کرتے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے خوف طلب کیا تو اس نے اتنا خوف عطا کر دیا کہ مجھے زوالِ عقل کا خطرہ پیدا ہو گیا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تجھے میرا قُرب صرف قرآن سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا یہ بات قابلِ غور ہے۔

ایک دفعہ امام صاحب دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور وہیں ایک شخص بلندی پر بیٹھا وضو کر رہا تھا لیکن آپ کو دیکھ کر تعظیماً نیچے آ گیا پھر اس کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کس حال میں ہو تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے محض اس تعظیم کی وجہ سے جو میں نے امام احمد بن حنبلؒ کی وضو کرتے وقت کی تھی مغفرت فرما دی۔ بعد ازاں گفتگو طعام پر ذکرِ الٰہی پڑھ کر کھانے کے متعلق ہوئی فرمایا قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہے **فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ** (پ۸:ع۱)۔ پس کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا ''اگر طعام پر کلام الٰہی پڑھ لیا جائے تو اُس کو کھا لو اور اس کے کھانے سے

Marfat.com

انکار مت کرو، یہ حکمِ الٰہی ہے''۔

ملفوظ۔۱۸

ایک روز ارشاد ہوا رات کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور پچھلی رات کو اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے جو کہ دُرویش کے لیے ضروری اور حضوری کا وقت ہوتا ہے ویسے بھی زندہ رہنے کے لیے کھانا چاہیے نہ کہ صرف کھانے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔

عاشقاں را شش نشاں است اے پسر
آہ سَرد و رنگ زَرد و چشم تر

(اے بیٹے! عاشقوں کی چھے نشانیاں ہیں ٹھنڈے سانس لینا، رنگ کا زرد پڑ جانا اور آنکھوں کا ہمیشہ پُرنم رہنا)۔

گر ترا پرسند دیگر کدام
کم خوردن، کم گفتن و خفتن حَرام

(اگر کوئی باقی تین پوچھے تو کم کھانا، کم بولنا اور ہلکی نیند سونا)۔

نقل ہے شیخ عبد الرحیمؒ ایک دفعہ صبادان (موجودہ ابادان) گئے اور اکیس روز وہاں مقیم رہے جو کچھ لوگ ان کے پاس افطار کے لیے لاتے وُہ صبح تک ایسے ہی پڑا رہتا وُہ کچھ بھی نہ کھاتے تھے۔ جب لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کے اور بھی شیفتہ بن گئے۔ جب انھیں لوگوں کی اس شیفتگی کا پتہ چلا تو وہاں سے شیخ سہل تستریؒ کی خدمت میں روانہ ہو گئے۔ ان کے پاس پہنچ کر کہا میں آپ کا مہمان ہوں انھوں نے کہا پھر کیا پکایا جائے شیخ عبد الرحیمؒ نے فرمایا پلاؤ (سکباج) پکاؤ۔ انھوں نے کہا پلاؤ کس طرح پکایا جائے کہ میرے احباب گوشت نہیں کھاتے شیخ نے کہا تمھیں پلاؤ تو پکانا ہو گا کہ تو نے میری دعوت جو کی ہے چنانچہ انھوں نے پلاؤ کی تیاری کے لیے کہا جب تیار ہو گیا تو انھوں نے شیخ عبد الرحیمؒ سے کہا

Marfat.com

پلاؤ تیار ہو گیا ہے۔ شیخ نے کہا دیگچی میرے پاس اُٹھا لاؤ جب دیگچی ان کے پاس رکھ دی گئی تو ایک سائل نے دروازہ پر آواز دی اور خدا کے نام پر کچھ طلب کیا انھوں نے پوری دیگچی اُٹھا کر اُس کو دے دی اور خود کچھ بھی نہ کھایا۔ دوسرے روز شیخ سہل تستریؒ نے پھر دریافت کیا کہ کیا کھائیں گے انھوں نے کہا کہ وہی جو کل میں نے کہا تھا جب پلاؤ تیار ہو گیا تو پھر انھوں نے دیگچی اپنے پاس منگالی۔ شیخ سہل تستریؒ کا ایک غلام دروازے پر اس غرض کھڑا ہو گیا کہ اگر کوئی سائل آئے تو اسے روک دے لیکن غلام کے منع کرنے سے پہلے ہی سائل نے آواز لگا دی اور انھوں نے وُہ پلاؤ کی دیگچی اسی طرح پھر سائل کو دے دی۔ تیسرے روز شیخ سہل تستریؒ نے کہا کہ آج کیا پکایا جائے انھوں نے پھر پلاؤ کی فرمائش کی جب تیسرے دن بھی پکا کر ان کے سامنے دیگچی رکھی گئی تو اس دن بھی وُہ خیرات کر دی اور بھوکے رہے اس طرح پورا مہینہ گزر گیا اور یہ بھوکے رہے۔ مہینے بھر کے بعد انھوں نے دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے ایک شخص کو دیکھا کہ روٹی کے خشک ٹکڑے پانی سے تر کر کے کھا رہا ہے شیخ عبدالرحیمؒ اُس کے پاس گئے اور اُس سے روٹی کے چند ٹکڑے مانگ کر کھا لیے۔ شیخ ابراہیم شیبانیؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ ملک شام کے سفر میں میری طبیعت مسور کی دال کھانے کو چاہی اسی وقت میرے سامنے مسور کی دال سے لبریز ایک پیالہ آ گیا جس کو میں نے شکم سیر ہو کر کھایا اس کے بعد شام کو جب میں بازار سے گزرا تو میں نے دیکھا ایک جگہ چند مٹکے رکھے ہوئے ہیں جب میں نے ان پر غور سے نظر ڈالی تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ ان میں شراب بھری ہوئی ہے یہ سن کر مجھے خیال آیا کہ جب یہ بات میرے علم میں آ چکی ہے کہ یہ شراب سے لبریز ہیں تو پھر ان سب کو توڑ دینا میرا فرض ہے اور اس خیال کے ساتھ میں نے وہ تمام مٹکے توڑ دیے جن سے شراب سڑک پر بہنے لگی اور جس شخص نے مجھے بتایا تھا یہ شراب کے مٹکے ہیں وُہ مجھے حاکم وقت سمجھ کر خاموش ہو گیا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ میں حاکمِ وقت نہیں ہوں تو مجھے

Marfat.com

پکڑ کر ابنِ طریون کے پاس لے گیا اور اس نے پورا واقعہ سننے کے بعد حکم دیا کہ ان کو سو چھڑیاں مار کر قید میں ڈال دیا جائے۔ اس طرح میں مدتوں قید میں پڑا رہا۔ پھر ایک دن شیخ عبداللہؒ کا اس طرف سے گزر ہوا تو ان کی سفارش پر مجھے قید سے رہا کر دیا گیا جب رہائی کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے سوال کیا تمہیں کس جرم کی سزا میں قید ہوئی میں نے عرض کیا ایک دن شکم سیر ہو کر مسور کی دال کھائی جس کی سزا میں سو چھڑیاں بھی ماری گئیں اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں یہ سُن کر شیخ عبداللہؒ نے فرمایا تمہارے جرم کے مقابلے میں یہ سزا تو بہت کم ہے۔ (یارب معافی)

مشائخ سے منقول ہے کہ احتلام بھی ایک قہر ہے جو شکم سیری کے نتیجہ میں ہوتا ہے اور اس کے علاوہ شکم سیری چھ اور خرابیوں کو بھی جنم دیتی ہے۔

اول۔ عبادت میں دل نہ لگنا۔

دوم۔ حکمت کی باتیں یاد نہ رہنا۔

سوم۔ شفقت کرنے سے محروم ہو جانا۔

چہارم۔ عبادت کا بارِ خاطر بن جانا۔

پنجم۔ خواہشات نفسانی میں اضافہ ہو جانا۔

ششم۔ پاخانہ سے اتنی مہلت نہ ملنا جو مسجد میں جا کر عبادت کر سکے۔

ایک روز فرمایا شیخ سعدیؒ سے ایک شخص نے کہا میں نے آج تک بری نظر سے کسی عورت کو نہیں دیکھا نہ میرے دل میں رغبت پیدا ہوئی اور نہ ہی مجھ سے گناہ سرزد ہوا۔ شیخ نے فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ تو انسان ہی نہیں۔ انسان سراپا نسیان ہے خطا کا پتلا ہے غلطی کا سرزد ہونا اس کی فطرت میں ہے اور دوسری بات یہ کہ بے ایمان بھی ہے یعنی تجھے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہی نہیں۔ یاد رکھو! اگر وُہ نہ بچائے تو آدمی کیسے بچ سکتا ہے اتنے میں پاس ہی بیٹھے

Marfat.com

ہوئے بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی نے ہندی کا یہ بیت عرض کیا۔

ے گھاس ، پھوس جو کھاوت ہے اُسکو ستائے کام

اور سیر اَن جو کھاوت ہے اُسکی راکھے رام

یعنی جانوروں کی خوراک دراصل گھاس اور چارہ ہے مگر شکم سیر ہو کر کھانا انھیں بھی کام کے لیے ستاتا ہے یہاں کام سے مراد شہوت ہے جبکہ سیر اَن، ایک کلو روٹی کھانے والے کو رام بمعنی حق سبحانہٗ تعالیٰ نہ بچائے تو وہ کیسے بچ سکتا ہے۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۱۹

ایک روز ارشاد ہوا میری عمر بالکل تھوڑی تھی کہ میرے قبلہ والد صاحب (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادریؒ) نماز تہجد کے وقت مجھے اپنے ساتھ اٹھاتے اور نوافل، ذکر اذکار اور کلیاتِ سلوک تلقین فرماتے نیز یہ بھی فرمایا کہ آپ نے مجھ پر بڑی محنت کی تھی لیکن جب آپ کا وصال ہو گیا تو اس وقت میری عمر صرف ۱۴ برس تھی۔ اس کے بعد میرے ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ بھی مجھ پر میرے قبلہ والد صاحب جیسی محبت و شفقت فرمایا کرتے جب میں حاضر خدمت ہوتا تو مجھے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتے اور پیار فرماتے ایک دفعہ میں نے عرض کی حضور! میرا تصور شیخ نہیں پکتا میرا لڑکپن کا زمانہ تھا آپ نے فرمایا تیرا وضو ہے اس وقت میرا وضو نہ تھا لیکن قدرتی طور پر میرے منہ سے نکل گیا جی ہے۔ آپ نے فرمایا میری طرف دیکھو جونہی میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ نے ایک ایسی توجہ فرمائی کہ میں بے ہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو میں آپ کی گود میں تھا آپ بار بار مجھے پیار کرتے اور فرماتے بیٹا! تیرا تو وضو بھی نہ تھا میں نے عرض کی حضور یاد نہیں رہا تھا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا اس کے بعد مجھے تصور شیخ پکانے کی ضرورت ہی نہیں رہی اس لیے کہ ادھر آنکھ بند کی ادھر جمالِ یار سامنے ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

پھر فرمایا جیسا تصور شیخ میرا پکا ہے ایسا کم لوگوں کا پکا ہو گا لیکن اب میں اس سے اجتناب کرتا ہوں۔ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے وجہ دریافت کی تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا پہلے تصور شیخ کرنے سے یہ حال ہوا ہے فقط ہڈیاں رہ گئی ہیں اب اگر اور کروں تو یہ ڈھانچہ بھی نہ رہے فرمایا فقط ایک نظر کا کمال ہے اگر پڑ گئی تو باقی تمام منزلیں آسان ہیں

Marfat.com

اکثر فرمایا کرتے فقیری صرف ایک نظر ہے۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

ضمناً راقم الحروف کو ایک واقعہ یاد آرہا ہے جو میرا چشم دیدہ ہے سردیوں کے موسم میں حضور قبلہ عالمؒ ایک روز اپنے گھر سے ملحقہ حجرہ شریف میں جہاں آپ کے بعد از وصال ابتدا میں تبرکات رکھے گئے جلوہ افروز تھے حجرہ کے دو دروازے تھے ایک باہر کی جانب اور دوسرا گھر کی طرف کھلتا تھا۔ دوپہر کے وقت راقم السطور نے گھر کی طرف سے حجرہ شریف کا جونہی دروازہ کھولا تو اس قدر تپش محسوس ہوئی جیسے میرا چہرہ جھلس گیا ہو حالانکہ موسم سرما تھا اور حضور کے پاس کوئی انگیٹھی وغیرہ بھی نہیں رکھی ہوئی تھی دونوں دروازے بند تھے اور اندر قدرے اندھیرا پھیلا ہوا تھا ۔حضور کی چارپائی گھر والے دروازہ کے ساتھ شرقاً غرباً تھی اور آپ قبلہ رو حالتِ مراقبہ میں تھے وجود اطہر بالکل ساقط تھا حتی کہ سانس تک کی آواز محسوس نہ ہو رہی تھی وہ گرمی اور تپش میرے خیال میں حضور کے سوزِ محبت اور عشقِ دروں کی بدولت تھی میں نے فوراً دروازہ بند کیا اور واپس گھر چلا آیا لیکن مجھ پر آپ کے غلبہ جلال کا اثر اور رعب بدستور قائم تھا اس روز علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل شعر کا مفہوم بصورت مشاہدہ میرے دل و دماغ پر نقش ہو گیا۔

نفسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات
تیرے سینہ میں اگر ہے تو مسیحائی کر

راقم الحروف اور ماسٹر محمد نواز سکنہ قبہ ایک روز حاضر خدمت تھے ماسٹر صاحب نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرا تصور شیخ نہیں پکتا لہٰذا کیسے پکایا جائے حضور قبلہ عالمؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بیٹا میرے سامنے بیٹھ کر میرے چہرے کو دیکھتے رہا کرو تاکہ تمہارا تصور شیخ

Marfat.com

پک جائے میں نے سمجھا ویسے مجھے تلقین فرما رہے ہیں لیکن جب مجلس برخاست ہوئی تو ماسٹر صاحب نے مجھے بتایا جناب فرمان آپ سے ہوا ہے البتہ جواب میرے سوال کا تھا جو تھوڑی دیر پہلے میرے دل میں پیدا ہوا۔ ایک روز خلیفہ سید رفاقت علی شاہ صاحب سے بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا حیف ہے اُن لوگوں پر جو اپنے شیخ کی مجلس میں ادھر ادھر دیکھتے ہیں یا مراقبہ میں سر جھکا کر بیٹھتے ہیں حالانکہ ٹکٹکی باندھ کر شیخ کو دیکھنا چاہیے کہ نظریں شیخ کے چہرہ پر جمی (پیوستہ) ہوں۔ حضور اکثر فرماتے ان نظروں سے غیر کو نہ دیکھو۔

ے اکھیاں بنیاں یار دے ویکھنے نوں
اینویں در در جھاتیاں پا ناہیں

حضور قبلہ عالمؒ نے ایک روز خواجہ حافظ شیرازیؒ کا یہ بیت مبارک اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

ے مرا در منزلِ جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا

(مجھے محبوب کے پڑاؤ میں کیا امن وعیش؟ جب کہ ہر دم گھنٹہ اعلان کر رہا ہے کہ کجاوے کس لو)۔

اس کی شرح یوں بیان فرمائی ’’ مجھے تصور شیخ قلبی میں ہر دم عیش و امن میسر ہے اس لیے قلب سے (جرس) آواز آتی ہے کہ (بر بندید محملہا) محمل کے پردے بند کر دو یعنی جسم کے آنکھ، ناک، منہ بند کر کے اندر یار کو دل میں لے کر مست رہو کسی نے کیا خوب کہا ہے

ے آنکھ ناک منہ ڈھانپ کر جو نام نرنجن لے
اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پٹ دے

(آنکھ، ناک اور منہ کو بند کر کے جو اللہ تعالیٰ کا نام لے تو اُس کے اندر کا پٹ (دروازہ)

Marfat.com

یعنی دل کی آنکھیں تب کھلیں گی جب باہر کے دروازے بند کریگا۔ حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے میں ایک زمانہ ستائیس رمضان المبارک کو حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے آستانہ مبارک پر حاضری دیتا رہا وہاں سے ایک ماہنامہ رسالہ نکلتا تھا مشائخ میں سے ہر ماہ جو اشخاص حاضری کے لیے آتے رسالہ کا نمائندہ اُن سے ضرور ملتا اور ایک آدھ آیت کی تشریح کے بارے میں فرمائش کرتا جسے بعدازاں رسالہ میں شائع کر دیا جاتا ایک دفعہ اُن کا نمائندہ مجھے بھی ملا اور کہا جناب ذرا اس آیت مبارکہ پر روشنی فرمائیں **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** (پ ۱۸۔ ع ۱۰) میں نے کہا اس کے دو معنی ہیں ایک عوام الناس کے لیے ہے جبکہ دوسرا خواص کے لیے۔ عوام الناس کے لیے تو یہ حکم ہے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ مومنین (مسلمان مردوں) کو حکم فرما دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، یعنی عورتوں کو نہ دیکھیں جبکہ خواص کے لیے یہاں حکم ہے کہ اپنی نگاہیں دل کی طرف متوجہ رکھیں مراد یہ ہے کہ سر جھکائے مراقبہ میں رہیں یہ آیت مبارکہ مراقبہ پر بھی دال ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

وہ نمائندہ حیران ہو کر مجھے دیکھنے لگا پھر میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور باقاعدہ ایڈریس لکھوا کر چلا گیا حضور اکثر یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔

؎ آنکھیں تیرے حسین تصور میں بند ہیں
لوگ کہتے ہیں کہ نیند آئی اسے

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ دعوت پر تھے جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے ہاتھ اُٹھا کر کچھ ان الفاظ میں دعا مانگی جو کہ مقام فنافی الشیخ کو آشکار کرتی ہے۔

Marfat.com

یا اللہ فضل کر اس مکین و مکاں
سردارنؒ جو رہے اس میں پل یا گھڑی
لگی رہے تیرے نام کی حُب جھڑی

یہ شیخ کامل کے ساتھ حضوری اور مکمل معیت کا بیان ہے۔ عارفِ حق آگاہ حضرت بلھے شاہؒ بھی فرماتے ہیں

ع رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی

اور خود حضور کے شیخ کامل سردار الاصفیاء حضرت سید سردار علی شاہؒ بھی اپنی ایک رباعی میں اس حقیقت کا اظہار کچھ ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

میں ہاں ابرو شیرؒ ماہی دے بینی نین پیشانی. قسم ربانی
گردن گوش تے زلفاں بازو ، مژگاں مثل کمانی. قسم ربانی
میں ہاں ماہی ، ماہی میں ہاں نہیں ایہہ بات حیرانی قسم ربانی
سردارعلی بن شیرنؒ بیٹھا کر بُرقعہ یکسانی .. قسم ربانی

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۲۰

ایک روز ارشاد ہوا عشق کے بغیر آدمی انسان ہی نہیں اور ایمان کی اصل بھی عشق ہے۔

؎ نہ بندگی ہے نہ سجدہ نہ عبادت
محبت ہے محبت ہے محبت

پھر فرمایا سانس ختم ہو جاتی ہے ورنہ اور بھی کہتا محبت ہے محبت ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں سورۃ یوسف یعنی قصہ یوسفؑ وزلیخہ کو سب سے بہترین بیان فرمایا ہے **لقولہٖ تعالیٰ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ** (پ۱۲: ع۱۱) ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سُناتے ہیں۔

فرمایا عاشقوں کے قصے پڑھنے سے غفلت دور ہو جاتی ہے۔ شیریں فرہاد کا قصہ حالانکہ وُہ کافر تھے جب فرہاد نے پہاڑوں کو توڑ کر نہر کھودنا چاہی تو عقل نے کہا اے دیوانے بھلا ہتھوڑے سے بھی پہاڑوں سے نہر نکلتی ہے لیکن عشق نے کہا کہ تھک جانا عاشقوں کا بھی کام نہیں۔ یہ حضرتِ عشق ہی تھا کہ فوراً پہاڑوں سے دُودھ کی نہر رواں دواں ہو گئی۔

؎ در خرمنِ کائنات چوں کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہم کاہ

(اس پوری کائنات کے ذخیرہ میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ایک محبت کا ہی دانہ نظر آتا ہے باقی سب بھوسہ ہے)۔ شیخ سعدیؒ نے ہندی عورت کی بڑی تعریف کی ہے وہ اس لیے کہ ہندوستان میں ''ستی'' ایک رسم تھی جب کوئی ہندو مرد مر جاتا اور اُسے چِتہ (آگ) میں جلایا جاتا تو اُس کی بیوی بھی آگ میں چھلانگ لگا کر اُس کے ساتھ جل جاتی۔ چنانچہ فرماتے ہیں

Marfat.com

؎ چوں زنِ ہندی کسے در عاشقی مردانہ نیست
سُوختن بر شمعِ مُردہ کار ہر پروانہ نیست

(ہندی عورت کی طرح عاشقی میں اور کوئی بہادر نہیں۔ مُردہ شمع پر جلنا ہر پروانے کا کام نہیں) ۔ایک مائی اندھی تھی جو کہ حضور پیر سید غلام اصغر شاہ صاحب کی مُرید تھی اس کے گھر والوں نے اُسے دربار شریف پر جانے سے بہت روکا لیکن وہ نہ رکی آخر انھوں نے اُسے پکڑ کر ایک نہر میں پھینک دیا تقریباً ۳ ۵ میل دور جا کر جب لوگوں نے اُسے پکڑا تو اُس وقت پانی میں تر ہوئی پہلے خشک تھی جب اس واقعہ کا علم اس کے گھر والوں کو ہوا تو اسے دربار شریف پر چھوڑ گئے۔ حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی کیا خوب فرماتے ہیں

؎ صفتِ بادۂ عِشقش زمنِ مست مپُرس
ذوق ایں مئے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

(مجھ سے اُس کی شرابِ عشق کی تعریف نہ پوچھ اس لیے کہ جب تک تو خود اس شراب کو نہ چکھے گا اُس وقت تک اُس کے ذوق و سرور کا اندازہ نہ کر سکے گا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا میں نے عشق کا سبق ایک سانپ سے سیکھا جن دنوں میں کوہ مری میں زیرِ علاج تھا ایک روز چہل قدمی کے لیے بازار تک آیا راستہ میں ایک مکان کے سامنے بہت سے لوگ جمع تھے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس گھر میں کوئی زہریلا سانپ داخل ہو گیا ہے اس لیے تمام گھر والے باہر کھڑے ہیں کُچھ افراد کسی جوگی کو لینے گئے ہوئے تھے اتنے میں وُہ ایک جوگی کو لے کر آ گئے۔ جوگی اُس مکان کے سامنے بیٹھ گیا اور بین بجانی شُروع کر دی وُہ مکان دو منزلہ تھا ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ دوسری منزل کے ایک کونے سے سانپ نے گردن باہر نکالی پھر وُہ آہستہ آہستہ سیڑھیوں تک آ پہنچا۔ بین کی آواز پر وُہ اس قدر محو و بے خود تھا کہ ایک سیڑھی نیچے آ جاتا لیکن پھر ٹھہر جاتا۔ اپنی گردن اوپر اُٹھا کر تمام لوگوں کو ایک نظر دیکھتا

Marfat.com

کہ یہ سب میرے دُشمن ہیں اگر ان کے ہاتھ آ گیا تو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن عشق سے مجبور تھا وجد و حال میں پھر ایک سیڑھی نیچے آ جاتا آخر کار انھیں کیفیات میں بے خود و مدہوش بین کے سامنے اپنا سرِ نیاز رکھ دیا۔ جوگی نے فوراً کپڑا ڈال کر اسے برتن میں بند کر دیا لیکن مجھے وُہ سانپ عشق کا سبق سکھا گیا کہ جان تو چیز ہی کوئی نہیں سب کچھ یار پر قربان کر دینا چاہیے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

صحبتِ پیرِ روم سے مجھ پر ہوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سر بہ جیب ایک کلیم سر بکف

(مجھے اپنے مُرشد و مربی عارفِ رومی کے فیوض و برکات سے یہ راز آشکار ہوا کہ لاکھ حکیم کہتے ہیں کہ اپنی جان کسی نہ کسی طریقے سے بچالے جبکہ کلیم فرماتا ہے جان تو کوئی چیز نہیں اگر یار کہے تو پہلے دن ہی سر پر کفن باندھ لے)۔

پھر یہ مثال ارشاد فرمائی خالص کستوری ہرن کی ناف سے پیدا ہوتی ہے جب ہرن اس کی خوشبو محسوس کرتا ہے تو مست ہو کر دوڑتا اور اسے تلاش کرتا ہے حتیٰ کہ دوڑ دوڑ کر بے ہوش ہو کر جب گرتا ہے تو اُس کا منہ بالکل ناف پر ہوتا ہے کُچھ دیر بعد اسے ہوش آتی ہے تو کستوری کی خوشبو اپنی ہی ناف سے پاتا ہے پھر ایسا مست و بے خود ہوتا ہے کہ اُسے کچھ ہوش نہیں رہتی۔ شکاری اس تلاش میں پھرتے ہیں کہ وُہ ایسی حالت میں ملے کیونکہ وُہ اس طرح خوشبو میں محو و فنا ہوتا ہے کہ چاہے پکڑ لو یا ذبح کر لو اسے خبر تک نہیں ہوتی۔

عاشقاں را شادمانی و غم اوست
مزد کار و اجرت خدمت ہم اوست

(عاشقوں کے لیے شادمانی و غم بس اُسی کی ذات، خدمت، کام اور اس کی اجرت بس وہی ہے)

Marfat.com

غیر معشوق و تماشائے بود
عشق نبود ہرزہ سرائی بود

(معشوق کے سوا اگر کوئی اور عشق کا تماشائی ہے تو اس کو عشق نہیں کہتے بلکہ وہ محض ہرزہ سرائی ہے)

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

(عشق تو ایک ایسا شعلہ ہے کہ معشوق کے سوا ہر چیز کو جلا ڈالتا ہے)۔

مجنوں کا اصل نام قیس تھا وہ چونکہ سیدنا امام حُسینؓ کے مخلص احباب میں سے تھا اس لیے ایک روز آپ نے فرمایا قیس تجھے معلوم ہے کہ خلافت بنی امیہ کا حق نہیں بلکہ ہمارا ہے قیس نے عرض کی حضور! اگر سچ کہا جائے تو یہ خلافت نہ آپ کا حق ہے نہ بنی اُمیہ کا بلکہ یہ تو لیلیٰ کا حق ہے۔ آپؓ نے متعجب ہو کر فرمایا ''اَنتَ مجنونٌ'' یعنی تو دیوانہ ہے۔ لفظ مجنوں چونکہ امام عالی مقام کی زُبان سے نکلا تھا اس لیے قیس جہاں میں مجنوں کے نام سے مشہور ہو گیا۔ شہزادہ محمد داراشکوہؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

آنی تو کہ از نامِ تو می بارد عشق
وز نامہ پیغامِ تو می بارد عشق

(تو وُہ ہے کہ تیرے نام سے عشق برستا ہے اور تیرے نامۂ پیغام سے عشق ٹپکتا ہے)۔

عاشق گردد ، ہر کہ بکویت گزرد
آری زِ در و بام تو می بارد عشق

(جس کا تیری گلی سے گزر ہوتا ہے عاشق ہو جاتا ہے بے شک تیرے در و بام سے عشق برستا

Marfat.com

ہے)۔

حضور قبلہ عالمؒ نے ایک روز حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب سے دریافت فرمایا بیٹا! کبھی تمہیں حال بھی ہوا ہے یعنی سماع سُنو تو دِل پر کچھ اثر ہوتا ہے انھوں نے عرض کی حضور! کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا بھائی ہم تو سانپوں (بمعنی مستانِ بادہ الست) کے بچے ہیں ابھی بین بجائی نہیں جاتی کہ وجد حال پہلے شُروع ہو جاتا ہے

۔ایک روز ارشاد ہوا عشق کی ایک منزل بزبانِ خواجہ حافظ شیرازیؒ (عشقِ مجاز)

بُلبلے برگِ گُلے خوش رنگ در مِنقار داشت

وندر آں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت

(ایک بلبل ایک خوش رنگ پھول کی پتی چونچ میں لیے تھی اور اس ساز و سامان میں اچھی طرح عاجزی سے نالے کر رہی تھی۔)

گفتمش در عین وصل ایں نالہ وَ فریاد چیست

گفت مارا جلوہَ معشوق در ایں کار داشت

(میں نے اس سے کہا عین وصال میں یہ نالہ و فریاد کیسی وُہ بولی معشوق کے جلوے نے ہمیں اس کام میں مشغول کر دیا ہے)

دوسری جگہ عشق کامل کی مثال بقول شیخ سعدی شیرازیؒ (عشق حقیقی)

اے مُرغِ سحر عشق زِ پروانہ بیاموز

کاں سوختہ را جاں شُد و آواز نیامد

(اے صبح کے پرند (بلبل) محبت کرنا پروانے سے سیکھو کہ اس دل جلے کی جان چلی گئی لیکن آواز نہ آئی)

Marfat.com

ملفوظ۔۲۱

ایک روز مجلس میں حضرت سیدنا امام اعظمؒ سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا آپ کا نامِ نامی واسمِ گرامی نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہ تھی۔آپ کی کنیت حقیقی نہیں اور آپ کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تھا اور یہ کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے یعنی ابوالملۃ الحنیفہ۔قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (پ ۱:ع ۱۶) فرما دیجیے بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں۔ **فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا** (پ ۴:ع ۱) تم ابراہیم کے دین پر چلو۔اس نسبت سے حضرت امام اعظم نے اپنی کنیت حضرت ابوحنیفہ اختیار فرمائی۔آپ کے دادا زوطی فارسی النسل تھے جو کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے مقربِ بارگاہ تھے اور انھیں آپ کی محبت ہی کوفہ میں لے آئی۔وُہ اپنے فرزند ثابت کو جو ابھی بچے تھے حضرت علیؓ کی خدمت میں دعا کے لیے لائے۔آپ نے دعا بھی فرمائی اور بشارت بھی دی تو گویا سیدنا امام اعظمؒ اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی بشارت و کرامت بھی ہیں۔آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں بعض اصحابِ رسول ﷺ سے فیضِ مُلاقات کا شرف بھی حاصل کیا خصوصاً یہ چار اصحاب تو بڑے مشہور و معروف ہیں۔حضرت انس بن مالکؓ (جو بصرہ میں تھے)، حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰؓ (جو کوفہ میں تھے)، حضرت ابوطُفیل عامر ابن واصلہؓ (جو مکہ معظمہ میں تھے)، حضرت سہیل ابن سعد ساعدیؓ (جو مدینہ منورہ میں تھے) اس لحاظ سے آپ تابعی ہیں

آپ نے مختلف علومِ اسلامیہ چار ہزار شیوخ وفقہاء سے حاصل کیے۔آپ سیدنا امام جعفر صادقؒ کے تلمیذِ خاص تھے۔دو سال تک اُن کی خدمت اقدس سے بحرہ ور ہوئے خود

Marfat.com

فرماتے ہیں۔ لَوْ لَا السَّنَتَانِ لَهَلَکَ النُّعْمَانُ۔ اگر وہ دو سال نہ ملتے تو نعمان یعنی میں ہلاک ہو جاتا۔ آپ کی علمی وجاہت پر یہ حدیث مبارکہ دال ہے۔ مسلم و بخاری نے حضرت ابو ہرہؓ سے اور طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ وَ فِی رِوَایَتِ الْبُخَارِیْ وَالْمُسْلِمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ مُعَلَّقاً بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِس۔ اگر ایمان ثریا تارے کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے لے آتے۔ بخاری و مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر دین ثریا تارے میں لٹکا ہوتا تو فارس کا ایک آدمی اسے حاصل کر لیتا اب واضح ہو فارسی النسل میں اس شان اور مرتبہ کا حضرت سیدنا امام اعظمؒ کے بغیر اور کون ہوا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ نے سیدنا امام اعظم کے فضائل پر مستقل ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام ''خیرات الحسان فی ترجمۃ ابی حنیفۃ النعمان'' رکھا ہے۔ اس میں ایک حدیث پاک نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تُرْفَعُ زِیْنَتُ الدُّنْیَا سَنَةَ خَمْسِیْنَ وَمِائَةٍ سن ڈیڑھ سو میں دُنیا کی زینت اُٹھا لی جائے گی۔ سن ڈیڑھ سو میں سیدنا امام اعظمؒ کا وصال ہوا۔ امام کروریؒ فرماتے ہیں اس حدیث مبارکہ سے حضرت امام اعظمؒ کی طرف ہی اشارہ ہے۔ حضرت داؤد طائیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال تک سیدنا امام اعظمؒ کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر یا ٹانگیں پھیلائے نہیں دیکھا اور جب میں نے عرض کی کہ تنہائی میں کبھی تو ٹانگیں سیدھی کر لیا کریں تو آپ نے فرمایا مجمع میں تو بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں خدا کا احترام ختم کر دوں یہ میرے لیے ممکن نہیں۔ آپ فرماتے ہیں جب کوئی قدریہ مسلک والے (ایک فرقہ جو قضا و قدر کا منکر ہے) سے مباحثہ کرتا ہے تو دو باتیں ہوتی ہیں یا تو کافر ہو جاتا ہے یا مذہب سے

Marfat.com

مُنحرف۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا یہ بات قابلِ غور ہے۔

سیدنا امام اعظمؒ جس وقت مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو ان الفاظ میں سلام عرض کیا۔ السلام علیک یا سید المرسلین ﷺ تو روضہ اقدس سے جواب آیا و علیکم السلام یا امام المسلمین ۔ سبحان اللہ یہ شرف آپ جیسے خوش بختوں کے سوا اور کس کو نصیب ہو سکتا ہے ۔ حضور داتا گنج بخش لاہوریؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ دمشق (شام) میں حضرت سیدنا بلالؓ مؤذنِ رسول ﷺ کی مرقد اطہر کے سرہانے سو رہا تھا کہ خواب دیکھا میں مکہ معظّمہ میں ہوں اور نبی اکرم ﷺ بابِ بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک بزرگ معمر کو اپنے پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں میں فرطِ محبت سے دوڑا اور حضور علیہ السلام کے پائے اقدس کو چومنے لگا اور میں اس تعجب میں تھا کہ یہ معمر حضور ﷺ کے اس قدر محبوب کون ہیں ۔ حضور ﷺ میرے تعجب کو نور نبوت سے جان گئے اور فرمایا یہ تیرا امام ہے اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی ابو حنیفہؒ ۔ مجھے اس خواب کے بعد اس ہستی پاک کے ساتھ امید قوی ہے اور میرے اہلِ شہر بھی بالخصوص امیدوار ہیں اور اس خواب سے میرا یہ خیال بھی صحیح ہو گیا کہ حضرت امام اعظمؒ انہیں پاک ہستیوں میں سے تھے جو اوصافِ طبع سے فانی اور احکامِ شرع کے ساتھ باقی اور قائم ہیں ۔ اس لیے ان کے چلانے والے حضور سید یوم النشور ﷺ ہیں ۔ اگر آپ خود چلتے تو باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت یا مخطی ہوتا ہے (یعنی ارادہ صواب کرے مگر بلا ارادہ خطا ظاہر ہو جائے) یا مصیب ہوتا ہے (یعنی حقیقت معاملہ کو اچھی طرح پہنچنے والا) اور جب ان کے قائد خود حضور ﷺ ہیں تو فانی الصفت ہوئے اور نبی کی صفت بقا سے قائم ہیں یہی وجہ ہے کہ پیغمبر سے صدور خطا ناممکن ہے جو اس ذات کے ساتھ قائم ہے اس سے بھی خطا نہیں ہو سکتی اور یہ

Marfat.com

درحقیقت ایک لطیف رمز (اسرار) ہے۔

ملفوظ۔ ۲۲

ایک روز ارشاد ہوا احکامِ الٰہی دو قسم کے ہیں

۱۔امورِ تکوینیہ۔حیات و ممات، دکھ سکھ،، بست و کُشاد، فتح و شکست وغیرہ

۲۔امورِ تشریعیہ۔افعالِ تشریعی یعنی فرض، واجب، سُنت، مستحب، مباح وغیرہ

اِن ہر دو افعال و احکام میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی رضا و رغبت کو ترجیح دیتا ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ سے ایک روز کسی نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ملازمت (خدمت) کرنا کیسی ہے آپ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ملازمت (خدمت) کرتا ہے وُہ ضرور واصل بن جاتا ہے۔

؎ اَتُمِنّی علی الزمان فحالا
اِن تریٰ مقلتای طلعته حر"

(ترجمہ منظوم)

ہے آرزو زمانے میں اس وقت کی مجھے
آزاد مرد کا مجھے دیدار ہو سکے

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا مشائخ کی زیارت اور اُن کی خدمت حضراتِ صوفیہ پر فرض ہے شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل عبداللہ ہرویؒ فرماتے ہیں میں ایک ایسے شخص سے واقف ہوں جو ایک ولی اللہ کی زیارت کے لیے مکہ مکرمہ گئے تھے لیکن حج ادا نہیں کیا تھا۔جب اُن سے پوچھا گیا کہ تُم نے ایسا کیوں کیا تو اُنہوں نے کہا میں شیخ کی زیارت کو آیا تھا اُن کی بزرگی کی بنا پر حج کو اس زیارت کے ساتھ نہیں مِلایا (ضمناً فرمایا یہ حج اُن پر فرض نہ تھا) ویسے حدیثِ پاک میں بھی وارد ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَحُرْمَۃُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰہِ حُرْمَۃً مِنْکَ (ابن ماجہ شریف ،جلد دوم ،ص ۴۶۸ ،مطبوعہ فرید بُک اسٹال اردو بازار لاہور)۔

اے خانہ کعبہ! مجھ کو اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ قُدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کی عزت وحُرمت تیری عزت وحرمت سے زیادہ ہے۔

بعدازاں اولیائے کرام کے درجات ومقامات کے بارے میں گُفتگو ہوئی ارشاد ہوا خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کی خدمت میں ایک فرشتہ آیا اور عرض کی یا ولی اللہ میں آسمانِ چہارم کا رہنے والا فرشتہ ہوں مجھ سے ایک تقصیر ہوگئی ہے جس کی وجہ سے مجھے نیچے گرادیا گیا ہے میں نے فرشتوں سے سُنا ہے کہ آپ کی دُعا سے مجھے معافی مل سکتی ہے آپ میری مدد فرمائیں خواجہ صاحب نے دُعا فرمائی تو اِس کو مُعافی مل گئی اور دوبارہ اپنے اُسی مقام پر بحال ہوکر واپس چلا گیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا اس سے دو مسئلے کھلتے ہیں ایک ملائکہ سے تقسیر کا سرزد ہونا اب بھی جاری ہے اور دوسرا ولی اللہ سے فرشتے بھی مدد طلب کرتے ہیں اور امداد پاتے ہیں سبحانہ اللہ۔ ایک دفعہ خواجہ غجدوانیؒ کی مجلس میں ایک اجنبی نوجوان حاضر ہوا جسکی شکل و صورت زاہدوں جیسی تھی اور بغل میں خرقہ اور کندھے پر مصلّی تھا خواجہ صاحب نے اُسے ایک نظر دیکھا مگر اپنے کام درس وتدریس میں مشغول رہے کچھ دیر بعد وہ نوجوان اُٹھا اور کہنے لگا حضرت رسالت پناہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (مسلم شریف ۔جلد دوم ۔صفحہ ۱۴۰)

مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وُہ اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے۔ فرمایئے اس قول میں کیا

Marfat.com

حکمت ہے؟ خواجہ صاحب نے فرمایا اس ارشاد میں یہ حکمت ہے کہ تم زنار کاٹ کر پھینک دو اور ایمان قبول کرلو۔ اُس نوجوان نے کہا نعوذ باللہ کیا میرے پاس زنار ہے۔ خواجہ صاحب نے ایک خادم کو اشارہ فرمایا کہ اِس نوجوان کا خرقہ اُتارو جب خرقہ اُس کے جسم سے اُتارا گیا تو نیچے زنار موجود تھی۔ اُس نوجوان نے اُسی وقت زنار کاٹ کر پھینک دی اور ایمان لے آیا۔ شیخ ابو الخیر حبشیؒ ایک بڑے اولعزم ولی اللہ گزرے ہیں۔ وُہ جب روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوتے تو عرض کرتے السّلام علیک یا رسول الثقلین ﷺ تو اُن کو جواب ملتا وعلیک السلام یا طاؤس الحرمین۔

ہمارے سلسلہ طریقت کے شیخ الشیوخ حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں مجھے اپنے شیخ حضرت معروف کرخیؒ نے یہ ہدایت فرمائی کہ جب تجھے کچھ طلب کرنا ہو تو اس طرح طلب کیا کر و یا اللہ بحقِ معروف کرخی مجھ کو فلاں شئے عطا فرمادے تو وُہ شئے یقیناً تم کو مل جائے گی۔

شیخ ابو علی دقاقؒ فرماتے ہیں ایک دِن کسی دُرویش نے میری خانقاہ میں حاضر ہو کر استدعا کی کہ خانقاہ کا ایک گوشہ میرے لیے بھی خالی کر دیں تا کہ میں اس میں اپنی جان دے سکوں چنانچہ میں نے اُس کے لیے ایک جگہ مُتعین کر دی اور اُس نے وہاں پہنچ کر اللہ اللہ کا ورد شُروع کر دیا اور میں اُس کو چھپ کر دیکھتا رہا لیکن اُس نے کہا اے ابو علی! مجھے پریشان نہ کرو میں یہ سُن کر وہاں سے واپس آ گیا اور وُہ درویش کچھ دیر وہیں اللہ اللہ کر کے فوت ہو گیا اور جب میں ایک شخص کو اُسکی تجہیز و تکفین کا سامان لینے کے لیے بھیج کر مکان کے اندر واپس آیا تو وُہ مردہ درویش وہاں سے غائب تھا اس واقعہ سے میں حیرت زدہ رہ گیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ الٰہی! تو نے میری ملاقات ایک ایسے اجنبی سے کروائی جو مرنے کے بعد غائب ہو گیا آخر اس میں تیرا کیا راز ہے اس سے مجھ کو بھی مطلع فرمادے۔ غیب سے ندا آئی جو ملک الموت کو تلاش کرنے پر نہ مل سکا تو آخر اس کی جستجو کیوں کرتا ہے اور جو

Marfat.com

ملائکہ اور حوروں کو نہ مل سکا تجھے اُس کی کیوں تلاش ہے میں نے عرض کیا یا اللہ آخر وُہ کس جگہ ہے تو جواب ملا **فِی مَقعدِ صِدقٍ عِندَ مَلِیک مُقتَدِر** (پ ۲۷: ع ۱۰) وہ مجلس صدق میں مقتدر بادشاہ کے پاس ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دُنیا نہ وُہ دُنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

اصفہان میں شیخ علی بن سہلؒ بڑے مشہور و معروف ولی اللہ گزرے ہیں وُہ فرماتے تھے **لَیسَ مَوتی کموت اَحدکُم'' اِنَّما هُوَ دُعاءٌ وَاَجابَة ادعی فا جیب فکان قَالَ یومً قاعداً فِی جَماعته فقال لبیک ووقع میتاً** یعنی میری موت تمہاری جیسی موت نہیں۔ وہ صرف پُکارنا اور قبول کرنا ہے پس ایسا ہی ہوا وُہ ایک روز جماعتِ صوفیہ میں بیٹھے تھے کہ یکا یک انہوں نے لبیک کہا اور مردہ ہو کر گر پڑے (واصل بحق ہوئے)۔

حضور قبلہ عالمؒ نے ایک روز حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے فرمایا اولیاء اللہ کے مزارات پر فاتحہ کیسے پڑھتے ہو۔ انہوں نے عرض کی ایک دفعہ سورہ فاتحہ، تین دفعہ سورہ اخلاص اور اوّل و آخر درود شریف پڑھتا ہوں ۔فرمایا آخر میں سورہ فلق اور سورہ والناس بھی ملا کر ایصال کیا کرو۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۲۳

ایک روز مجلس میں حضرت امام شافعیؒ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا آپ نے صرف تیرہ سال کی عمر میں ہی بیت اللہ شریف میں اعلان فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو اور پندرہ سال کی عُمر میں فتویٰ دینا شروع کیا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ آپ کا بہت احترام فرماتے۔ جب کسی نے یہ اعتراض کیا کہ آپ جیسے اہلِ علم کے لیے ایک کم عُمر شخص کی مداراتِ کرنا مُناسب نہیں تو اُنہوں نے جواب دیا میرے پاس جس قدر عِلم ہے اس کے معانی و مطالب سے وُہ مجھ سے زیادہ باخبر ہے۔ اس کی خدمت سے مجھے احادیث کے حقائق معلوم ہوتے ہیں۔ اگر وُہ پیدا نہ ہوتا تو ہم علم کے دروازے پر ہی کھڑے رہ جاتے اور فقہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند رہ جاتا۔ اس دور میں وُہ اسلام کا سب سے بڑا مُحسن ہے وہ فقہ مُعانی اور علوم لغت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اور حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد کے مُطابق کہ ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ اہلِ علم اُس سے علمِ دین حاصل کریں گے اور اس صدی کی ابتداء امام شافعیؒ سے ہوئی ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی زبیدہ خاتون میں کسی بات پر تکرار ہوگئی تو زبیدہ نے کہا تم جہنمی ہو۔ ہارون الرشید نے کہا اگر میں جہنمی ہوں تو تیرے اُوپر طلاق ہے یہ کہہ کر بیوی سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن محبت کی زیادتی کی وجہ سے جب جدائی کی تکلیف برداشت نہ ہو سکی تو تمام عُلماء کو بُلا کر پوچھا کہ میں جہنمی ہوں یا جنتی؟ لیکن کسی کے پاس اس کا جواب نہ تھا امام شافعیؒ بھی کم سنی کے باوجود ان عُلماء کے ساتھ تھے چنانچہ آپ نے فرمایا اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں اور اجازت کے بعد خلیفہ سے پُوچھا آپ کو میری ضرورت ہے یا مجھے آپ کی؟ خلیفہ نے کہا مجھ کو آپ کی ضرورت ہے فرمایا پھر تم تخت سے نیچے آ جاؤ کیونکہ عُلماء کا مرتبہ تم سے بلند ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے نیچے آکر آپ کو تخت پر بٹھا دیا تو آپ نے

Marfat.com

سوال کیا تمہیں کبھی ایسا موقع بھی ملا ہے کہ گُناہ پر قادر ہونے کے باوجود محض خوفِ الٰہی سے گناہ سے باز رہے ہو۔ اُس نے قسمیہ بیان دیا کہ ہاں ایسے مواقع بھی آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم جنتی ہو۔ جب علماء نے اس کی حجت طلب کی تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ہ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی** (پ ۳۰ ع ۴) اور وُہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بیشک جنت اُس کی جگہ ہے ۔یعنی قصدِ گُناہ کے بعد جو شخص خوفِ خُدا سے گُناہ سے رُک گیا اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

یہ جواب سُن کر تمام علماء نے داد دیتے ہوئے کہا جس کا کمسنی میں یہ عالم ہو خدا جانے جوانی میں اُس کے کیا مراتب ہوں گے ۔امام شافعیؒ سادات کی بہت تعظیم فرمایا کرتے۔ ایک مرتبہ دورانِ تدریس سادات کے چند کم سن بچے نزدیک ہی کھیل کود میں مشغول تھے جب بھی وُہ آپ کے پاس سے گزرتے تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ چنانچہ دس بارہ مرتبہ یہی صورت پیش آئی۔ حاکمِ روم کچھ رقم سالانہ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس بھیجا کرتا تھا ۔لیکن ایک مرتبہ چند راہبوں کو بھیج کر یہ شرط لگادی کہ اگر آپ کے مذہبی عُلماء مناظرے میں ان راہبوں سے جیت گئے پھر تو میں اپنی رقم جاری رکھوں گا ورنہ بند کردوں گا۔ چنانچہ خلیفہ نے تمام علماء کو مجتمع کر کے حضرت امام شافعیؒ کو مناظرہ پر آمادہ کیا اور آپ نے پانی کے اوپر اپنا مصلّی بچھا کر فرمایا کہ یہاں آکر مناظرہ کرو۔ یہ صورت حال دیکھ کر تمام راہب ایمان لے آئے اور جب اس واقع کی اطلاع حاکم روم کو پہنچی تو اُس نے کہا یہ بہت اچھا ہوا کہ اگر وُہ شخص یہاں آجاتا تو پورا روم مسلمان ہو جاتا۔ ایک مرتبہ آپ گزرے ہوئے وقت کی جستجو میں نکلے تو صوفیاء کی ایک جماعت نے کہا کہ گزرا ہوا وقت تو ہاتھ نہیں آتا لہٰذا موجودہ وقت کو ہی غنیمت جانو تو آپ نے فرمایا مجھ کو مُراد حاصل ہوگئی کیونکہ تمام دُنیا کا علم مجھ کو حاصل

Marfat.com

نہیں ہوااور میرا علم صوفیاء کے علم تک نہیں پہنچااور صوفیاء کا علم انھیں کے ایک مرشد کے قول تک نہیں پہنچا کہ موجودہ وقت شمشیر قاطع ہے۔

ایک بزرگ رفیع بن سلیمانؒ نے آپ کے بعد از وصال خواب میں دیکھ کر عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ کیسا معاملہ رہا؟ فرمایا سونے کی کرسی پر بٹھا کر موتی نچھاور کیے گئے اور اپنی رحمتِ بیکراں سے مجھے خاص نوازا۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۲۴

ایک روز اارشاد ہوا ذکر و وظائف اور اسمِ اعظم سے دل تو صاف ہو جاتا ہے لیکن جو پہچانِ حق ہے وُہ کچھ اور چیز ہے۔ اگر دِل کی صفائی ہو جائے اور ساری دُنیا کے حالات نظر آنے لگ جائیں، جو مُنہ سے کہے پُورا ہو، لوگوں کی مُشکل کشائی کرے پھر بھی جو پہچانِ حق ہے وُہ کچھ اور چیز ہے۔

؎ شرطِ اوّل در طریقِ معرفت دانی کہ چیست
ترک کردن ہر دو عالم را و پُشتِ پا زدن

معرفت کے طریقے کی پہلی شرط جانتے ہو کیا ہے۔ دونوں جہانوں کو ترک کرنا اور پُشتِ پاء سے ٹھکرانا ہے۔ اتنے میں ایک صاحب نے میاں محمد دین ساکن ڈنگہ ضلع گجرات کی تصویر پیش کی اور عرض کیا یہ آدمی جس پر توجہ کرتا ہے اُس پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وُہ اپنے کپڑے وغیرہ پھاڑ کر برہنہ ڈھول پر ناچتا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے جب تصویر دیکھی تو فرمایا یہ شخص فقیر تو نہیں البتہ اِس کی آنکھوں میں تاثیر ضرور ہے جو کہ ''شمع بینی'' کا کمال ہے اور یہ سارا اثر اسی وجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر ''شمع بینی'' کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ ہر رات ایک شمع جلا کر صرف ایک گھنٹہ اس کی طرف دیکھتے رہیں اکتالیس دن کے بعد خود بخود آنکھوں میں ایک تاثیر پیدا ہو جائے گی۔ اِسے ''شمع بینی'' کا چلّہ کہتے ہیں جو سراسر کُفر ہے۔

ملک شیر باز (برادر ملک فضل داد) نے عرض کی حضور! کراچی میں ہمارے نزدیک ہی ایک عورت رہتی ہے جو لوگوں سے ان کے دِل کی کیفیت بیان کرتی ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ مُسکرائے اور فرمایا بھلا یہ بھی کوئی فقیری ہے یہ تو ایک شُعبدہ بازی ہے یہ سارا مقام تو ایک

Marfat.com

خاص ترکیب سے چندرات یارحیم یا کریم کا وظیفہ کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر کچھ دیر بعد بڑے جوش وجذبہ اور غلبہ عشق و شوق میں فرمایا یا اللہ! تو نے مجھے بیماری کی زنجیروں سے چارپائی پر باندھ دیا اگر اجازت ہوتی تو جہان کے پیروں کو جو آج کل گدی نشین بنے بیٹھے ہیں بتاتا کہ فقر کیا چیز ہے۔ حضور اکثر فرمایا کرتے فقیری صرف یہی نہیں کہ کسی کے حال سے واقف ہو جانا ،زبان سے جو نکلنا اُس کا فوراً پورا ہونا ،کسی کو مسلمان بنالینا، ہوامیں اڑنا بلکہ فقیری صبر واستقامت کا نام ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا شیخ ابوعبداللہ بلیانی جو کہ شہ منصور حلاجؒ کے برابر کے ولی اللہ ہوئے ہیں فرماتے ہیں دُرویشی صرف شب بیداری ،نماز ،روزہ ،ہی نہیں ہے بلکہ یہ تو بندگی کے اسباب ہیں ۔دُرویشی یہ ہے کہ کسی کو بھی تکلیف نہ دینا اگر تجھے یہ بات حاصل ہوگئی تو واصل بن جائے گا۔ مزید فرمایا خُدا کو جانو اگر خُدا کو نہ جان سکو تو اپنے آپ ہی کو جانو کیونکہ جب تک خود شناس نہ بنو گے خُدا شناس نہ بن سکو گے۔ آپ شاعری سے بھی شغف رکھتے تھے یہ اشعار آپ ہی کے ہیں۔

حقیقت جز خُدا دیدن روا نیست
کہ بے شک ہر دو عالم جز خدا نیست
نہ میگویم کہ عالم او شدہ ! نہ
کہ ایں نسبت باو کردن روا نیست
نہ او عالم شدہ نہ عالم او شد
ہمہ اورا چنیں دیدن خطا نیست

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ فرماتے ہیں بندے اور پروردگار کے درمیان زمین وآسمان اور عرش و

Marfat.com

کرسی پردہ نہیں بلکہ بندے کا غروراور انانیت پردہ ہے اس انانیت اور غرور کے پردے کو اُٹھا دے پھر تو حق تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔ حضور قبلہ عالمؒ اکثر اپنی علاقائی زبان پنجابی میں فرمایا کرتے

"میاں اِس دُرویشاں دے گروہ وِچ لکھ نہ رہے تاں لکھ بچدا اے تے اوہ لکھ جیہڑا بچدا اے اکسیر دا درجہ رکھدا اے"۔

ہمارے حضورؒ عموماً اپنے سرِ انور پر چار کونوں والی ٹوپی زیب فرمایا کرتے کبھی کوئی آدمی اس کے بارے میں وضاحت چاہتا تو یہ شعر پڑھ دیتے

سر برہنہ نیستم دارم کُلاہِ چار ترک
ترکِ دُنیا ، ترکِ عقبیٰ ، ترکِ خود را ، ترکِ ترک

یعنی میں سر سے برہنہ نہیں رہتا بلکہ سر پر چار کونوں والی کُلاہ رکھتا ہوں جو چار اشیاء کے ترک کا درس دیتی ہے۔ پہلا کونہ اعلان کرتا ہے محبتِ الٰہی کے لیے دُنیا کی محبت اپنے دل سے نکال دے دوسرا کونہ اعلان کرتا ہے عقبیٰ یعنی بہشت کی خواہش بھی منشائے ایزدی کے سامنے کوئی وُقعت نہیں رکھتی اسے بھی ترک کر دے تیسرا کونہ اعلان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی جان سے بھی گزر جا یعنی اپنے وُجود کو بھی پسِ پُشت ڈال دے اور چوتھا کونہ اعلان کرتا ہے لفظِ ترک کو بھی ترک کر دے اور سرتاپاء رضائے حق میں سرشار ہو جا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۲۵

ایک روز اِرشاد ہوا شیخ اخی فرج زنجانیؒ کے پاس ایک بلّی تھی۔ جب مہمان آپ کی خانقاہ میں آتے تو وُہ بلی مہمانوں کی تعداد کے اعتبار سے میاؤں میاؤں کرتی یعنی آواز نکالتی۔ اِسی آواز کے مُطابق باورچی خانہ کا خادم شوربے کی دیگچی میں ہر مہمان کے لیے ایک پیالہ فی مہمان کے حساب سے پانی ڈال دیتا تھا۔ ایک دِن مہمانوں کی تعداد اِسکی آواز کے حساب سے بڑھ گئی۔ لوگوں کو تعجّب ہوا کہ آج حساب میں یہ غلطی کیسی ہوگئی۔ اتنے میں وُہ بلّی مہمانوں کے پاس آئی اور ہر ایک شخص کو سونگھنے لگی اور پھر یکا یک اس پر پیشاب کر دیا جب اس کے بارے میں تحقیق کی گئی تو وُہ شخص دین سے بیگانہ تھا اِسی وجہ سے اُسے خانقاہ کے مہمانوں میں شُمار نہیں کیا تھا۔ اسی بلی کے سلسلہ میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک دِن خادم نے دیگ میں کھیر پکانے کے لیے دُودھ ڈالا۔ ایک کالا ناگ اِس دیگ میں گِر گیا۔ بلی نے ناگ کو گِرتے دیکھ لیا وُہ خادم کو خبردار کرنے کے لیے دیگ کے گِرد اگرد پھرنے لگی اِضطراب اور بے چینی ظاہر کر رہی تھی۔ لیکن خادم کسی طرح یہ بات سمجھ نہ سکا اور اُسی طرح کھیر پکاتا رہا اور اس کو بار بار بھگاتا اور جِھڑکتا تھا جب خادم کسی طرح اِس کے اشاروں کو نہ سمجھا تو بلی نے اس دیگ میں خود کو گرا دیا کہ اب تو مہمان اس کھیر کو نہیں کھائیں گے اور پھینک دیں گے۔ بلی دیگ میں گِر کر مَر گئی۔ جب بلی کے مرجانے کے سبب سے کھیر کو پھینکا گیا تو کالا ناگ بلی کے علاوہ اس دیگ میں سے نکلا۔ اس وقت شیخ اخی فرجؒ نے فرمایا کہ اس بلی نے خُود کو دُرویشوں پر قُربان کر دیا اب اس کے اس ایثار کے عوض اسکو قبر میں دفن کرو اور اس کی زیارت کیا کرو۔ کہا جاتا ہے کہ اب تک زنجان میں اس کی قبر مشہور ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

Marfat.com

جھنگ کا ایک سید صاحب ہمیشہ مُرید ہونے کی التماس کرتا اور آپ بھی فرماتے کہ یہ بات تیرے نصیب میں نہیں ہے مگر وُہ جتنا آپ کی محفِل میں حاضر ہوتا اتنا ہی شوق زیادہ بڑھتا آخر ایک روز وُہ اپنی والدہ کو بطور سفارش لایا حضور نے مائی صاحبہ سے فرمایا آپ کو آنا مُناسب نہ تھا کیونکہ یہ بات اس کے نصیب میں نہیں ۔خیر آپ اِس کو کہیں کہ پچھلی رات کو آج فُلاں مقام پر کھڑا ہو۔وُہ عالم شوق میں اول رات ہی سے آکر کھڑا ہو گیا۔جب وقتِ سعید آیا تو اس کو رفع حاجت ہوئی اور وہ ذرا باہر گیا۔ایک کُتا جسے تمام شہر کے کُتوں نے بھگایا ہوا تھا وہاں دم لینے کے لیے آ کھڑا ہوا اتنے میں آپ بھی تشریف لائے جونہی توجہ فرمائی تو اس کتے کی چیخ نکل گئی اور اللہ ہو کا وِرد بزبان جاری ہو گیا۔آپ نے فرمایا افسوس تُجھ سے یہ کُتا اچھا نکلا پھر وُہ کتا جھنگ شہر اور مگھیانہ کے درمیان جہاں مائی ہیر ؒ کا روضہ ہے وہاں پر بیٹھ گیا۔ہندو عورتیں اُس کی منت مانتیں کہ اگر اُنہیں اولاد ہوئی یا حاجت بَر آئی تو وُہ سُلطان باھُو ؒ کے کُتے کو مٹھائی کھِلائیں گی اور اُن کی حاجات پُوری بھی ہوتیں دونوں شہروں کے کُتے اس کے کھانے کے لیے استخواں لاتے اور اس کے آگے رکھ دیتے وُہ خود نہ کھاتا بلکہ اُن میں تقسیم کر دیتا۔

؎ سگِ دربارِ میراں شو چو خواہی قُربِ ربّانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

(اگر قُربِ الٰہی چاہتا ہے تو حضور غوثِ اعظم ؓ کے دَربارِ گوہر بار کا سگ بن جا کیونکہ آپ کے دَر کا سگ شیروں سے بھی افضل و برتر ہے)۔

بعد ازاں فرمایا مولانا علی حیدر ؒ بڑے جید عالم اور شاعر گزرے ہیں جو کہ حضور سُلطان باھُو ؒ کے دستِ بیعت تھے (یاد رہے یہ وُہ علی حیدر نہیں جنکا مزار موضع قاضی غالب (عبدالحکیم) میں ہے اور جنکی سی حرفیاں بڑی مشہور و معروف ہیں)۔مولانا صاحب کے

Marfat.com

مُرید ہونے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ حضور سُلطان ہاتھیوانؒ کے ایک دُرویش کی باتوں پر اُس سے جھگڑ پڑے اور جاہل کہتے ہوئے دھکے مار کر نہ صرف مسجد سے نکال دیا بلکہ مارا پیٹا بھی۔ اُس نے حضور کی بارگاہ میں فریاد کی آپ اس وقت مولانا صاحب کے مسکن کے نزدیک ہی ایک ڈیرہ پر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا جب ہم وہاں سے گزریں تو ہمیں وُہ مولوی دکھانا۔ حضور ہاتھی پر سواری فرماتے تھے۔ ساتھ ساتھ خُدام دوڑتے تھے جب مولانا صاحب کے دولت کدہ (درس) کے پاس سے گزرے تو وُہ دُرویش پُکارا حضور! یہ سامنے جو مولوی کُرسی پر بیٹھا لڑکوں کو پڑھا رہا ہے اِسی نے مجھے مارا پیٹا ہے۔ بس کیا فقیر کا دیکھنا تھا ایسی توجہ فرمائی کہ مولوی صاحب کُرسی سے نیچے گِر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب شاگردوں نے اُستادِ مُحترم کا یہ حال دیکھا تو کتابیں وہیں چھوڑ کر دوڑ گئے۔ حضور تو چلتے رہے لیکن نگاہ اپنا کام کر چکی تھی تیر نشانہ پر لگ چُکا تھا۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ نگاہ کی تیغ بازی وُہ سپاہ کی تیغ بازی

مولانا کو جب ہوش آیا تو جوشِ مُحبت میں اس قدر وارفتہ ہوئے کہ بچشمِ گریاں و دِل بریاں، گریباں چاک دیوانہ وار قافلہء یار کے پیچھے برہنہ پاء دوڑ پڑے اور اپنی کیفیات و واردات قلبی کا اظہار فی البدیہہ ایک رُباعی میں منظوم فرمایا

کجلی بن بن نین سیاہے ہاتھی مست نگاہ وَلے
کُنڈل گھت مُہاوت سوہے دَھت دَھت کرن فناہ وَلے
میری بانہہ ہاتھی دے مِنہ وِچ گرد گرد چُڑے دی گھا وَلے
علی حیدؔرا آکھیں ہاتھی والڑےؒ نوں ساڈی وَت گلی پھیرا پا وَلے

ملفوظ ۔ ۶۲

حضور قبلہ عالمؒ ایک روز ہال کمرہ میں تشریف فرما تھے ۔ موسمِ سرما بعد از نمازِ فجر جب راقم السطور حاضرِ خدمت ہوا تو آپ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی یہ نعت

؎ اج سِک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے

بڑے پُرسوز انداز اور اپنی مخصوص لَے کے ساتھ پڑھ رہے تھے جب نعت شریف ختم ہوئی تو فرمایا آج رات مجھے اپنے ہادی راہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ کی زیارت ہوئی ۔ آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا پیر کرم حسین ! جب پیر اور مُرید ایک جان ہو جائیں تو کیا فرق رہ جاتا ہے ۔ میں نے عرض کیا حضور پھر بھی پیر پیر ہوتا ہے اور مُرید مُرید ۔ جیسے پیر مہر علی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

؎ کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گُستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

آپؒ بہت خوش ہوئے اور فرمایا شاباش بیٹا ۔ تُمہارا جواب صحیح ہے ۔

میرے شیخ کا جس طرح نام سردار تھا اسی طرح ہم عصر اولیاء میں بھی سردار تھے ۔ ایک دفعہ رمضان المُبارک میں حضرت داتا گنج بخش قدس اللہ تعالیٰ روحہٗ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا میں نے رات کے آخری حصہ میں دیکھا کہ حضرت داتا صاحبؒ کی مزار مُبارک شق ہو گئی آپ باہر تشریف لائے اور میرے ساتھ نہایت مُحبت وشفقت بھری گفتگو فرمائی بعد ازاں میرے ہادی راہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ کا تذکرہ ہوا تو حضور داتا صاحبؒ نے فرمایا " کرم حسین ! تمہارے پیر سید سردار علی شاہؒ کا اولیاء اللہ میں یہ مُقام ہے کہ جب وہ

ہماری مجلس مین آتے ہیں تو میں علی ہجویریؒ بھی اُن کے احترام میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ بعد ازاں فرمایا میرے شیخ کے آستانہ پر جو ادب سکھایا جاتا تھا اُس کی مثال ہم نے بہت کم دیکھی ہے۔ آپ کا مُریدا گر باہر کہیں جاتا تو اس کے ادب کو دیکھ کر لوگ جان لیتے اور پُوچھتے کیا تم دہڑ شریف بیعت ہو۔ وُہ دریافت کرتا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو وُہ کہتے ہمیں تیرے ادب نے بتایا ہے ایسا درس ادب صرف وہاں ملتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

ع ادب پہلا قرینہ ہے مُحبت کے قرینوں میں

ایک دفعہ راقم السطور حاضر ہوا تو حضور قبلہ عالمؒ اپنے حُجرہ شریف میں اکیلے ہی تکیہ پر سرِ انور جھکائے جلوہ افروز تھے۔ کُچھ دیر بعد سرِ انور اُٹھا کر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بیٹا! میری ایک بات یاد رکھنا پھر اپنی زبان مُبارک کو دہن سے ذرا باہر نکالا اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت اور انگوٹھے سے پکڑ لیا بعد ازاں چھوڑ کر فرمایا بہشت میں بھی یہی زبان لے جاتی ہے اور دوزخ میں بھی۔ زندگی بھر اپنی زُبان کی حفاظت کرنا یہ ایک ہی لفظ سے محرم کو مجرم بنا دیتی ہے اللہ کریم نے ہمارے بتیس (۳۲) دانت اس زبان کے مُحافظ پیدا فرمائے ہیں جو چیز اتنے پہرہ داروں میں بھی بے لگام یعنی بے نیاز ہو جائے اُسکا تو خُدا ہی حافظ ہے۔ میرے ہادی راہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ فرماتے ہیں۔

سردارںؔ سُخن گیند ہے ، دُنیا مثل دیوار
سوئی منہ پر وَجسی جیسے رنگ کا مار
سردارںؔ سچ سچ بول ، سچ نوں نہیں زوال
بول نوں وچ سچ تول راضی ہوسی ذوالجلال

ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ تصوّف کے چار سلسلے ہیں

Marfat.com

قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی۔ فرمایا یوں کہو محبت کے چار سلسلے ہیں کیونکہ محبت کے حروف بھی چار ہیں (م، ح، ب، ت)۔

سلسلہ قادریہ کے اب دو سلسلے بن گئے ہیں ا۔قلندری ۲۔اعظمی (جنہیں عرفِ عام میں سروری بھی کہتے ہیں) ہمارا سلسلہ قادری قلندری ہے ہم باطنی طور پر شہ منصور حلاجؒ اور شہ شمس تبریزؒ کے پیروکار ہیں لیکن بظاہر اوڑھنا، بچھونا، شریعتِ محمدی ہے یعنی باہر سے مولوی اور اندر سے قلندر ہیں۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۲۷

ایک روز مجلس میں اعتقادِ صادق اور یقینِ کامل کے بارے میں گفتگو ہوئی ۔حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ نے ایک بیمار کے اوپر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اُسی وقت وُہ صحت یاب ہوگیا۔ایک اور آدمی اُس کی بیمار پرسی کے لیے آیا اور پُوچھا کیسی حالت ہے۔کس طرح صحت ہوئی اُس نے کہا حضرت علیؓ آئے تھے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جس سے مجھے صحت ہوئی ابھی بات ختم کرنے نہ پایا تھا کہ پھر وُہی بیماری لاحق ہوئی اور مَر گیا ۔اسکا سبب اُس کی بد اعتقادی تھی آدمی کو ہر بات میں صدق سے کام لینا چاہیے اور نیک عقیدہ رکھنا چاہیے۔اگر بغیر فاتحہ بھی ہاتھ پھیرتے تو شفاء ہو جاتی ویسے سورہ فاتحہ شریف تمام دردوں کی دوا ہے۔

سُلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی دُرویش کو سانپ نے ڈس لیا اُس نے کہا اگر میں شیخ کا سچا مُرید ہوں تو بغیر علاج کے تندرست ہو جاؤں گا اگر عقیدہ سچا نہیں تو میرا مَر جانا ہی بہتر ہے اسکے عقیدے کی برکت سے وُہ تندرست ہو گیا۔حضور نے فرمایا اس دُرویش سے مراد خود سلطان المشائخ تھے۔جن دنوں آپ شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے جا رہے تھے راستے میں ایک سانپ نے ڈس لیا جسکا علاج مندرجہ بالا طریقے سے کیا گیا۔

خواجہ یوسف ہمدانیؒ کا واقعہ بڑا مشہور و معروف ہے کہ ایک روز اُن کا جی چاہا کہ باہر نکلیں چونکہ گوشہ نشینی اُن کی عادت تھی اور جمعۃ المبارک کے علاوہ کسی دِن وُہ اپنے خلوت کدہ سے باہر نہیں آتے تھے اس لیے یہ خواہش اُن پر شاک گزری اُن کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ کہاں جانا ہے یعنی مقام کا اُنہوں نے تعین نہیں کیا تھا۔ چنانچہ وُہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کی باگ چھوڑ دی کہ جہاں خداوند تعالیٰ لے جائے گا وہاں جاؤں گا۔ چنانچہ گھوڑا اُن کو جنگل

Marfat.com

میں ایک غیر آباد مسجد کے دروازے پر لے جا کر کھڑا ہو گیا۔ شیخ نیچے اُترے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنا سر نیچے کئے ہوئے بیٹھا ہے کچھ دیر بعد اُس نے اپنا سر اُٹھایا تو وُہ ایک نوجوان شخص تھا اس کا چہرہ بہت بارُعب تھا اس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے یُوسف! مجھے ایک سخت مسئلہ درپیش ہے اس نے وُہ مسئلہ بیان کیا اور آپ نے اس کو فوراً حل کر دیا بعد ازاں آپ نے فرمایا اے نوجوان جب تمہیں کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوا کرے تو شہر میں آ کر مُجھ سے دریافت کر لیا کرو لیکن مجھے یہاں آنے کی تکلیف نہ دیا کرو یہ سُن کر اُس نوجوان نے کہا اے شیخ جب مجھے کوئی مُشکل پیش آئے گی تو میرے لیے ہر ایک پتھر آپ جیسا (عالم) یوسف بن جائے گا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کسی نے کیا خوب کہا ہے

ع صِدقِ مُرید افضل از مرتبہء پیر

شیخ ابو الحسن سیروانیؒ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں۔ **لَو لَعب الفقیر عشرین سنة ثُمَّ صدق سَاعَة لنجاء**۔ یعنی اگر فقیر بیس (۲۰) سال تک لعب میں رہے پھر وُہ ایک گھڑی سچ بولے تو اس نے نجات پائی پھر اس کی تشریح یوں فرمائی کہ لعب سے مُراد ان کی کھیل کود ہرگز نہیں ہے بلکہ یقین کی کمی ہے اور سچ سے مُراد یقین کامل ہے۔

ایک اور بزرگ نے فرمایا جب مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے اِس میں زیادہ تر وُہ لوگ پائے جو کُوزہ اور گدڑی والے تھے۔ یہ لوگ قلتِ یقین کے باعث مستحق دوزخ ہوئے۔

Marfat.com

ملفوظ۔۲۸

ایک روز برسات کے موسم میں ہمارے گاؤں منگانی شریف آسمانی بجلی گری جس کی زد میں آ کر ایک آدمی کے تقریباً سات آٹھ مویشی ہلاک ہو گئے۔حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اس حادثہ کی خبر سُن کر حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ ربُّ العزت کا فرمان ہے **وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ** (پ۹ ع۱۸) اور اللہ کا کام نہیں کہ اُنہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔لیکن یہ عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟ حضور نے فرمایا یہ تنبیہ ہے اگر عذاب نازل ہوتا تو سارا علاقہ اس کی لپیٹ میں آ جاتا۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذابِ خداوندی نازل ہوا تو زمین کا کوئی حصہ بھی طوفانِ نوح سے محفوظ نہ رہ سکا۔سوائے ان افراد کے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔باقی سب نیست و نابود ہو گئے۔اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر ہوا کا عذاب ہوا تو پوری قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔جبکہ ہمارے گاؤں میں جس آدمی کا نقصان ہوا ہے وُہ پیشہ کے لحاظ سے بیوپاری (مویشیوں کی خرید و فروخت کرنے والا) ہے اور وُہ بیمار مویشی بھی عیب بتائے بغیر دُگنی قیمت پر فروخت کرتا تھا۔

جس جگہ بجلی گری وہاں پر نہ صرف اُس کا مال تھا بلکہ گاؤں کے اکثر مویشی وہیں پر باندھے ہوئے تھے۔اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر یہ بجلی صرف اسی کے مویشیوں پر گرائی تا کہ وُہ سبق حاصل کرے اور آئندہ ایسا کرنے سے گریز کرے۔یہ تنبیہ ہے نا کہ عذابِ الٰہی۔

ایک روز مولوی عبدالرحمٰن سکنہ بستی موضع حویلی لال نے عرض کی آج کل دیوبندی حضرات بڑے عجیب و غریب سوالات کرتے تھے۔مثلاً پیر اپنے مرید کی کیسے مدد کر سکتا ہے؟ اگر مدد مانگنے والے مُرید ایک سے زیادہ ہوں تو پھر امداد کیسے کرے گا؟ اگر پیر سو رہا ہو تو کیسے مدد

Marfat.com

کرے گا نیز ایک ہی وقت میں پیر کتنے مریدوں کی مدد کر سکتا ہے؟

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا یہ سب چیزیں کرامت کی ذیل میں آتی ہیں خرقِ عادت (قانونِ قُدرت اور فطرت کے خلاف انوکھی بات) اگر نبی سے ظاہر تو اُسے معجزہ کہتے ہیں اور اگر ولی سے ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ معجزہ یا کرامت کی ہر چیز جائز ہے اور اس کا انکاری کافر ہوتا ہے کیونکہ معجزہ یا کرامت ایسے فعل کو کہتے ہیں جس کے سامنے عقل عاجز ہو یعنی جو چیز خلافِ فطرت اور عقلِ انسانی سے ماورئی ہو۔

ایک روز گفتگو اس حدیث مبارکہ سے متعلق ہو رہی تھی کہ رسولِ اکرم نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا **اِنَّ بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ تَفَرَّقَتۡ عَلٰی ثِنۡتَیۡنِ وَّ سَبۡعِیۡنَ مِلَّةً وَّ تَفۡتَرِقُ اُمَّتِیۡ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبۡعِیۡنَ مِلَّةً کُلُّهُمۡ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً**

بے شک بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہو گئے تھے اور میری امت کے تہتر گروہ ہو جائیں گے جن میں سے بہتر گروہ دوزخی ہوں گے اور ایک گروہ جنتی ہوگا۔

حضور قبلہ عالمؒ ہنس پڑے اور فرمایا ہمارے لیے تفتَرِقُ اُمّتی یہی کافی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی امت میں تو شامل فرمالیا ہے۔

حضور اکثر خطابِ جمعہ میں فرمایا کرتے لوگو! تمہارے نزدیک اگر اہلِ بیت کا مُحب اگر شیعہ ہوتا ہے تو میں سب سے بڑا شیعہ ہوں کیونکہ شیعہ اس قدر اہلِ بیت کو نہ مانتے ہوں گے جتنا میں اُنہیں مانتا ہوں۔ اگر وہابی ہونا فقط خدا تعالیٰ کے ماننے کا نام ہے تو میں سب سے بڑا وہابی ہوں۔ وہابی اس قدر توحید پرست نہ ہوں گے جس قدر میں ہوں۔ اگر سُنی ہونا سرکارِ دو عالم ﷺ سے والہانہ عشق و محبت رکھنے کا نام ہے تو یاد رکھو سب سے بڑا سُنی بھی میں ہوں۔ ایک دفعہ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں اہل اللہ کے درجات کا ذکر ہوا۔ مثلاً

Marfat.com

نجباء، نقباء، ابرار، اخیاء، ابدال، اوتاد، قطب، غوث، وغیرہا۔ حضورؒ نے فرمایا تمام درجات اپنی اپنی جگہ بجا ہیں مگر میرے نزدیک آج کے دور میں اُس درویش کا مقام بلند ہے جو اللہ کریم کا ذکر کرے یا کسی اور کی زبانی سُنے تو اس کی آنکھوں میں چمک، دِل میں تڑپ اور محبت والفت سے آنسو بہ نکلیں۔ اس کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ پھر قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُھُمْ** (پ۹ ع۱۵) ایمان والے وُہ ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو اُن کے دِل تڑپ تڑپ جاتے ہیں یعنی اللہ کا ذکر دِلوں کو جلا بخشتا ہے، دھوڈالتا ہے، اُجلا کر دیتا ہے۔ تفسیر میں وجلت کا ترجمہ پگھلنا بھی آیا ہے جس کی وجہ سے آنسو بہہ جاتے ہیں۔ ساتھ ہی علامہ اقبالؒ کا یہ شعر پڑھا

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خُداوندی

اور اس کا ترجمہ یوں فرمایا۔ درد، سوز، ہجر، وصال ایک بے بہا خزانہ ہے اس میں اتنی لذت ہے یار کی تڑپ میں اس قدر سوز وگداز اور سرور ہے جس کے سامنے تمام درجات ہیچ ہیں پھر فرمایا ہم سے تو عورتوں کا عشق رکھنے والے بازی لے گئے ہم اتنا بھی نہ کر سکے۔ (فقیر ہمیشہ کسرِ نفسی سے کام لیتا ہے اپنی بڑائی کا ذکر نہیں کرتا، ہمیشہ عاجزی کو اپناتا ہے) مزید فرمایا مُریدا گر اتنی محبت اپنے مُرشد سے رکھے جتنی وہ اپنی بیوی سے رکھتا ہے پھر بھی کامیاب ہو جائے گا۔ یعنی کم سے کم درجہ آپ نے بیان فرمادیا۔

Marfat.com

ملفوظ۔۲۹

ایک روز ارشاد ہوا روزہ رکھ کر غیبت کرنا سگے بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔پھر ایک بوڑھی عورت کا واقعہ بیان فرمایا جس کے پیٹ میں بڑا شدید درد اُٹھا اور اُسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کچھ کھایا ہے اُس نے کہا میں قسم کھاتی ہوں مجھے روزہ ہے اور میں نے کُچھ نہیں کھایا۔آپ ﷺ نے فرمایا تو نے ضرور کھایا ہے۔اپنے حلق میں انگلی مارو اُسے قے آئی تو تازہ گوشت کی بوٹیاں اُس کے پیٹ سے نکلیں۔اُس نے عرض کی حضور ﷺ!میں نے تو کُچھ نہیں کھایا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا تو نے کسی کی غیبت کی ہے۔

اتنے میں برادرم پیر سخی حسین صاحب نے عرض کیا حضورؒ!سُنا ہے گناہ کرنے سے نیکیاں ،نوافل،رکوع وسجود،عبادتیں،ریاضتیں ضائع ہو جاتی ہیں لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جسے کوئی گزند نہیں پہنچتا ۔حضور نے فرمایا میرے شیخ تو فرماتے ہیں

؎ سُن مومن جس مومن ہو کے نئیں ہک پیر بنایا
سڑیں نمازاں روزے عملاں رب دوزخ وچ پایا

بعد ازاں گُفتگو سانپ کے بارے میں ہوئی۔حضور قبلہ عالم نے فرمایا ایک دفعہ میاں فیض احمد کھوجہ کو دہڑ شریف میں سانپ نے ڈس لیا۔سانپ زہریلا تھا لہٰذا فوراً اثر دکھا گیا۔دُرویش اُسے اٹھا کر حضرتِ اعلیٰ دہڑویؒ کے پاس لائے۔وُہ بے ہوش تھا اور اس کے بچنے کی کوئی امید باقی نہ تھی۔آپ نے حضور والد صاحب (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادریؒ) کو طلب کیا اور فرمایا اس کی ایک چیز میں اپنے قبضے میں لیتا ہوں۔ایک تم لے لو۔یعنی روح پر میں توجہ کرتا ہوں اور قلب پر تم کرو۔دیکھتے ہیں زہر کیسے اثر کرتا ہے۔بس یہی

Marfat.com

علاج ہوا ۔فرمایا جاؤ فیض احمد اب خیال بھی نہ کرنا کہ تمہیں سانپ نے ڈسا ہے ۔وہ تندرست ہو کر اُٹھ بیٹھا حالانکہ پہلے بے ہوشی کی حالت طاری تھی ۔کچھ دیر بعد قبلہ والدصاحب کو اجازت ہوئی چونکہ میاں فیض احمد ہی سائیکل پر آپ کو دہڑ شریف سے بلوآنہ شریف لایا کرتا تھا لہٰذا اُس دن بھی میاں مذکور نے حضور کو پیچھے بٹھایا اور سائیکل چلانا شروع کردی۔وہ کہتا راستہ میں ایک نہر کے کنارے پہنچے تو مجھے بڑی پیاس لگی ۔میں نے عرض کی حضور! مجھے بڑی سخت پیاس لگی ہے اگر کہیں سے لسّی مل جائے تو غنیمت ہے ۔آپ ٹھہر گئے اور میں نے کپڑوں سمیت نہر میں چھلانگ لگادی ،خوب نہایا۔اسی دوران ایک آدمی لسّی کا کٹورا لے کر قریب سے گزرا تو حضور نے اُس سے میرے لیے لسّی طلب فرمائی وُہ شخص وہیں بیٹھ گیا اور کٹورا میرے حوالے کردیا۔پیاس اتنی شدید تھی کہ میں نے اکیلے ہی وہ برتن خالی کردیا اور وہاں سے بخیر وعافیت واپس بلوآنہ شریف آگئے ۔

پھر سانپ کے متعلق اپنا خواب سُنایا کہ ایک رات میں بلوآنہ شریف روضہ مبارک کے سامنے چارپائی پر سویا ہوا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری چارپائی کے نیچے سانپ ہے ۔میں اپنی انگشت شہادت چارپائی سے نیچے سانپ کی طرف کرتا ہوں تو وُہ مجھے ڈسنے کی کوشش کرتا ہے اور میں اپنی اُنگلی پیچھے ہٹالیتا ہوں ۔پھر دوبارہ اسی عمل کو دُوہرایا تو سانپ کی طرف سے بھی وہی ردعمل ہوا اس شغل میں تھا کہ میری آنکھ کھُل گئی ۔دیکھا تو واقعی میری چارپائی کے نیچے سانپ تھا اور جیسا میں خواب میں کر رہا تھا وہی عمل بدستور جاری تھا۔یعنی جب میں اس کی طرف انگلی کرتا تو وُہ مجھے ڈسنے کی کوشش کرتا۔الغرض یہ خواب عین حقیقت تھا۔

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضور غوث الاعظمؒ نے بڑی محبت وشفقت سے مجھے اپنے مابین بٹھایا اور بڑی کرم نوازی فرمائی ۔اتنے میں ایک آدمی سیاہ

Marfat.com

رنگت، دراز قد، شکل و صورت سے حبشی حاضرِ خدمت ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا اِسے پہچانتے ہو۔ میں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرا بلالؓ ہے۔ تو میں ادب سے کھڑا ہو گیا اور اُن سے ملا۔ سیّدنا بلال حبشیؓ نے مُجھے گلے لگا لیا۔ میرا قد آپ کے سینہ مُبارک کے برابر تھا۔ جب میرا چہرہ آپؓ کے سینہ فیض گنجینہ سے لگا تو مجھے آپ کے قلب اطہر سے ایسی دلفریب خُوشبو آئی جو بیان سے باہر ہے۔ حتّٰی کہ اس خواب کے بعد بھی ہفتہ بھر مجھے اپنے حُجرہ (جہاں آج کل آپؒ کا مزار پُر انوار ہے) سے وُہ خوشبو آتی رہی اور مجھ پر ایک خاص کیفیت طاری رہی۔

آخر میں ایک بچھو کا واقعہ بیان فرمایا کہ میرے قبلہ والد صاحب سے بلو آنہ شریف کے ایک بلوچ (جس کا میں نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا) نے کہا حافظ صاحب! ویسے تو آپ بڑی لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور بڑے مسائل بیان کرتے ہیں کیا آپ کچھ کر کے بھی دکھا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جاننے والوں کو آزمانا نہیں چاہیے لیکن تُم اگر کُچھ دیکھنا چاہتے ہو تو آزما کر دیکھ لو۔ اُس نے کہا پھر کچھ دکھائیں۔ جہاں آپ کھڑے تھے نیچے زمین میں ایک سوراخ تھا۔ حضور نے کچھ پڑھ کر اس سُوراخ پر پھونک ماردی تو اس میں سے ایک موٹا تازہ بچھو نمودار ہوا۔ آپ نے اُسے پکڑ کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور فرمانے لگے دیکھا! یہ ہمیں ڈنگ نہیں مارتا۔ جب سے ہم نے خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی قائم کی ہے اس کی مخلوق ہماری دوست بن گئی ہے۔ یہ سُن کر اس نے کہا اس بچھو کا تو ڈنگ ہی مرا ہوا ہے۔ اِس نے کیا تکلیف دینی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر ایسی بات ہے تو تم اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر دکھاؤ۔ جونہی اُس نے اپنی ہتھیلی پر رکھا تو بچھو نے ایسا ڈنگ مارا کہ وہ چلا اُٹھا کہنے لگا میرا پُورا بازو سو گیا ہے۔ میں درد سے مر رہا ہوں۔ مہربانی فرماؤ یہ درد دُور کرو۔ آپ نے فرمایا اب سُنا۔ عرض کی اب تو آپ کی آنے والی پُشتوں کو بھی مان لیا۔ مہربانی فرمائیں میں نے جو کُچھ دیکھنا تھا دیکھ لیا

Marfat.com

میری توبہ۔ آپ نے اس کے ہاتھ پر دم کیا تو درد فوراً ختم ہو گیا۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۳۰

ایک روز مجلس میں حضرت امام بخاریؒ سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا امام بخاریؒ کے دادا کا نام ابراھیم بن مغیرہ جعفی تھا جو پہلے مجوسی تھے مگر بعد میں ہماں پایمان والیء بخارا کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور اسی نام سے منسوب ہوئے۔ امام بُخاریؒ کے والد ماجد کا نام اسماعیل اور کنیت ابوالحسن تھی ان کا شُمار بخارا کے مقتدر علمائے کرام میں ہوتا تھا ۔امام بخاریؒ خود اپنی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت عبداللہ بن مُبارک کی صحبت سے فیض یافتہ تھے۔ فتح الباری وغیرہ معتبر کتب تاریخ میں امام بخاری کا سنِ ولادت سنہ ۱۹۴ ہجری لکھا ہے مگر بعض نے سنہ ۱۹۰ ہجری بھی لکھا ہے۔ آپ کا نام نامی محمد اُور کنیت ابوعبداللہ تھی آپ ۱۲ یا ۱۳ شوال المکرّم کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ حافظ ابن حجر کا قول ہے کہ امام بخاری کم سنی میں ہی یتیم ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد کے اتقاء کا یہ حال تھا کہ انہوں نے بوقت وفات فرمایا "میرے مال میں ایک درہم بھی مشتبہ اور مالِ حرام سے نہیں" والد کی وفات کے بعد امام بُخاری اپنی والدہ مُحترمہ کی تربیت سے پرورش پاتے رہے مگر قضائے الٰہی سے بچپن میں ہی نابینا ہو گئے جس کے لیے آپ کی والدہ رو رو کر دُعائیں کیا کرتی تھیں۔ آخر اُنہیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ "تیری دُعا قبول ہو گئی ہے" چنانچہ صبح اُٹھ کر دیکھا تو امام صاحب کی آنکھیں روشن تھیں۔ آپ نے دس برس کی عمر میں حدیث شریف یاد کرنی شروع کی اور گیارہویں سال میں اپنے شیخ (استاذ الحدیث) کی غلطی پکڑی اور سولھویں برس میں مختلف کُتب مثلاً ابن مبارک وکتاب اسامہ وکیل وغیرہ یاد کرلیں اور کتب اصحاب الرائے پر بھی عبور حاصل کیا۔

امام بخاری باوجود محنتی ہونے کے کم خور اور نحیف الجثہ تھے فقط سترہ برس کی عمر میں والدہ ماجدہ اور بڑے بھائی کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے حج سے فراغت کے بعد آپ تحصیلِ

Marfat.com

علم کے لیے وہیں اقامت پذیر ہو گئے چنانچہ آپ کی والدہ اپنے بڑے بیٹے احمد بن اسماعیل کو ساتھ لے کر واپس بخارا آ گئیں جس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کے بھائی انتقال کر گئے۔امام بخاری نے ۱۸ سال کی عمر میں کتاب قضایائے صحابہ وتابعین تصنیف فرمائی بعد ازاں مدینہ شریف تشریف لے گئے۔رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کے پاس بیٹھ کر ''تاریخ کبیر'' تالیف فرمائی۔یہ آپ کا پہلا سفر تھا اگر آپ اس سے کسی قدر پہلے سفر فرماتے تو طبقہ اولیٰ کے مشائخ کے معاصرین بن جاتے یعنی تابعین میں شمار ہوتے لیکن پھر بھی یزید بن ہارون اور ابوداؤد الطیالسی کا زمانہ پا ہی لیا۔

سماعتِ حدیث کے لیے آپ نے بلادِ اسلامیہ کے متعدد سفر کیے چنانچہ امام صاحب خود فرماتے ہیں کہ ''میں نے استفادہ حدیث کے لیے مصر وشام کا دو دفعہ سفر کیا۔چار دفعہ بصرہ کا اور چھ دفعہ حجاز گیا جبکہ محدثین کے ہمراہ کوفہ وبغداد میں آنا جانا شمار نہیں کر سکتا نیز فرمایا کہ میں نے اسّی (۸۰) ہزار اشخاص سے روایت کی ہے جو سب کے سب اصحابِ حدیث تھے

احید بن ابی جعفر والیٔ خراسان روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک دن امام صاحب نے فرمایا اکثر احادیث ایسی ہیں جو میں نے بصرہ میں سُنیں اور شام میں آ کر لکھیں اور جو شام میں سُنیں وہ بصرہ میں آ کر لکھیں۔

سلیم بن مجاہد بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے امام بخاریؒ نے فرمایا میں نے صحابہ کرام کی کوئی حدیث نہیں لکھی مگر یہ کہ میں ان میں سے اکثر کے سنِ وفات اور اور اُن کے مقامات ووطن وغیرہ یاد رکھتا ہوں اور صحابہ وتابعین کی کوئی حدیث ایسی نہیں لکھی جس کی اصل کتاب وسُنت میں نہ ہو۔ایک بزرگ فرماتے ہیں امام صاحب ایک دفعہ ہمارے یہاں تشریف فرما تھے کسی نے کہا میں نے اسحٰق بن راہویہؒ کو یہ فرماتے ہوئے خود سُنا کہ ''مجھے اپنی کتاب میں سے ستر (۷۰) ہزار حدیثیں تو اسوقت یاد ہیں۔'' امام صاحب نے یہ سُن کر فرمایا'' تم ان پر

Marfat.com

تعجب

کرتے ہو بھلا جو شخص دس لاکھ حدیثیں یاد رکھتا ہو (گویا یہ اشارہ اپنی نسبت تھا) اُس پر تمہیں کتنا تعجب ہوگا''۔ آپ کے ہم عصر محدثین میں سے حاشر بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ امام بُخاری ہم لوگوں کے ساتھ مشائخ بصرہ کی مجالس میں جایا کرتے تھے۔ آپ ابھی لڑکے ہی تھے اور لکھتے لکھاتے کچھ نہ تھے آخر ہم نے ایک دن اعتراضاً کہا کہ آپ احادیث کو ضبطِ تحریر میں کیوں نہیں لاتے یہ طریقہ یادداشت صحیح نہیں تو امام صاحب نے فرمایا اچھا آپ لوگوں نے جو کچھ اب تک لکھا ہے وُہ میرے پاس لائیں۔ جب ہم لوگ اپنی اپنی بیاضیں لے کر آئے تو انہوں نے زبانی ہماری بیاضوں سے پندرہ ہزار حدیثیں پڑھ کر سُنا دیں۔

امام بخاری نے تحصیلِ حدیث کے لیے اکثر محدثین دیار و امصار کی طرف سفر کیا یعنی خراسان، جبال، عراق اور حجاز کے شہروں میں گھومتے رہے اور مصر و شام میں جا کر احادیث لکھیں۔ جب آپ بغداد تشریف لے گئے تو علماء فضلاء عصر نے آپ کے علم و فضل اور یکتائے روزگار ہونے کا اعتراف کیا اکثر علمائے بغداد نے امتحاناً سینکڑوں احادیث کے متن و اسناد میں تغیر و تبدل کر کے آپ کے سامنے پیش کرائیں لیکن آپ نے ہر ایک حدیث کے متن و اسناد کی صحت کو نہایت عُمدگی و وضاحت اور تفصیل کے ساتھ علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا جس سے علمائے بغداد دنگ رہ گئے۔ امام بخاری کو شعر و سخن سے بھی خاصی دلچسپی اور عبور حاصل تھا یہ دو شعر آپ ہی کے ہیں۔

اِغتَنِم فِی الفَرَاغِ فَضلَ رُکوعٍ
فَعَسٰی اَن تَکُونَ مَوتُکَ بَغتَۃً
کَم صَحِیحٍ رَأَیتُ مِن غَیرِ سُقمٍ

Marfat.com

ذَهَبَتْ　　نَفْسَهٗ　　الصَّحِيْحَةُ　　فَلْتَةً

(فراغت کے وقت رکوع وسجود کوغنیمت سمجھ۔ مبادا کہ اچانک موت آجائے کیونکہ میں نے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وُہ بغیر کسی بیماری کے اچھے بھلے تھے کہ ناگہاں ان کی جان جاتی رہی۔)

امام صاحب جب واپس بخارا تشریف لائے تو بیرونِ شہر ایک فرسنگ کے فاصلہ پر آپ کے لیے خیمے نصب کیے گئے اور ہر خاص وعام نے آپ کا استقبال کیا۔ امراء نے اس قدر اظہارِ مسرت کیا کہ آپ پر درہم و دینار نچھاور کیے اور آپ ایک مُدت تک بخارا میں قیام پذیر رہے۔ بعد ازاں امیرِ بخارا کے ساتھ آپ ناراض ہو گئے کیونکہ وہ امارت کے گھمنڈ میں آپ سے محض اپنی اولاد کے لیے اپنے محل پر بخاری شریف کا علم حاصل کرنا چاہتا تھا مگر آپ نے انکار فرمادیا۔ اُس نے اسی وجہ سے آپ کو بخارا سے نکال دیا اور امام صاحب بخارا سے خرتنگ چلے آئے جو مضافاتِ سمر قند میں سے ایک قریہ ہے جہاں آپ کے کچھ عزیز و اقارب بھی رہتے تھے۔ چند روز کے بعد آپ جب نمازِ تہجد سے فارغ ہوئے تو یہ دُعا مانگی یا اللہ تیری زمین میرے اُوپر تنگ ہوگئی ہے اب تو مجھے اپنے پاس بُلا لے چنانچہ مہینہ پُورا نہ ہونے پایا تھا کہ شبِ عید الفطر ۲۵۶ ہجری کو وصال فرما گئے اور عید کے روز بعد از نمازِ عصر تدفین ہوئی گویا علمِ حدیث کا یہ آفتاب صرف باسٹھ (۶۲) سال تک زمین کو اپنے نور سے منور کر کے آخر کار غروب ہو گیا۔ امام دارمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مصر وشام اور عراق و عرب میں علمائے حرمین شریفین کو بھی دیکھا ہے مگر امام بُخاریؒ جیسا جامعیت والا کسی کو بھی نہیں پایا۔

Marfat.com

ملفوظ۔۳۱

ایک روز ارشاد ہوا اپنے آپ کو اپنے مُرشد کا ہم شکل بناؤ کہ محبت کا تقاضا بھی یہی ہے ۔قول اور فعل میں یکسانیت پیدا کرو۔ظاہر کو شرع محمدی ﷺ کے سانچے میں ڈھالو تمہارے قلب میں نورانیت پیدا ہو جائے گی اور باطن حقیقت و معرفت کے مطابق ہو۔ جیسے شریعت کے اعمال سے ظاہر صاف و سُتھرا ہو گا ایسے ہی طریقت کے اعمال سے باطن شفاف اور پاکیزگی حاصل کرے گا۔

ضمناً میاں محمد یار نصر نے ایک وظیفہ کے متعلق جو کہ حضور قبلہ عالمؒ نے ارشاد فرمایا تھا عرض کی تو یہ بیت آپ کی زُبان دُرفشاں سے جاری ہوا۔

ے خیر پاوے یا نہ پاوے مرضی اُس دی آپ دی
تو گدائی اُس دے در دی کر دی رہو وِلی نہ ہو

اور فرمایا بعض وظائف کے پڑھنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے یا اگر صحیح بھی ہوں تو کچھ معلوم نہ ہو تو اِس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ وظیفہ مکمل نہیں ہوا بلکہ بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوتا ہے اور آخرت میں اِس کا صلہ عطا ہوتا ہے۔حضور اکثر فرمایا کرتے موجودہ دور بہت نازک ہے جو شخص پانچ وقت کی نماز اور پچھلی رات کا اُٹھنا یعنی نمازِ تہجد باقاعدگی سے ادا کرتا ہے وُہ آج کے دور کا ولی اللہ ہے۔

ے شریعت میں ہو پہلے محکم پسر
تا ہو طریقت کی تجھ کو خبر

حضور قبلہ عالمؒ ایک دفعہ برادرم پیر سخی حُسین اور کافی دُرویشوں کے ہمراہ شیخ محمد شفیع کی دعوت پر "چک گاڈیاں" تشریف لے گئے۔وہاں پر دیگر احباب طریقت حضرت میاں

Marfat.com

بشیر احمد کملانہ، خواجہ قمر الدین صاحب لکھنانہ، پیر لال شاہ صاحب اور حاجی اللہ دتہ گھمنانہ بھی حاضرِ مجلس تھے۔

ارشاد ہوا جب تک مُرید فنا فی الشیخ نہ ہو جائے اُسے کسی کی مجلس میں نہیں بیٹھنا چاہیے لیکن جب فنا فی الشیخ ہو جائے تو وُہ خود پیر کامل ہوتا ہے۔ مرید کو جو گھڑی بھی میسر ہو خواہ ایک منٹ ہی کیوں نہ ہو اپنے شیخ کی خدمت میں گزارے اِس چیز کا خاص خیال رکھے کہ مُسلمان زاہدوں کا قبلہ بیت اللہ ہے، فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے، عرش والوں کا قبلہ عرشِ معلیٰ اور عاشقوں، عارفوں کا قبلہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔

قبلہ ء صورت پرستاں آب و گِل
قبلہ ء معنی شناساں جان و دِل
قبلہ ء عاشق وصالِ بے زوال
قبلہ عارف وصالِ ذوالجلال

بعد ازاں فرمایا عاجزی وانکساری اور مسکینی دُرویشی کی ایک صفت ہے فقیر وُہ ہے جس کی مجلس میں اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے اور دُنیا بھول جائے۔ پچھلی رات کو ذکرِ اسمِ اعظم کی ضرور بلاناغہ مشق کرنی چاہیے کوئی بھی سانس یادِ محبوب سے خالی نہ گزرے

ع یاد باحضور منظور ہووے یاد بے حضور برباد جانی

ذکر باتصور شیخ ذکر بلا فکر سے ہزار گنا بہتر ہے بلکہ بغیر فکر کے ذکر جانوروں کے بولنے کی طرح ہے۔ **الذکر بلا فکر کصوت الکلب** (الحدیث) بے خبری کا ذکر کرنا گویا کُتے کی آواز ہے۔

راقم الحروف نے ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کے مملوکہ کُتب خانہ میں کتاب نفحات الانس (از

Marfat.com

مولٰینا عبدالرحمٰن جامیؒ) ملاحظہ کی جس کے صفحہ نمبر ۶۹۶ پر "مقامِ جمع" سے متعلق کچھ ان الفاظ میں پردہ کشائی کی گئی۔ کہ "بعض عُرفاء فرماتے ہیں جب خداوند جل جلالہٗ اپنی ذات سے کسی پر تجلی فرماتا ہے تو یہ شخص جس پر تجلی کی گئی ہے تمام اشیاء وصفات وافعال کو اس کی ذات وافعال کے لمعات میں فنا پاتا ہے اور اپنے نفس کی نسبت تمام موجودات کے ساتھ ایسی پاتا ہے گویاوُہ ان موجودات ومخلوقات کا مُدبّر ہے اور یہ موجودات اس کے اعضاء ہیں اور اِن موجودات میں سے ہر چیز یہ خیال کرتی ہے کہ میں اسی کے ساتھ اُتری ہوں اور اپنی ذات کو اس کی ذات خیال کرتی ہے اپنی صفت کو اس کی صفت اور اپنے فعل کو اسی کا فعل خیال کرتی ہے اپنی صفت کو اُس کی صفت اور اپنے فعل کو اسی کا فعل خیال کرتی ہے کیونکہ وُہ بالکل عین توحید میں فنا ہو چکی ہے اور انسان کے لیے اس مرتبہ کے وراء اور کوئی مرتبہ نہیں ہے اور کوئی دُوسرا مقامِ توحید نہیں ہے۔ جب روح کی بینائی جمالِ ذات کے مشاہدہ کی طرف منعطف ہو جاتی ہے تو عقل کا وُہ نور جو اشیاء میں فرق کرتا ہے۔ نورِ ذات کے غلبہ میں مستتر ہو جاتا ہے (یعنی چھُپ جاتا ہے) اس وقت قدم، حدوث کا فرق مِٹ جاتا ہے اسی حالت کا نام "جمع" کہا گیا ہے"۔

کتابِ مذکورہ کے حاشیہ پر حضور قبلہ عالمؒ کے دستِ انور سے بطور نوٹ ایک مختصر اور جامع تبصرہ کچھ یوں درج تھا۔

"اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں متصف ہو جانے کو مقامِ جمع فرمایا ہے اور اُس کی ذات میں باقی ہو جانے کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ واللہ اعلم"

خادم الفقراء محمد کرم حُسین قادری غفرلہٗ

سبحان اللہ حضور نے صرف دو سطروں میں مقامِ جمع کا عام فہم اظہار فرمایا بلکہ اس سے آگے ایک اور مقام کا بھی انکشاف فرما دیا گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۳۲

ایک روز اِرشاد ہوا ایامِ طفولیت میں ایک روز سیّدنا اِمام حسنؓ اپنے والد گرامی شیرِ خُدا سیدنا علی المرتضیٰؓ کی گود میں بیٹھے تھے کہ عرض کی ابا جی! آپ کے دِل میں میری محبت ہے فرمایا کیوں نہیں، دوبارہ پوچھا میرے بھائی حُسین کی محبت ہے فرمایا ہاں، پھر دریافت کیا ہماری اماں جان اور نانا جان کی محبت بھی ہے فرمایا کیوں نہیں آخر پوچھا اللہ تعالیٰ کی مُحبت بھی ہے فرمایا ہاں تو حسنِ مجتبیٰ ہنس پڑے اور عرض کی پھر آپ کا دِل ہے یا کوئی سرائے (ہوٹل) دِل میں صرف ایک سے محبت ہوتی ہے۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا

''شیراں دے بچے شیر ہوندے نیں''

اے عکسِ رُخِ تو دادہ نُور بَصرم
تادر رُخ تو بہ نور تومی نگرم

(یہ تیرا عکسِ رُخ میری آنکھوں کا نُور رہے
تا کہ تیرے ہی نور سے دیکھا کروں تجھے)

گفتی منگر بغیر ما ، آخر کو
غیر اَز تو کسے کہ آید اندر نظرم۔

(ہوتا ہے حکم غیر کو دیکھوں نہ میں بھلا
تیرے سِوا بھی آئے گا کوئی نظر مُجھے)

حضرت امیر مُعاویہؓ کے ایک مُلازم نے سیدنا امام حسنؓ سے عرض کی جناب میں مالدار آدمی ہوں مگر میری کوئی اولاد نہیں مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے اولاد بخشے۔ آپ نے فرمایا استغفار پڑھا کرو۔ اس نے استغفار کی یہاں تک کہ کثرت کی کہ روزانہ

Marfat.com

سات سو بار پڑھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے دس لڑکے عنایت کیے۔ یہ خبر حضرتِ امیر معاویہؓ کو ہوئی تو انہوں نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے حضرت امامؓ سے یہ کیوں نہ دریافت کیا کہ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں سے فرمایا۔ دوسری مرتبہ جب اُس شخص کو حضرت امام سے نیاز حاصل ہوا تو اُس کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا تو نے حضرت ہود علیہ السلام کا قول نہیں سنا۔ **یَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ** (پ ۱۲: ع ۵) تم میں جتنی قُوت ہے اُس سے اور زیادہ دے گا۔

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیر النساءؓ، حسینؓ و حسن، مصطفیٰؐ، علیؓ

سیدنا امام حسن کا بہت بڑا لنگر خانہ تھا جہاں انواع و اقسام کے کھانے پکتے اور غُرباء و مساکین کھاتے۔ ایک اجنبی مہمان آپ کے دستر خواں پر کھانا کھا کر مسجد میں گیا تو وہاں دیکھا کہ ایک مردِ خدا جَو کی روٹی کے سوکھے ٹکڑے پانی میں بھگو کر روزہ افطار کر رہے ہیں۔ اس شخص نے عرض کی حضرت یہاں ایک امیر کا لنگر خانہ ہے اور مُسافروں کے لیے صدائے عام ہے آپ بھی چلیے اور کھانا تناول فرمایئے جواب دیا میاں! ہماری قسمت میں تو یہی سوکھے ٹکڑے ہیں پھر وُہ مہمان حضرت امامؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مُسافرِ مسجد کا حال سُنایا اور عرض کی آپ اُس بزرگ کے لیے کھانا مسجد میں بھجوا دیں۔ حضرت امامؓ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا کیا تو نہیں جانتا نہیں! اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا وُہ میرے والد ماجد اسد اللہ الغالب علی ابنِ ابی طالبؓ ہیں۔ یہ سب کُچھ انہیں کے دمِ قدم کی برکت ہے لیکن وُہ سلطانِ تسلیم و رضا اور مردِ میدانِ فقر و غناء ہیں۔ اُن کا کھانا وُہی ہے جو وُہ کھا رہے ہیں۔ کیونکہ دُنیا کا عیش اُنکی نظروں میں ہیچ ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

Marfat.com

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غناء نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوّتِ حیدری

ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہِ اقدس میں حضور پیر سید فضل حُسین شاہ صاحب ابن قطب الاقطاب حضرت سید قطب علی شاہ قادری پیر محلویؒ سے متعلق گفتگو ہوئی۔ حضور نے فرمایا ۔سائیں فضل پاکؒ نوجوانی میں اِس طریقہ یعنی دُرویشی کی طرف مائل نہ تھے بلکہ جاگیرداروں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا تھا اور اُنھیں صُحبتوں کی وجہ سے درویشوں سے نفرت کرتے تھے ۔حضور قُطب الاقطاب کے پاس ہر وقت ڈیڑھ دو سو آدمی مجلس میں موجود رہتے تھے ۔وُہ اکثر عرض کرتے ابا جی! ان لوگوں کو اپنے پاس نہ بٹھایا کریں ہم جاگیرداروں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں لہٰذا وُہ مجھے طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور آپ بھی ہر وقت انہیں کے پاس بیٹھے رہتے ہیں یہ طریقہ اچھا نہیں مجھے بہت کوفت ہوتی ہے۔ایک روز حضور قطب الاقطابؒ نے اُن کی روز روز کی باتوں سے تنگ آکر اپنے نائب مُکرم و خلیفہ اعظم ، شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانیؒ سے فرمایا شیر محمد! ہم نے تو سب کُچھ تمہیں دے دیا اور تُم ایک فضل حُسین کو نہیں سمجھا سکتے کہ ہماری راہ پر آجائے۔سائیں فضل پاکؒ جب گھر سے نکلے تو حضور شیرِ یزدانیؒ نے عرض کیا سائیں میرزا! کبھی ہماری طرف بھی نظرِ کرم فرمالیا کریں۔جب انہوں نے دیکھا تو آپ نے ایسی توجہ فرمائی کہ وہیں گر پڑے۔قلب جاری ہوگیا اور وجدانی کیفیت میں تڑپنے لگے۔نگاہِ ولایت کا یہ اثر ہوا کہ عشق و مستی کی عجیب کیفیت طاری ہوگئی چادر گر پڑی۔حضور قُطب الاقطابؒ نے چادر اُٹھائی اور فرمایا شیر محمدؒ! تو نے تو کمال کردیا۔الغرض سائیں فضل پاکؒ پھر ساری عُمر اِسی وجدانی کیفیت میں رہے حضور شیر یزدانیؒ کے مُرید ہوگئے بلکہ بازُو سے پکڑ کر گھر لے گئے اور تمام اہلِ خانہ کو آپ کا مُرید کروایا۔جب ہر طرف سے ہُو ہُو کی صدائے کیف حضور

Marfat.com

قطب الاقطابؒ نے سماعت فرمائی تو حضور بوہڑ کے نیچے فرطِ مُسرت سے رقص کرنے لگے اور فرمایا واہ شیر محمدؒ! آج تو سندھیلیانوالی کے درودیوار سے بھی ہُوہُو کی آواز آرہی ہے۔ یہ سب حضور شیر یزدانیؒ کا فیضانِ نظر تھا۔

ایک دفعہ سائیں فضل پاک دریائے راوی پر صُبح سے شام تک کھڑے رہے لیکن کوئی کشتی نہ آئی ایک بلوچ نے طنزاً کہا میں اگر حضور قطب الاقطابؒ کا بیٹا ہوتا تو سینکڑوں کشتیاں یہاں موجود ہوتیں۔ آپ جلال میں آگئے اور فرمایا نالائق تو نے مجھے طعنہ دیا ہے اب دیکھتے رہنا اور دُرویشوں سے فرمایا میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ۔ آپ دریا میں اُتر گئے لیکن پانی اس طرح تھم گیا جس طرح کوئی پُختہ سڑک ہوتی ہے۔ آپ نے دریا عبُور فرمایا تو کسی پر ایک چھینٹ بھی پانی کی نہ پڑی۔ آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جناب کے مُریدوں میں ایک دفعہ تین بھائیوں سے اپنی مخالف برادری کے چند آدمی قتل ہو گئے لہٰذا اُن کو پھانسی کی سزا سُنا دی گئی۔ اُن کی عورتیں دربار شریف پر آئیں اور حضور کے قدموں میں گر پڑیں کہ اُن کے سوا اور ہمارا کوئی نہیں آپ مہربانی فرما کر دُعا مانگیں تا کہ وُہ رہا ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اب میں کیا کروں اُنکو تو پھانسی کی سزا بھی سُنا دی گئی ہے لیکن وُہ قُرآن شریف بطور سفارش اُٹھا لائیں اور اپنی چادریں سَر سے اُتار کر آپ کے قدموں پر ڈالیں۔ فرمایا خیر کل وُہ رہا ہو جائیں گے چلو ہم نہ سہی۔ اُسی رات آپ کا وِصال ہو گیا لیکن وُہ تینوں بھائی حضور کی کرامت سے رہا ہو کر آپ کے جنازہ میں شامل ہوئے۔ اُن کی غالباً پانچ چھے مُربع زمین تھی جو اُنہوں نے دربار شریف کے نام وقف کر دی جو انہیں دنوں آپ کے اکلوتے فرزند پیر سید اسرار حسین شاہ صاحب نے فروخت کی ہے۔

حضور قُطب الاقطاب کے ایک اور فرزند بھی تھے جن کا نام سیّد محمد غوث تھا وُہ ابھی بچے تھے

Marfat.com

اور ایک دُرویش انہیں اُٹھائے پھر رہا تھا کہ انہوں نے فرمایا میں نے بیر کھانے ہیں دُرویش نے عرض کی جناب ابھی تو بیروں کا موسم ہی نہیں آیا ۔نزدیک ہی ایک ''کری'' کا درخت تھا انہوں نے اس کی طرف مُخاطب ہو کر فرمایا ''اے کری'' میں نے بیر کھانے ہیں مجھے بیر دے ۔فوراً کری سے بیر گرنے لگے ۔اُنہوں نے بھی کھائے اور اُس دُرویش نے بھی جھولی بھرلی ۔جب حضور قُطب لاقطابؒ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا یہ بیر تو نے کہاں سے لیے ہیں ان کا تو ابھی موسم ہی نہیں آیا اُس نے عرض کی سائیں محمد غوث نے کری کے درخت سے لے کر دیے ہیں ۔حضور نے فرمایا تمام دُرویش جاؤ اور دیکھ آؤ ۔جب سب نے تصدیق کی تو آپ نے فرمایا اس نے ابھی سے یہ کام کرنے شروع کر دیے ہیں لہٰذا سب دُعا کرو کہ میرے اِس بچے نے اپنے نانا ﷺ کی شریعت کا پردہ چاک کیا ہے ۔اب یہ زِندہ نہ رہے ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہیں فرمائے تھے کہ گھر سے خبر آئی کہ سائیں محمد غوث وصال کر گئے ہیں ۔

بعد ازاں فرمایا ۔موجودہ سجادہ نشین دربارِ قُطبیہ سند ھیلیانوالی شریف کی داڑھی نہیں ہے ۔ایک مرتبہ وہاں کا خطیب مُجھ سے ملنے کے لیے یہاں آیا ۔باتوں باتوں میں مجھ سے کہنے لگا پیر اِسرار حُسین شاہ صاحب داڑھی کیوں نہیں رکھتے ۔میں خاموش ہو گیا ۔اُسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ اُنہوں نے مُٹھی بھر داڑھی رکھی ہوئی ہے اور مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں پیر کرم حُسین اب تو لوگوں کو دِکھانے کے لیے داڑھی بھی رکھنی پڑی ہے ۔(یاد رہے آخری عُمر میں حضور پیر سید اسرار حُسین شاہ صاحب نے با قاعدہ داڑھی رکھ لی تھی جس کی تصدیق آپ کی تصاویر سے ظاہر ہے)۔

ایک روز ارشاد ہوا حضور قُطب الاقطاب مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے ۔آپ کی تصنیف ''امدادِ الٰہیہ'' میں بطور ظرافت طبع کئی اشعار موقع کی مُناسبت سے تحریر ہیں مثلاً ۔

Marfat.com

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الایا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

خُود غلط اِملا غلط انشاء غلط
دیکھیے ہوتا ہے اب کیا کیا غلط

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۳۴

ایک روز اِرشاد ہوا۔اے دُرویش! تو جب تک دُرویشوں کی خدمت نہ کرے گا کبھی کسی مقام پر نہیں پہنچ سکے گا۔درویش کو ہرگز غریب نہ کہو

ع اُتوں طبع غریب ہے عاشقاں دی وِچوں رِیس نہ کرن نواب بیلی

درویش کے پیچھے نماز ادا کرو خواہ وُہ جنگل میں ہی کیوں نہ پڑھائے کیونکہ سوائے دُرویش کے بے دلیلی نماز کوئی نہیں پڑھ سکتا۔حضور اکثر فرماتے اے لوگو! پہلے انسان بنو۔پھر مُسلمان بنو پھر دُرویش بنو۔

حاجی مبارک علی نثار نے ایک روز عرض کی حضور دُرویش کِسے کہتے ہیں؟ فرمایا ایک ہوتا ہے دَرویش اور ایک ہوتا ہے دُرویش۔دَر کے معنی ہیں دروازہ اور ویش کے معنی ہیں کاروبار کرنے والا۔تو دَرویش کا معنی ہوا دروازے کا کاروبار کرنے والا۔یعنی دَردَر بھیک مانگنے والا۔اور دُر کا معنی ہے موتی، ہیرا، جواہرات وغیرہ کا کاروبار کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ کے ذِکر کو ہیرے سے تشبیہ دی۔اور جو بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے وُہ گویا ہیرے موتیوں کا کاروبار کرنے والا ہے۔اِس لیے اُسے دُرویش کہتے ہیں۔

ے ز پادشاہ و گدا فارِغم بحمد اللہ
گدائے خاکِ درِ دوست بادشاہِ من است

(میں الحمدللہ ہر بادشاہ و گدا سے فارغ ہو گیا ہوں۔میرے دوست کے آستانہ کی خاک کا گدا ہی میرا بادشاہ ہے)۔

حدیثِ پاک میں ہے **عَنْ اَسمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم **يَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيَارِكُمْ قَالُوْ بَلٰى يا رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

قَالَ خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰه (رواہ ابن ماجہ و مشکوۃ)

حضرت اسماء بنتِ یزیدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کیا میں تُم کو تُم میں سے اچھے لوگوں کا پتہ نہ بتاؤں ۔ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فرمایا تُم میں اچھے لوگ وُہ ہیں کہ جب اُن کا دیدار کیا جائے تو اللہ یاد آ جائے ۔ چُنانچہ مست بادہ قیوم حضرت مولینا رومؒ فرماتے ہیں ۔

گر تو سنگِ خارہ و مرمر بوی
گر بہ صاحب دِل رسی گوہر شوی

(اگر تو سخت پتھر اور سنگِ مرمر بھی ہو تو اگر کسی صاحب دل کے پاس پہنچے تو گوہر بن جائے) ۔

یک زمانہ صُحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(اولیائے کرام کی ایک گھڑی کی صُحبت سَو سالہ بے ریا طاعت سے بہتر ہے)

صحبتِ صالح تُرا صالح کُند
صُحبت طالع تُرا طالع کند

(نیکوں کی صُحبت تجھے نیک اور بروں کی صحبت تجھے بُرا بنا دے گی)

قال را بگزار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

(قیل و قال چھوڑ دے اور مردِ حال بن جاؤ لیکن یہ نعمت اس وقت ہاتھ لگے گی جب کسی مردِ کامل کی صحبت اختیار کرو گے)

Marfat.com

حضور فیضِ صحبت کے بارے میں یہ مثال دے کر بھی سمجھایا کرتے کہ دیکھو! یہ دُرویش مجھے پنکھا جھل رہا ہے اس کا مقصود صرف مجھے ہوا پہنچانا ہے لیکن جو لوگ میرے قریب بیٹھے ہیں وُہ بھی ہوا سے مستفید ہو رہے ہیں۔ یعنی میری قُربت کی نسبت کی باعث جو فائدہ مجھے مل رہا ہے انہیں بھی پہنچ رہا ہے۔

حضور اکثر گلستانِ سعدی کی یہ حکایت بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اپنی مخصوص لَے میں پڑھا کرتے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم

(ایک دن حمام میں ایک خُوشبودار مٹی میرے ہاتھ میں ایک محبوب کے ہاتھ سے آئی)

بدو گُفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم

(میں نے کہا تو مُشک ہے یا عبیر ہے کیونکہ میں تیری دِل کش خوشبو سے مست ہوں)۔

بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مُدتے با گُل نشستم

(اُس نے کہا میں ایک ناچیز مٹی تھی لیکن ایک زمانے تک میں پھول کے ساتھ رہی)

جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(ساتھی کے حسن نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں)۔

ایک روز گفتگو صبر و تحمل اور غصہ پر ضبط و برداشت کے متعلق ہوئی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا

Marfat.com

ایک مرتبہ کسی یہودی کے مکان کے قریب حضرت مالک بن دینارؒ نے کرایہ پر مکان لے لیا۔آپ کا حُجرہ یہودی کے دروازہ سے متصل تھا چنانچہ یہودی نے دُشمنی میں آکر ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعے پُوری غلاظت آپ کے مکان میں ڈالتا رہتا اور آپ کی نماز کی جگہ نجس ہو جایا کرتی۔ بہت عرصہ تک وُہ یہ عمل کرتا رہا لیکن آپ نے کبھی بھی شکایت نہ کی۔ایک دِن اُس یہودی نے خود ہی آپ سے عرض کیا کہ میرے پرنالہ کی وجہ سے آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں۔آپ نے فرمایا پرنالہ سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو جھاڑو لے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں۔اس لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ یہودی نے عرض کیا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی غصہ نہیں آیا۔فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ جو لوگ غُصہ پر قابو پا لیتے ہیں نہ صرف اُن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ اُنہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ سُن کر یہودی نے عرض کیا کہ یقیناً آپ کا مذہب بہت عُمدہ ہے کیونکہ اس میں معاندین کی اذیتوں پر صبر کرنے کو اچھا کہا گیا ہے اور آج میں سچے دِل سے اِسلام قبول کرتا ہوں۔

بعد ازاں فرمایا آدمی کی اصل پانی اور خاک سے ہے جس پر پانی غالب ہے اگر وُہ لطف و ریاضت سے جمال کے دیکھنے میں خود پسندی سے کام لے تو وُہ مقصود حاصل نہیں کر سکتا اور جس پر خاک غالب ہو تو سختی کے وقت وُہ نیک پایا جاتا ہے تاکہ کسی کام کے لائق ہو جائے۔ حضور اکثر فرمایا کرتے۔ دُرویش یہاں اپنا غصہ مٹانے کے لیے آتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اِن کا غُصہ یہاں اور کیوں بڑھ جاتا ہے۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ٣٤

حضور قبلہ عالمؒ ایک روز مدرسہ قرآن محل میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک جنازہ بستی یمین آباد سے نمودار ہوا جو قبرستان سلطان شاہ جا رہا تھا جب وُہ نزدیک آیا تو ہمیں ارشاد ہوا جنازہ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ کیونکہ میت کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں ہم نے تعمیل ارشاد کی جب وُہ جنازہ آگے گزر گیا تو ہمیں بیٹھنے کا حکم ملا۔ حضور جنازہ کو دیکھ رہے تھے اور بڑے پُرسوز انداز کے ساتھ اپنی مخصوص لَے میں آہستہ آہستہ مرزا غالب کی یہ غزل پڑھ رہے تھے۔

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وِصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
غم اگرچہ جاں گُسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دِل ہے
غمِ عشق گر نہ ہوتا غمِ روزگار ہوتا
ہوئے مَر کے ہم جو رُسوا ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کہیں جنازہ اُٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ تیرا کلام غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

بعد ازاں فرمایا غالِب دُرویش آدمی تھا اور آخری مُغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ کا ابراہیم ذوقؔ کے بعد اُستاد مُقرر رہا۔ ایک روز بادشاہ نے ناراض ہوکر دربار سے نکال دیا تو غالب نے کہا جن محفلوں میں ہم نہیں ہوں گے وُہ زیادہ دیر قائم نہیں رہیں گی۔ پس اِسی طرح ہُوا اور چند ہی مہینوں میں سلطنتِ مُغلیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اتنے میں شہر کی ایک مسجد میں اعلان ہُوا

Marfat.com

کہ فُلاں آدمی باقضائے الٰہی فوت ہوگیا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے آہ بھری اور فرمایا کرم حُسین! ایک دِن تیرا بھی اسی طرح اعلان ہوگا کہ فُلاں کا بیٹا اور فُلاں کا باپ آج باقضائے الٰہی فوت ہوگیا ہے حضور کے بیان پر مجلس میں سکُون چھا گیا اور حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ اکثر ابراہیم ذوقؔ کے یہ اشعار بھی پڑھا کرتے

لائی حیات آئے قضا نے چلی چلے
اپنی خُوشی سے آئے نہ اپنی خُوشی چلے
اچھا تو ہے کہ دُنیا میں ہرگز نہ دِل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دِل لگی چلے

حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ عَمرِو بنْ مَیمُونؓ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لِرَجُلٍ وَ هُوَ یَعظُہٗ اغتَنِم خَمساً قَبلَ خَمسٍ شَبابکَ قَبلَ هَرمِکَ وَ صِحّتکَ قَبلَ سَقمِکَ وَ غِنَائکَ قَبلَ فَقرِکَ وَ فَراغتِکَ قَبلَ شُغلِکَ وَ حَیوٰتکَ قَبلَ مَوتِکَ (رواہُ الترمذیؒ)

حضرت عُمر بن میمونؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت شُمار کرو۔

بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، افلاس سے پہلے خُوشحالی کو، مشاغل سے پہلے فراغت کو، موت سے پہلے زندگی کو۔

حضور نے فرمایا ایک دِن بلوآنہ شریف میں نے کتاب ''موت کا منظر'' پڑھی اس میں سکراتِ موت کے بارے میں جب احادیث اور واقعات پڑھے تو بہت گھبرایا اور مجھے دل میں خوف سا محسوس ہونے لگا۔ میرے مُنہ سے بے اختیار نکلا کہ خُدا جانے فرشتہ اجل

Marfat.com

ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا رات ہوئی تو میں اکیلا مسجد کے ساتھ اپنے حجرہ میں لیٹا ہوا تھا اور پوری طرح بیدار تھا۔ اچانک حجرہ کا دروازہ کھل گیا حالانکہ میں نے اندر سے کنڈی لگا رکھی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نمودار ہوا جو درویش ممند خان کا ہم شکل تھا میں نے پوچھا کون ہو تو اس نے بڑی عاجزی سے جواب دیا جناب میں عزرائیل ہوں۔ عزرائیل کا نام سنتے ہی میرے دل میں خیال آیا کہ شاید میرا آخری وقت آ پہنچا ہے لیکن عزرائیل فوراً ہی بولا "جناب مجھے حضور غوث الاعظمؓ نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے آج میرا روحانی فرزند موت سے گھبرا گیا ہے۔ جاؤ اسے ملو اور تسلی دو"۔

پھر کہا جناب! اللہ کے بندوں کے قلوب میں جو نور ہوتا ہے فرشتے بھی اس سے ڈرتے ہیں اور ان کے مریدین کی روحیں ان کی اجازت کے بغیر قبض نہیں کرتے یہ الفاظ کہے اور غائب ہو گیا۔

بعد ازاں گفتگو بیمار پرسی کے بارے میں ہوئی۔ ارشاد ہوا مشائخ فرماتے ہیں بیمار پرسی کی شرط یہ ہے کہ جب کوئی بیمار ہو تو تین دن کے بعد اسکی بیمار پرسی کو جانا چاہیے۔ جب اسکے پاس جائیں تو اسے نصیحت کریں کہ جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں فرماتا اسے بیماری لاحق نہیں ہوتی۔ یہ سعادت صرف اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جسے بیماری میں مبتلا کرتا ہے۔ بیماری دراصل گناہ کا کفارہ ہے۔

پھر فرمایا جب بیمار کے پاس جائیں تو اسے صدقہ دینے کی ترغیب دیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ دینے سے صاحبِ صدقہ سے بلا ٹل جاتی ہے اور ثواب میں بھی کمی نہیں آتی۔ صدقہ سے غضب الٰہی فرو ہو جاتا ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اس کا عوض بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

شیخ عبداللہ دوئیؒ ایک بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں وہ قرآن مجید بڑے ذوق وشوق

Marfat.com

سے پڑھتے بھی اور سماعت بھی فرماتے۔ اکثر جب زکوٰۃ یا صدقہ کی آیات پر پہنچتے تو بہت خوش ہوتے اور جو کچھ اُن کے پاس ہوتا وُہ نکالتے اور کسی خادم سے کہتے اس کو دروازے پر رکھ کر واپس آجاؤ تاکہ جو شخص گزرے وُہ اس کو اُٹھالے۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۳۵

ایک روز مجلس میں پیرانِ پیر دستگیر محبوبِ سُبحانی، غوثِ صمدانی حضور سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ النورانی سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔

حضور قبلہ عالم نے فرمایا۔ آپ کا اسمِ گرامی عبدالقادر، کُنیت ابو محمد، لقب محی الدین اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف سے خطاب غوث الاعظم ہے آپ کے والد ماجد کا نام نامی سید ابو صالح موسیٰؒ اور والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی سیدہ فاطمہ ام الخیرؒ ہے۔ آپ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حُسینی تھے۔ مولانا جامی قدس سرّہ السّامی کیا خوب فرماتے ہیں۔

آں شاہِ سرافراز کہ غوث الثقلین است
در اصل صحیح النسبین از طرفین است
از سُوئے پدر تا بہ حسنؓ سلسلہء اُو
وز جانبِ مادر دُرِ دریائے حسینؓ است

(وُہ تاجدارِ سربلند جنہیں غوث الثقلین کہا جاتا ہے اصل میں طرفین سے صحیح النسب سید ہیں ۔ باپ کی طرف سے اُنکا سلسلہءِ نسب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تک پہنچتا ہے اور والدہ کی جانب سے وُہ امام حسینؓ کے بحر کا گوہر ہیں)۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان کے مہینے میں دن میں کبھی دودھ نہیں پیتا تھا۔ ایک بار رمضان المبارک کا چاند بادلوں کی وجہ سے نظر نہ آیا۔ لوگوں نے دُوسرے دِن آپ کی والدہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آج عبد القادر نے دودھ نہیں پیا ۔ آج رمضان کا دِن ہے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی وُہ

Marfat.com

روزے کا دن تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۱ ہجری بمطابق ۱۰۷۸ء میں ہوئی اور وصال باکمال ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ ہجری بمطابق ۱۱۶۵ء میں ہوا۔ حضور فرماتے تھے میں ابھی کم سن تھا کہ عرفہ کے دن جنگل کی طرف نکلا اور گشاہ ورزی کے لیے ایک گائے کی دُم پکڑ لی تا کہ اس کو ہل میں جوت کر کھیت میں ہل چلایا جائے۔ اس وقت گائے نے منہ پھیر کر کہا یا عبدالقادر مالھذا خلقت ولا بھذا اُمرت یعنی" اے عبدالقادر! تم اس لیے پیدا نہیں کیے گئے ہو اور نہ اس کا حکم ہوا ہے"۔ میں یہ آواز سن کر ڈر گیا اور اس کو چھوڑ کر واپس آ گیا پھر میں اپنے بالا خانہ پر چڑھ گیا تو میں نے حاجیوں کو دیکھا کہ عرفات کے میدان میں کھڑے تھے۔ میں اپنی والدہ کے پاس آیا اور اُن سے عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے کام کے لیے چھوڑ دیجیے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں حصول علم کے لیے بغداد جاؤں تحصیل علم کروں اور وہاں کے بزرگوں کی خدمت میں رہوں۔ والدہ محترمہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں ایسا کیوں کر رہا ہوں تو میں نے اپنا مقصد بتا دیا وہ سن کر رونے لگیں پھر اُٹھ کر گئیں اور اسی (۸۰) دینار نکال کر لائیں اور مجھ سے کہا کہ یہ تُمہارے والد کی میراث ہیں۔ چالیس دینار تو تُمہارے بڑے بھائی کے ہیں وہ انہوں نے نکال لیے اور باقی چالیس دینار میرے جامہ میں بغل کے نیچے سی دیے اور مجھ کو سفر کی اجازت دے دی اور مُجھ سے عہد لیا کہ ہر حال میں سچ بولوں گا۔ وہ مجھے رُخصت کرنے کے لیے دروازے تک تشریف لائیں اور فرمایا کہ اے فرزند! جاؤ خدا کے لیے میں تم سے تعلق منقطع کرتی ہوں اب قیامت تک میری تمہاری مُلاقات نہیں ہو سکے گی۔

میں ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ گیلان سے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہم لوگ جب ہمدان سے آگے بڑھے تو ساٹھ سواروں کا ایک گروہ کمین گاہ سے نکل آیا اور انہوں نے

Marfat.com

ہمارے قافلے کو گھیر لیا۔ وُہ لوگ لُوٹ مار کرتے رہے لیکن مجھ سے کسی نے کچھ تعرض نہ کیا۔ آخر میں ایک ڈاکو نے مُجھ سے کہا کہ اے فقیر! تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اُس نے کہا کہاں ہیں؟ میں نے کہا میرے کپڑے میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ وُہ یہ سمجھا کہ میں اس سے یونہی تفریحاً کہہ رہا ہوں پس وُہ مجھے چھوڑ کر دُوسرے شخص کے پاس چلا گیا پھر دوسرا ڈاکو آیا اُس نے بھی یہی سوال کیا اور میں نے پھر وُہی جواب دیا وہ بھی میری بات کو ہنسی سمجھا جب وُہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے تو جو کچھ مجھ سے سُنا تھا اُس سے کہا۔ ڈاکوؤں کے سردار نے مجھے بُلایا اور مجھے اس ٹیلے پر لے گئے جہاں لوٹ کا مال تقسیم ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر مُجھ سے پوچھا کہ تُمہارے پاس کچھ مال ہے میں نے کہا ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ کہا وُہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میری بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہیں تب اُس کے حُکم سے میرا لباس پھاڑا گیا تو جیسا میں نے کہا تھا ویسا ہی پایا (چالیس دینار وہاں سے نکلے) سردار نے مُجھ سے کہا کہ ایسی کیا وجہ تھی کہ تم نے اس مال کا اقرار کیا۔ میں نے کہا میری والدہ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ "سچ بولنا" اس لیے میں نے اس عہد میں خیانت نہیں کی اور سچ بات تُم کو بتا دی۔ یہ سُن کر وُہ سردار رونے لگا کہ حیف ہے میں اتنی مدت سے اپنے پروردگار سے خیانت کر رہا ہوں۔ پھر اُس سردار نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور یہ دیکھ کر اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ تُم اس لوٹ مار میں بھی ہمارے سردار تھے اب اس توبہ میں بھی ہمارے سردار ہو۔ پس سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور قافلے والوں کا جو سامان لوٹا تھا سب اُن کو واپس کر دیا۔ یہ لوگ میرے ہاتھ پر توبہ کرنے والوں میں سے سب سے پہلے لوگ تھے۔ بعد ازاں گفتگو آپ کی کرامات سے متعلق ہوئی ارشاد ہوا حضور غوثِ پاک ایک روز وعظ فرما رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور مجمع اُکھڑنے لگا۔ حضور نے چہرہ اوپر اُٹھایا اور

Marfat.com

فرمایا میں تو لوگوں کو جمع کرتا ہوں تا کہ تیری معرفت کا راستہ دکھاؤں اور تو ان کو متفرق کر رہا ہے حضور کا یہ کہنا تھا کہ بارش اس جگہ رُک گئی اور مجلس کے باہر مینہ برستا رہا ۔ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ یکا یک چند قدم فضا میں بلند ہوئے اور فرمایا اے اسرائیلی ! کچھ دیر ٹھہرو اور محمدی کا کلام سُنو ۔ یہ کہہ کر اپنی جگہ پھر واپس آ گئے ۔لوگوں نے دریافت کیا یہ کیا معاملہ تھا۔آپ نے فرمایا کہ ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام ہماری مجلس وعظ سے عجلت کے ساتھ گزر رہے تھے لہٰذا میں چند قدم ان کی طرف گیا اور جو کچھ کہا وہ تم لوگوں نے سُنا ۔

آپ کے ایک خادم سے منقول ہے کہ مہمانوں پر خرچ کرنے کے باعث حضور پر ڈھائی سو دینار (اشرفیاں) قرض ہو گیا تھا۔ایک روز ایک شخص جسے میں پہچانتا تھا حضور سے اجازت حاصل کیے بغیر آپ کی خدمت میں آ کر بیٹھ گیا اور کچھ دیر آپ سے باتیں کرتا رہا اور بقدر قرض سونا نکال کر خدمتِ اقدس میں پیش کیا اور کہا یہ آپ کے قرض کی ادائیگی کے لیے ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا تو حضور نے مجھے حکم دیا کہ یہ سونا قرض خواہوں کو دے دیا جائے۔ پھر مجھ سے فرمایا یہ شخص صیر فی قدر (قضا و قدر کا صراف) تھا میں نے عرض کی یہ کون ہوتے ہیں؟ فرمایا صیر فی قدر ایک فرشتہ ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے اولیاء اللہ کے پاس بھیجا جاتا ہے تا کہ اُن کے قرض کو ادا کر دے۔

نقل ہے رمضان کے مہینے میں اتفاقاً ستر (۷۰) آدمیوں نے آپ کو ایک ہی روز الگ الگ اپنے گھروں میں روزہ افطار کرنے کی دعوت دی ۔آپ نے ہر ایک کی دعوت کو قبول کیا۔ لہٰذا جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے ہر ایک کے گھر جا کر افطاری کی اور اسی وقت اپنے گھر بھی افطاری کی ۔ یہ خبر بغداد میں پھیل گئی ۔آپ کے ایک خادم کے دِل میں خیال آیا کہ حضور تو اس وقت اپنے گھر سے ہی نہیں نکلے تو اتنے لوگوں کے گھروں میں جا کر ایک ہی وقت میں افطاری کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔آپ نے اُس کے دِل کی بات پر مُطلع ہو کر

Marfat.com

فرمایا یہ سچ ہے کہ میں نے ایک ہی وقت میں ستر (۷۰) آدمیوں کے گھروں میں الگ الگ جا کر افطاری کی اور اسی وقت میں نے اپنے گھر میں بھی افطاری کی۔

امام عبداللہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کا قول ہے" جس مُسلمان نے میرا چہرہ دیکھا یا میرے مدرسہ میں آیا اُسے قبر اور قیامت کے عذاب سے نجات حاصل ہو جائے گی"۔ ہندوستان میں ایک دُرویش نے کہیں سے یہ بیت سُنا

سگِ دربارِ میراں شو چو خواہی قُربِ ربّانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

(اگر قُربِ الٰہی چاہتا ہے تو حضور غوثِ پاک کے دربار کا سگ بن جا کیونکہ آپ کے در کا سگ شیروں سے بھی افضل و برتر ہے)۔ اُسے بہت پسند آیا وُہ بڑے ذوق وشوق سے ہفتہ بھر یہ بیت پڑھتا رہا۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضور غوثِ پاک سے والہانہ عشق ومُحبت کی بدولت ساتویں روز اُسے ولی اللہ کے مقام پر فائز فرمایا۔ حضور قبلہ عالمؒ کتاب" فیض سُبحانی" (مواعظِ حسنہ حضرت غوث اعظمؓ) کے بارے میں ہمیشہ تلقین فرماتے کہ ہر دُرویش کے گھر میں ضرور ہونی چاہیے۔ اگر کسی وقت کوئی مُشکل درپیش ہو تو اس سے رہنُمائی حاصل کیا کرو۔ یعنی جب کوئی مُشکل پیش آئے تو بعد از نمازِ عصر اس کتاب کو پڑھے فوراً مُشکل حل ہو جائے گی اور دِن بھر کے حالات بھی تُمہارے سامنے عیاں ہو جائیں گے۔ پیر شفیع حُسین صاحب سے منقول ہے کہ حضور قبلہ عالمؒ کا ابتداء میں معمول تھا ستائیس رمضان المُبارک کو حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزارِ اقدس پر حاضری کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

ایک دفعہ لاہور جانے کے لیے آپ کے پاس کرایہ نہ تھا حضور نے فرمایا آج لاہور بھی جانا تھا اور جیب میں پیسہ تک نہیں۔ پھر فرمایا جاؤ کتاب فیض سُبحانی لے آؤ۔ دیکھتے ہیں حضور غوثِ اعظمؓ کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ حسبُ الارشاد میں نے کتاب لا کر آپ کی خدمت

Marfat.com

میں کھولی تو سامنے یہ فرمان لکھا ہوا تھا" اے بیٹے جس چیز کا تُو نے ارادہ کیا اُٹھ اُس پر عمل کر اور چل پڑ"۔ مجھے فرمایا بس کتاب بند کر دو اور مجھے ہسپتال موچیوالہ چھوڑ آؤ۔ میں نے عرض کیا حضور! پیسوں کا بندوبست تو ابھی ہُوا نہیں۔ ارشاد فرمایا حضور غوث اعظمؒ نے فرمایا نہیں۔ اُٹھ اور چل پڑ لہٰذا میرا کام ہے اِس پر عمل کرنا اور حضور چل پڑے۔ ہم جونہی بلوآنہ شریف سے باہر پہلی پُلی (ماہلے کی پُلی) پر آئے تو سامنے سے ایک آدمی آ رہا تھا۔ اُس نے حضور کو دیکھا تو عرض کی جناب ذرا ٹھہریے میری عرض سُنتے جائیں۔ حضور ٹھہر گئے۔ اُس نے عرض کیا میں نے حضور غوث اعظمؒ کے نام کا ایک کٹا (بھینس کا بچہ) رکھا ہُوا تھا تا کہ فروخت کر کے وسیع پیمانے پر گیارہویں شریف کا اہتمام کروں۔ وُہ میں نے فروخت کر دیا اور ابھی پروگرام کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ آج رات مجھے حضور غوثِ اعظمؒ سرکار کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا گیارہویں شریف کے لیے جو تُو نے کٹا بیچ کر پیسے رکھے ہوئے تھے وُہ فوراً کرم حُسین کو بلوآنہ شریف دے آؤ۔ میں نے تُمہارا نذرانہ قبول کیا۔ جناب میں تو اِس خُوشی میں رات کو سو بھی نہ سکا۔ یہ نذرانہ قبول فرمایئے۔ حضور قبلہ عالمؒ مُسکرائے اور ہم سے فرمایا دیکھا میرے شیخ نے کرایہ کا بندوبست کس طرح فرمایا ہے۔ راقم السطور عرض رساں ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

زمانے میں اگر دیکھی تو شانِ قادری دیکھی
نبوت کے گلستاں میں ولایت کی کلی دیکھی
تیرے دربار پر یہ بات میں ابنِ سخی دیکھی
اِدھر فریاد میں نے کی اُدھر بگڑی بنی دیکھی

حضور قبلہ عالمؒ کو اس قدر حضور غوثِ اعظمؒ سے والہانہ عشق و محبت تھی کہ آپ کے وصال

Marfat.com

سے متعلق مُختلف تواریخ کا بھی اکرام فرماتے۔عام رائج الوقت مشہور و معروف تاریخ وصال یعنی ۱۱ ربیع الثانی کی نسبت سے ہر ماہ دربار شریف پر بڑے اہتمام کے ساتھ گیارہویں شریف کا ختم دلواتے۔جبکہ بعض کُتبِ اکبر مثلاً ''مفتاح الاخلاص'' از حضرت سیّد مُحمد غوث گیلانی اُچویؒ (م: ۸۹۴ ہجری)، ''تحفۃ القادریہ'' از شاہ ابوالمُعالی قادری لاہوری (م:۱۰۱۱ ہجری) اور دیگر چند ایک کُتب میں آپ کا یومِ وصال ۱۷ ربیع الثانی درج ہے۔لہٰذا حضور قبلہ عالمؒ نے منڈی بہاء الدین میں اپنے خلیفہ مجاز میاں غُلام علی صاحب قادری کو حکم فرمایا کہ تُم ہر ماہ کی سترہ تاریخ کو ختمِ غوثیہ کا انعقاد کیا کرو تا کہ یہ دِن بھی چُونکہ حضور غوثِ پاک سے منسوب ہے اس لیے ختمِ غوثیہ سے خالی نہ رہے جبکہ آستانہ شریف پر گیارہویں شریف کا ختم دلواتے تھے۔حضور اکثر سرکارِ غوثیت مآب کی محبت واُلفت میں مخمور اپنی مخصوص لَے میں یہ شعر پڑھا کرتے ؎ غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء

چوں محمدؐ درمیانِ انبیاء

ضمناً راقم السطور کو ایک اور واقعہ یاد آ رہا ہے جسے یارانِ طریقت کے ذوق کے لیے تحریر کرنا مُناسب سمجھتا ہوں۔ابتداً لنگر شریف میں گیارہویں شریف کا ختم گُڑ والے چاولوں پر دلوایا جاتا تھا جنہیں پنجابی میں ''بات'' کہا جاتا تھا۔پہلے پہل منگانی شریف آمد کے بعد بھی اسی نیاز پر ختم شریف دلوایا جاتا تھا۔اُس دور میں ویسے بھی چینی کی بندش تھی اور باقاعدہ ڈپو سے منگوائی جاتی تھی۔پھر جب چینی پر پابندی ختم ہوئی تو ایک روز گھر سے مُلحقہ حُجرہ شریف میں تشریف فرما تھے کہ اندر (حرم سرائے) میں کہلا بھیجا کہ آج نیاز کے لیے زردہ بناؤ۔جب حضور کی خدمت میں نیاز پیش کی گئی۔میں خود حاضرِ خدمت تھا۔آپ نے ایصالِ ثواب کی دُعا مانگی۔خُود بھی تناول فرمائے اور ہم نے بھی کھائے۔بعد ازاں فرمایا آج شب عالمِ رُویا میں سرکارِ غوثیت مآب یہاں تشریف لائے اور مجھے فرمایا ''کرم حُسین!

Marfat.com

تمہارے مُرید چینی والی چائے پئیں اور میری گیارہویں شریف گڑ والے چاولوں پر دِلوائی جائے''۔ میں نے عرض کی حضور پہلے چینی پر پابندی تھی اب کبھی ایسا نہ ہوگا۔ الغرض اس کے بعد آج تک دربار شریف پر اور مُتعلقہ خُلفاء حضرات کے آستانوں پر گیارہویں شریف کا ختم کھیر (یعنی دودھ والے میٹھے چاول) پر ہی دِلوایا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت اِس نیازِ غوثیہ کو تاابدالاباد آستانہ شریف پر رائج رکھے کہ ہمارے لیے حضور غوث پاک کا ہی ارشاد ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے دور میں پُرانے دُرویش اکثر میاں رحمت فقیر (تحصیل چنیوٹ) کی یہ رُباعی بڑے ذوق وشوق سے پڑھا کرتے بلکہ بعض احبابِ خاص کا تو یہ وظیفہ تھا۔

وِک گئیاں تیرے نام اُتوں تیرے نام نوں جگ سنجان دا ای
میرے گل پٹا تیرے نام والا اگے کون کمینی نوں جان دا ای
تیرا نام لے کے لنگھ پار جاساں مینوں آسرا پیر اعوان دا ای
لگے رحمتاؔ بھاگ کمینیاں نوں ایہہ فیض تے شاہ جیلان دا اِی

Marfat.com

ملفوظ۔۳۶

ایک روز اِرشاد ہوا رُوح جسم سے علیحدہ نہیں اور جسم رُوح سے علیحدہ نہیں لیکن رُوح کو ہم دیکھ نہیں سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ موجود ہے لیکن بغیر مُرشد کے دیکھنا مُشکل ہے ۔ہماری رُوح پاک ہے۔کھانے پینے اور سونے سے مبرا ہے۔بعینہٖ یہ وُہی ذات با برکات ہے جو جملہ اشیاء عالم میں موجود ہے۔پیر غلام محی الدین قادری جالندھریؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

لقد کرمنا بنی آدم پھر اس سے آگے کمال کیا ہے
جب صورت اللہ پہ صورت آدم زیادہ اس سے جمال کیا ہے
یہ جبکہ وحدت کا اقتضاء ہے جو عدم مُطلق ہو غیر اُس کا
بنظرِ انصاف خُوب دیکھو کہاں جدائی وصال کیا ہے
یہ بو العجب ہے کہ جو ہیں کہتے نفی خُودی کی ہے سخت مُشکل
عدم کو دِل سے عدم سمجھنا بتاؤ اِس میں محال کیا ہے
ہیں نورِ واحد کے سب یہ جلوے نقوش سارے بلوحِ کثرت
تمام نورِ محمدیؐ ہے یہ روح و جسم مثال کیا ہے
وجود واحد ہے چوں سیاہی تعین اس کے حروف سارے
بجز سیاہی اۓ قادریؔ دیکھ جیم کیا اور دال کیا ہے

یعنی مثال کے طور پر سیاہی سے الفاظ ہیں اور الفاظ وہی سیاہی ہے۔جس میں ہر نیک و بد جُملہ موجودات بلکہ تمام اشیائے عالم شامل ہیں کیونکہ سیاہی سے ہی الفاظ بنتے ہیں اور الفاظ دَرحقیقت وہی سیاہی ہوتی ہے۔

Marfat.com

؎ تجھے جو حرم میں نہ مِل سکا مجھے بُت کدہ میں وُہ مِل گیا
تجھے کیا ملال ہے زاہدا یہ نظر نظر کی تلاش ہے

پھر توحید کی تشریح فرمائی کہ خُدا کو ماننا، اُس کے بندوں کو ماننا، فرشتوں کو ماننا، بیت اللہ کو ماننا، سب توحید ہی توحید ہے۔ کسی مردِ عارِف نے بے رنگ بہر رنگ کا اظہار کچھ ان الفاظ میں فرمایا۔

؎ معشوقِ ما بہ شیوہ ء ہر کس مطابق است
باما شراب خورد بہ زاہد نماز کرد
سرّے کہ او با عارف و سالک بہ کس نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کُجا شنید

اور شیخ عزالدین کاشانیؒ فرماتے ہیں۔

تاتوئی درمیانہ خالی نیست
چہرۂ وحدت از نقاب شکے
گر حجاب خُودی بر اندازی
عشق و معشوق و عاشق است یکے

امام الموحدین شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ فرماتے ہیں کہ قرب کو اس وقت تک قریب نہیں کہا جا سکتا جب تک بُعد (دوری) نہ ہو اور اگر بُعد ہو تو دوئی باقی رہتی ہے۔ پس قُرب بھی در اصل بُعد ہے۔ عارفِ نامی حضرت جامیؒ فرماتے ہیں۔

؎ جامی مکن اندیشہء نزدیکی و دُوری
لاقُرب ولا بُعد ولا وصل ولا بین

(اے جامی نزدیکی و دوری کا فکر ہی چھوڑ دے کیونکہ نہ کوئی قریب ہے نہ دُور ہے نہ کسی سے

Marfat.com

مُلاقات ہے اور نہ ہی کوئی درمیان)۔

بعدازاں گفتگو علم الاعداد کے بارے میں ہوئی۔حضور قبلہ عالمؒ نے یہ رُباعی ارشاد فرمائی۔

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار
یک ساز زیادہ و سہ چنداں بے شُمار
پس از طرح ششم چو باقی ماند
در بست و دوم ضرب کردہ اللہ بر آر

اور اس کا پنجابی میں یوں منظوم ترجمہ فرمایا۔

جیہڑی شئے دا ناں لے بھاویں عدد کڈھ دو بار
ہِک زیادہ پا کے تگنا کر چا یار
کر تقسیم چھیاندے اُتے پچھے جو بچے
باوی نال ضرب دے ویکھیں رہسی نام اللہ دا یار

خادمِ دُرویشاں و خاک پائے ایشاں، خوشہ چیں، خرمنِ اہلِ یقیں محمد طاہر حُسین قادری عفی عنہٗ یارانِ شریعت وطریقت کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ مندرجہ بالا طریقہ کے تحت کچھ غیر مُسلم شُعراء نے یہ ثابت کیا ہے کہ جملہ اشیاءِ عالم کے اسماء میں رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ کا نامِ نامی واسمِ گرامی ''محمد ﷺ'' کا عدد (۹۲) موجود ہے۔ جیسا کہ سکھوں کے مذہبی رہنما گُرونانک کہتے ہیں۔

Marfat.com

ے عدد گنوں جن انچھر کے کریو چوگن (۴) تا
دس ملا کر پنج (۵) گن کیجو کاٹو بیس (۲۰) بنا
جو بچے سو نو (۹) گن کیجو دو (۲) اس میں اور ملا
نانک ہر کے بچن سے محمدؐ لیو بنا

بعینہ یہی طریقہ ہندوؤں کے ایک مذہبی رہنما بھگت کبیر نے بھی اپنی رُباعی میں بیان کیا ہے۔

عدد نکالو چیز سے چوگن کر لو دائے
دو ملا کے پنج گن کر لو، بیس کا بھاگ لگائے
باقی بچے کے نو گن کر لو اس میں دو اور ملائے
کہت کبیر سنو بھائی سادھو نام محمدؐ آئے

ان رُباعیات میں علم الاعداد کی رو سے کچھ اس طرح ترتیب واضح کی گئی ہے۔

۱۔ کوئی نام یا لفظ لیں اور عدد کے حساب سے اس کے مجموعی اعداد نکالیں۔

۲۔ حاصل شُدہ عدد کو چار سے ضرب دیں۔

۳۔ حاصل ضرب میں دو جمع کریں۔

۴۔ حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیں۔

۵۔ حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کریں۔

۶۔ تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اُسے نَو سے ضرب دیں۔

۷۔ حاصل ضرب میں دو جمع کریں۔

اب اس عمل سے ۹۲ کا عدد حاصل ہوگا جو محمد ﷺ کا عدد ہے یعنی

م ـ ح ـ م ـ د

Marfat.com

ملفوظ۔ ۳۷

حضور قبلہ عالمؒ ایک روز بوہڑ کے نیچے مدرسہ قرآن محل (محلہ حسین آباد نزد غلہ منڈی جھنگ صدر) میں جلوہ افروز تھے۔ ایک دُرویش نے عرض کی حضور! میرے بچے کو بواسیر ہوگئی ہے۔ فرمایا نئی ہے یا پُرانی۔ عرض کی نئی ہے۔ فرمایا نماز پڑھا کرے اور نمازِ فجر کی سنت میں پہلی رکعت بعداز فاتحہ سورہ الم نشرح اور دوسری رکعت میں الم ترکیف پڑھا کرے جبکہ نماز عشاء کے وتر میں پہلی رکعت بعداز فاتحہ سورہ الم نشرح، دوسری میں میں سورہ التین اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ کر رفع یدین کرے۔ انشاءاللہ ایک ہفتہ کے اندر ٹھیک ہوجائے گا۔ اتنے میں حاجی محمد نواز قادری نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ میں اب سعودی عرب جارہا ہوں حضور قبلہ عالمؒ کوئی وظیفہ ارشاد فرمادیتے تو کتنا اچھا ہوتا چونکہ ہمارے شیخ دِلوں سے آگاہ تھے۔ اُسی وقت برادرم پیر سخی حُسین صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کبھی کبھی نوافل مثلاً حقوق الشیخ، حقوق الوالدین اور ہدیۃ الرسول ﷺ بھی پڑھ لیا کرو۔ حقوق الشیخ اور حقوق الوالدین کی ہر رکعت میں بعداز فاتحہ آیت الکرسی اور تین بار قُل شریف پڑھا کرو جبکہ ہدیۃ الرسول ﷺ کی پہلی رکعت میں بعداز فاتحہ سورہ والضحیٰ اور دُوسری رکعت میں سورہ الم نشرح پڑھنی چاہیے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کے حضور پیش کیا جائے۔ پھر فرمایا کہ اگر روزانہ پڑھنا چاہتے ہو تو پڑھ سکتے ہو بلکہ ہفتہ یا مہینے میں ایک بار پڑھ لینے چاہییں۔ اگر ایسا نہ ہوسکے تو کم از کم سال میں تو ایک بار ضرور پڑھ لینے چاہییں۔

راقم السطور عرضِ رساں ہے کہ اگر کوئی شخص روزانہ پڑھنا چاہے تو حقوقِ والدین بعداز اشراق ادا کرے جبکہ حقوق الشیخ اور ہدیۃ الرسولؐ بعداز نوافلِ اوابین ادا کرے۔

بعدازاں فرمایا مدینہ شریف حاضری کے موقع پر میرے دِل میں اشتیاق تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی جالی مُبارک کو بوسہ دوں مگر مطوّے (پہرے دار) کسی کو ہاتھ تک نہیں لگانے

Marfat.com

دیتے تھے۔میں ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتا میں نے دیکھا مسجد نبوی ﷺ میں جماعت کھڑی ہوتی ہے تو رکوع سے قبل مطوے بھی جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں لہٰذا ایک دفعہ میں جماعت کے وقت جالی مُبارک کے ساتھ ہی بیٹھ گیا جیسے ہی جماعت کھڑی ہوئی اور مطوے شاملِ نماز ہوئے تو میں جالی مُبارک سے لپٹ گیا۔خوب رویا اور دِل کی حسرت مٹائی پھر مجھے کوئی ہوش نہ رہا۔مجھے اس وقت پتہ چلا جب نماز کے بعد مطوّوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ کر اُٹھایا۔جالی مُبارک سے مس ہونے کا لُطف آج تک سینے میں محسوس کرتا ہوں۔

حضرت قاسم سیّاریؒ کو اپنے باپ کی طرف سے ورثہ میں کافی مال و زر ملا۔لیکن انہوں نے اِس تمام دولت کے عوض سرکارِ دو عالم ﷺ کے دو مُوئے مبارک خرید لیے۔ان پاک و مُقدس بالوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں توبہ کی توفیق مرحمت فرمائی اور شیخ ابوبکر واسطی قدس سرہٗ کی صحبت نصیب ہوئی اور طریقت میں یہ مقام حاصل ہوا کہ اولیائے کرام کے ایک طائفہ کی رہنمائی آپ کو میسر آئی۔جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی کہ ان دونوں مقدس بالوں کو میرے منہ میں رکھ کر مجھے دفن کر دینا۔جس پر عمل کیا گیا۔

ضمناً ایک واقعہ اسی مناسبت سے قلمبند کرتا ہوں۔ایک روز راقم الحروف حضور قبلہ عالمؒ کی مجلس اقدس میں حاضرِ خدمت ہوا تو آپ ایک معمولی کپڑے کا سُرخ دھاری دار رومال سرِ انور پر باندھے بیٹھے تھے۔میں نے عرض کی حضور! یہ رومال کچھ اچھا نہیں ہے اگر حکم فرمائیں تو گھر سے کوئی عُمدہ رومال لے آؤں۔میں نے فقط اتنا ہی عرض کیا تھا کہ حضور نے جلدی سے فرمایا بس بس بیٹا! اس مقدس رومال کی اور بے ادبی نہ کرنا تمہیں کیا معلوم یہ میرے آقا مدنی تاجدار ﷺ کے ارضِ مقدس کا ہے اور سارا دِن وُہ رومال اپنے

Marfat.com

سرِ انور پر باندھ کر بیٹھے رہے۔ ؎ مُحال است سعدی کہ راہِ صفا
توان رفت جُز درپئے مصطفیٰ

(اے سعدی! طریقت و حقیقت کے راستہ پر چلنا حضورؐ کی اتباع کے بغیر ناممکن ہے)

ایک روز گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریوں سے متعلق ہوئی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کا نام دُلدل یا شہبا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کا نام یعفور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی اونٹنی کا نام قصویٰ تھا اور اسی پر سوار ہو کر آپ نے ہجرت فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کے نام مندرجہ ذیل تھے۔ السّکب، مُرتجز، لِزاز، الظّرب، الورد، لحیف، سَبحہ۔ غزوہ حُنین کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ جنگ یوں اعلان فرمایا **انا النبی لا کذب ٥ انا ابن عبد المطلب** (میں اللہ کا رسول ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں ابنِ عبدالمطلب ہوں)۔ حضرتِ صدیقہ بنتِ صدیقؓ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں جو اشعار منظوم فرمائے ان میں ایک یہ بھی ہے۔

؎ ذھب الذین لغماش فی اکنافھم
و بقیت فی خلق کجلد الا جراب

(جن کی پناہ میں ہم عیش کرتے تھے وہ گزر گئے باقی ہم خلقت میں پوست کندہ (کھال اُترا ہوا) رہ گئے)۔

ایک روز دربارِ اقدس پر دورانِ جمعہ حضور قبلہ عالمؒ نے یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ دارلندوہ میں کفارِ مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے (دارالندوہ قصیٰ بن کلاب کی وہ جگہ تھی جہاں مشرکین مکہ مِل بیٹھ کر اجتماعی نوعیت کے فیصلے کرتے تھے۔ خاص کر اسلام کے خلاف تمام سازشوں کا مرکز یہی مقام تھا۔ اسلام کے خلاف سازشیں یہیں

Marfat.com

یہیں بناتے)۔ایامِ ہجرت میں جب مُشرکین مکہ حضور ﷺ کے معاذ اللہ قتل کے در پئے تھے اوراس بارے یہاں ان کا خصوصی اجلاس ہونے والا تھا۔ابلیس لعین شیخ نجد کے رُوپ میں دروازہ پرآ کھڑا ہوا۔سرداران قریش اسے دیکھ کرسوچ میں پڑ گئے کہ ہم نے تو اِس اجلاس کوانتہائی خُفیہ رکھا ۔مدعوعین کے سوا کسی کوکان وکان خبرنہیں ہونے دی۔یہ شخص کون ہے۔یہ بُوڑھا یہاں کیسے آنکلا۔دریافت کیا توابلیس لعین بولا **شَیخ ''مِن اھلِ نجد سمع با لذی اتعدتم لہ محضر ممکم لیسمع ما تقولون و عسی ان لا یعد مکم منہ رَایا و نصحا** (میں نجد والوں میں سے ایک شیخ ہوں۔سُنا تھا کہ تم ایک قرارداد کے لیے جمع ہوئے ہو میں بھی چلا آیا کہ جو کچھ کہا سنوں۔رائے دہی اور خیرخواہی میں کوتاہی نہ کروں) ابلیس نے اپنا تعارف کروایا تو سرداران مکہ مطمئن ہو گئے اوراس اجنبی کواجلاس میں شرکت کی اجازت دے دی اور یوں ابلیس اِس مشاورت میں باقاعدہ رُکن بنا۔واضح ہو جب بھی ابلیس مشرکین مکہ کی مُشاورت میں آیا تو شیخ نجد ہی کی صورت میں ظاہر ہوا۔اس میں نبی پاک ﷺ کی حدیث مُبارکہ کا واضح اشارہ موجود ہے کہ حضور ﷺ دعا فرما رہے تھے۔الٰہی ہمارے شام اوریمن میں اپنی خاص برکتیں نازِل فرما اِس پرنجد کے رہنے والے ایک شخص نے **وَ فِي نَجدِنَا** (ہمارے نجد پربھی) حضوراکرم ﷺ نے یہ سُن کرفرمایا **ھناک الزلزال والفتن و منھا یطلع قرن الشیطان** (مسندامام احمد بن حنبل، ۲:۱۱۸)''وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ برآمد ہوگا''۔یہ وُہ بدقسمت خطہ زمین ہے جس کے بارے میں ارشاد ہوا وُہ زلزلوں اورفتنوں کی آماجگاہ ہے۔اُس شیخ نجد یعنی ابلیس نے اسی مشاورت میں دیگر مشرکین کی رائے کے برعکس ابوجہل کی رائے کومقدم رکھا اور دیگرسردارانِ مکہ سے حضور ﷺ کے معاذ اللہ قتل کی تائید بھی کروائی۔چونکہ وہابیوں کا

Marfat.com

امام اور شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی یہیں نجد ہی میں پیدا ہوا اسی لیے ہم وہابیوں کو نجدی کہتے ہیں۔ عام طور پر ''قرن الشیطان'' کا ترجمہ ''شیطان کا سینگ'' کہا جاتا ہے لیکن دیوبند کے مصباح اللغات میں اس کا ترجمہ ''شیطان کی رائے کا پابند'' بھی کیا گیا ہے۔ تو مطلب واضح ہو گیا۔ کتبِ سیر میں بڑے شیخِ نجد یعنی ابلیس کی شکل بڑے واضح نشانات کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ یعنی لمبی داڑھی، سر پر پگڑی، ماتھے پر محراب، ایک ہاتھ میں تسبیح اور ایک ہاتھ میں عصا۔ چھ لاکھ برس بے چارہ بندگی میں مشغول رہا اس لیے ماتھے پر محراب بن گیا۔ وُہ فقط نمازوں میں مصروف رہا۔ داڑھی بڑھ گئی اور حجامت نہ کروا سکا۔

اے لوگو! میری بات غور سے سُنو۔ میرا نبیؐ وُہ ہے جو چاند کے دو ٹکڑے کر دے، جو ڈوبے ہوئے سورج کو واپس بُلا لے، جو اشاروں کے ساتھ بادلوں سے بارش برسا لے، جو خاک نشین ہو کر زمین و آسمان کے خزانوں سے واقف ہو۔ ہم اس نبی ﷺ کے ماننے والے ہیں اور جو کہے نماز میں نبیؐ سے گدھے کا خیال افضل ہے (نماز میں حضور ﷺ کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بُرا ہے۔ کتاب صراط مُستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ ۹۷)۔

اس کا علم جانوروں جیسا ہے (غیب کی باتوں جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا علم زید و عمر بچوں اور پاگلوں بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے رسول کی تخصیص نہیں۔ کتاب حفظ الایمان از مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۸)۔

نبیؐ سے میرا عصا زیادہ بہتر ہے (میری لاٹھی محمد (ﷺ) سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور محمد (ﷺ) مر گئے اُن سے کوئی نفع باقی نہ رہا۔ کتاب اوضح البراہین از بانیِ وہابیت محمد بن عبد الوہاب نجدی صفحہ ۱۰)۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

Marfat.com

ایسے اسلام سے ہماری توبہ۔ ایسے کلمہ کلام سے توبہ تائب رہنا ۔ ایسے مولوی

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ؎

(یہ ابلیس ہیں آدمی کی شکل میں)

اللہ تعالیٰ اِن سے مُجھ کو اور تُم کو بچائے۔

Marfat.com

مجلس ۔ ۳۸

ایک روز بعد از نمازِ عصر دورانِ مجلس "فیضِ سبحانی" ارشاد ہوا۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتیؒ اور مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ کا شمار اکابرین اولیاء میں ہوتا ہے۔ آپ کو رسول اکرم ﷺ نے خواب میں فرمایا اے بوعلی! ظاہراً بھی کسی کی بیعت کر لو۔ حضور ﷺ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو آپ کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ انہیں بیعت کرے۔ حضرت بوعلی شاہؒ ایک قلندر فقیر تھے اور ہمہ وقت حالتِ جذب میں رہتے تھے ایک دفعہ آپ نے پانی کے اندر چلہ فرمایا جس دن پانی سے باہر آئے تو ایک مولوی نے طنزاً کہا آپ عاشقِ رسول ﷺ ہیں لیکن آپ کی لبیں زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔ فرمایا مجھے تو عشق و محبت میں فرصت نہیں تم خود ہی یہ لبیں ٹھیک کر دو۔ مولوی نے قینچی اُٹھائی جب لبیں کاٹنا چاہیں تو آپ کی نظر جلال سے جل کر راکھ ہو گیا۔ ایک دن حضور اپنے پاس پان رکھے ہوئے تھے۔ تین عورتیں حاضر خدمت ہوئیں عرض کی حضور! ہماری نرینہ اولاد نہیں ہے دعا فرمائیں۔ آپ نے تینوں کو ایک ایک پان اُٹھا کر دیا فرمایا جاؤ کھا لو اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکے ہی عطا کرے گا۔ دو عورتوں نے پان کھا لیے۔ دوسرے سال اللہ نے اُنہیں اولاد عطا کی لیکن تیسری عورت نے اس پان کو نہ کھایا بلکہ ایک پتھر کے نیچے رکھ دیا۔ جب اُن عورتوں کے بیٹے دیکھے تو شرمندہ و پریشان ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئی عرض کی حضور! مجھ سے غلطی ہو گئی میں نے وُہ پان کا ٹکڑا نہیں کھایا اور پتھر کے نیچے رکھ دیا۔ اب مہربانی فرمائیں۔ فرمایا جا تیری اولاد آج بھی اُس پتھر کے نیچے محفوظ ہے۔ جا وُہ پان کھا لو اللہ تجھے بھی بیٹا عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بھی اولادِ نرینہ عطا فرمائی۔

یہ بات بہت مشہور ہے کہ آپ کے دو مزاراتِ مبارکہ ہیں۔ ایک کرنال اور دُوسرا پانی پت میں ہے۔ آپ کا وصال کرنال میں ہوا۔ آپ کو دفن کر دیا گیا تو پانی پت والے عقیدت مند

Marfat.com

پہنچے انہوں نے آپ کا جسم اطہر لے جانا چاہا لیکن اُن کو نکالنے نہ دیا گیا۔ان عقیدت مندوں نے آپ کی مزار مُبارک سے کُچھ مٹی کے ڈھیلے اُٹھا لیے اور صندوق میں رکھ کر چلے گئے۔پانی پت پہنچ کر صندوق کھولا تو آپ کا جسمِ اطہر اِس میں موجود پایا۔پھر آپ کو پانی پت میں دفن کیا گیا یہاں آپ کی مزار مُبارک سے فیض جاری وساری ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ حضرت بو علی قلندرؒ آفاق میں محو وفنا تھے جبکہ مخدوم علی احمد صابرؒ وجود میں محو وفنا تھے۔

مخدوم صابر اپنے ماموں بابا فرید گنج شکرؒ کے داماد اور خلیفہ تھے۔اپنے پیر و مُرشد سے عشق تھا۔کبھی کبھی آپ پر ایسی حالت طاری ہوتی کہ آپ بابا فرید کا طواف کرتے اور یہ شعر وِردِ زبان ہوتا۔

؎ کعبہ خوانم یا پیغمبر مصحف است ایں یا خُدا
اصطلاحِ شوق بسیار است و من دیوانہ ام

(اے محبوب تجھے کعبہ کہوں، پیغمبر کہوں، قرآن کہوں یا خُدا کہوں۔مجھ پر عشق و مستی کی وُہ کیفیت ہے کہ میں اپنے آپ کو دیوانہ سمجھتا ہوں)۔

اکثر آپ پر وجد و مستی کی کیفیت طاری رہتی۔آپ بارہ برس تک گلہڑ کی شاخ کو پکڑ کر محو و مست کھڑے رہے۔بابا فریدؒ نے آپ کو کلیر روانہ فرمایا کہ وہاں مخلوقِ خُدا کو فیض پہنچائیں۔پیر و مُرشد کے حُکم پر جب کلیر پہنچے۔جمعتہ المبارک کا دِن تھا۔آپ جامعہ مسجد میں تشریف لائے۔آپ کی ظاہری حالت ایک دُرویش کی سی تھی۔کپڑے پھٹے پُرانے تھے۔پہلی صف والوں نے آپ کو پیچھے دھکیل دیا۔دوسری صف والوں نے اور پیچھے دھکیلا۔آخر آپ کو سب سے پیچھے لوگوں کے جوتوں میں جگہ ملی وہیں بیٹھ گئے۔لوگوں نے آپ کی ظاہری حالت سے نفرت کی۔مردِ قلندر کو جلال آ گیا۔مسجد کو مخاطب کر کے فرمایا

Marfat.com

اگر لوگ میری قدر نہیں کرتے تو تو ہی میرا حکم مان لے۔ مجھے سجدہ نہیں کرنے دیتے تو تو ہی سجدہ میں چلی جا۔ اُسی وقت مسجد کی چھت گری اور سب لوگ ہلاک ہو گئے۔

جب آپ کچھ عرصہ حالتِ استغراق میں رہے اور آپ پر یہ کیفیت طویل عرصہ تک طاری رہی تو بابا فریدؒ نے اپنے ایک دُرویش کو بھیجا جو قرآن مجید بڑی سُریلی اور میٹھی آواز میں پڑھتا تھا ۔فرمایا جاؤ صابر کے سامنے نہ ہونا بلکہ اُس کے پیچھے کھڑے ہو کر قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا تاکہ اُن کی کیفیت بدل جائے۔ وُہ درویش کلیر پہنچ کر آپ کے پیچھے ذرا فاصلہ پر قُرآن مجید کی تلاوت کرنے لگا۔ آپ نے پیچھے مُڑ کر دیکھا اور فرمایا تو نے بڑا ڈھنگ لگایا کہ میرے سامنے نہیں آیا۔ اس وقت مجھ پہ یہ کیفیت تھی کہ اگر تیرا بھیجنے والا بھی سامنے آ جاتا تو ایک نظر سے جل کر راکھ ہو جاتا۔ بس یہ الفاظ کہے اور کیفیت بدل گئی۔ بابا فریدؒ نے جب دُرویش سے یہ باتیں سُنیں تو خوشی سے رقص کرنے لگے اور فرمایا آج فرید پیر بن گیا ہے۔ اس کے مرید کو یہ مقام حاصل ہے۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا مخدوم علی احمد صابر کو یہ مقام درویشوں کی خدمت اور اُن کا بچا کھچا لنگر کھانے سے مِلا۔ اس لیئے تم بھی دُرویشوں کی خدمت کیا کرو اور اُن کا بچا ہوا لنگر کھایا کرو اس میں ہزار برکتیں ہیں۔

بعد ازاں گفتگو بابا لعل بادشاہ (کوہ مری) کے بارے میں ہوئی۔ حضور نے فرمایا مجھے ایک فاریسٹ آفیسر متعلق خان نے بتایا کہ ایک دفعہ میں رات کے وقت باباجی کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک شیر کے بولنے کی آواز نے مُجھے چونکا دیا۔ باباجی نے فرمایا او بلیو! خاموشی سے میرے پاس آؤ کیونکہ یہاں مہمان سوئے ہوئے ہیں۔ شیر خاموشی سے آئے اور اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ باباجی اُن سے باتیں کرنے لگے۔ تم نے آج کیا کھایا ہے۔ دِن کیسے گزرا ہے وغیرہ وغیرہ۔ وُہ آہستہ آہستہ اپنی زبان میں جواب دیتے۔ آخر میں فرمایا اب چلے جاؤ لیکن یہاں نزدیک مت بولنا۔ جو لوگ آرام کر رہے ہیں اُن کی نیند میں خلل نہ

Marfat.com

گزرا ہے وغیرہ وغیرہ۔وُہ آہستہ آہستہ اپنی زبان میں جواب دیتے۔آخر میں فرمایا اب چلے جاؤ لیکن یہاں نزدیک مت بولنا۔جو لوگ آرام کر رہے ہیں اُن کی نیند میں خلل نہ پڑ جائے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا آپ واقعی مردِ قلندر تھے۔سابق صدرِ مملکت جنرل ایوب خان آپ کا مُرید تھا۔پانچ برس تک صدارت کے عُہدے پر فائز رہنے کے بعد جب دستبردار ہونے لگا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔فرمایا یہ صدارت یا بادشاہی گدھے کے اُوپر جھلی ڈالنا ہوتی ہے۔سو ہم نے پھر تُمہارے اوپر ڈال دی جاؤ پانچ برس اور حکومت کرآؤ۔نتیجۃً ایوب خان دس برس کے بعد اس عہدہ سے دستبردار ہوا۔حضور قبلہ عالمؒ نے مزید فرمایا جن دِنوں میں کوہ مری میں قیام پذیر تھا۔چند رفقاء کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔مری سے آگے ایک مقام جو ''سوراسی'' کے نام سے مشہور ہے وہیں چشمہ کے نزدیک ایک پہاڑ سے ملحقہ پتھر کی چٹان پر آپ اکڑوں حالت میں تشریف فرما تھے۔جسم لکڑی کی مانند سوکھا ہوا تھا۔چند عقیدت مند اردگرد ذرا فاصلہ پر بیٹھے تھے۔جو کچھ نذر و نیاز پیش کیا جاتا خود نہ لیتے بلکہ انہیں لوگوں کی طرف پھینک دیتے۔ملنے والوں کا کافی ہجوم تھا مگر کسی کو قریب نہ بیٹھنے دیتے۔ویسے بھی رُعب و دہشت اِس قدر تھی کہ کسی کو قریب بھٹکنے کی جرات نہ ہوتی۔

جہاں دیگر افراد بیٹھے تھے ہم بھی وہیں آ کر بیٹھ گئے۔انہوں نے اچانک پنجابی لب ولہجہ میں کہا ہاں !اب تو کہتی ہے تیرا شوہر مر جائے اور میں اپنی مرضی یا پسند کا دوسرا شوہر کرلوں۔پھر ایک گالی دی اور کہا فقیر کی مجلس سے دفع ہو جا ورنہ تیرا نام لے کر لوگوں کو بتا دوں گا۔ہم نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو ایک بُرقعہ پوش عورت اُٹھ کر بھاگی جا رہی تھی۔لوگ کافی آ جا رہے تھے۔میں نے رفقاء سے کہا کہ شام ہونے والی ہے یہاں رہائش کا بندوبست کر لینا چاہیے

Marfat.com

۔ابھی رفقاء یہ پروگرام بنا رہے تھے کہ باباجی نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر ماتھے پر رکھے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا! جھنگ والو آپ کا آنا لاکھ ہوا۔آپ کا آنا میرے سر آنکھوں پر۔آپ کی حاضری منظور ہوئی۔چونکہ یہاں پہاڑ کا معاملہ ہے اور موسم سخت سرد ہے لہٰذا آپ کی طبیعت کے پیشِ نظر جناب کو اجازت ہے۔ہم رُخصت ہوئے اور واپس مری آ گئے ایک روز ہال کمرہ میں راقم السطور نے حضور سے عرض کی کہ میرے دادا بزرگوار (حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قطبی قادریؒ) کی کبھی علامہ اقبال سے کبھی ملاقات ہوئی؟ حضور نے فرمایا نہیں البتہ حضرتِ اعلیٰ دہڑویؒ کی ہوئی تھی اور وہ بھی اس طرح کہ جن دنوں حضور پیر سید غلام رسول شاہ صاحبؒ میو ہسپتال لاہور زیرِ علاج تھے تو علامہ کئی بار نیاز حاصل کرنے کے لیے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ایک مرتبہ حضرتِ اعلیٰ دہڑویؒ سے علامہ نے کہا جناب آپ کے شیخ زادے واقعی مردِ قلندر ہیں لیکن انہوں نے ابھی تک داڑھی کیوں نہیں رکھی ۔حضور نے فرمایا تو بھی تو قلندر ہے تیری داڑھی کہاں ہے۔علامہ خاموش ہو گئے۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۳۹

۲۶ ماہِ صیام ۱۴۱۰ ہجری بمطابق ۲۳ اپریل ۱۹۹۰ء بروز پیر ہم تقریباً تیس بتیس افراد حضور قبلہ عالمؒ کی معیت میں دہڑ شریف حاضری اور عزیزی محمد زین العابدین کو سلام کروانے کے لیے بعد از نمازِ فجر حاجی احمد بخش کی کوچ میں سوار ہو کر منگانی شریف سے روانہ ہوئے۔ پہلے بلوآنہ شریف آئے۔ حضرت قبلہ عالمؒ ناسازی طبع کی وجہ سے کوچ میں ہی بیٹھے رہے جبکہ میرے بھائی جان صاحبزادہ پیر محمد اختر حسین صاحب، راقم الحروف و دیگر احباب نے حاضری دی پھر وہاں سے سیدھے فتح پور شریف آئے اور نمازِ ظہر سے کافی پہلے دہڑ شریف حاضری نصیب ہوئی۔ بعد ازاں لنگر خانہ کی ایک کچی کوٹھری میں قیام ہوا اور گفتگو حضرت مولینا محمد عظیمؒ (کھڑپڑ شریف) کے بارے ہوئی اتنے میں حضرتِ اعلیٰ دہڑوی کے چھوٹے فرزند اور موجودہ سجادہ نشین قبلہ پیر سید گفتار علی شاہ صاحب بھی تشریف لائے اور حضور کے پاس بیٹھ گئے۔ سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا حضرت مولیناؒ کے متعلق میں نے کچھ اِس طرح سُنا کہ انہوں نے حضور شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانیؒ فتح پوری کی کتاب ''مکتوباتِ عشق'' پڑھی۔ وہی کتاب لیکر فتح پور شریف حاضر ہوئے اور عرض کی جناب آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ

ع جے توں میریاں اکھیاں نال ویکھیں ساگی دسدیئے ذات خدا بیلی

اگر ایک انسان کی آنکھوں سے دوسرے انسان میں ذاتِ خُدا نظر آ سکتی ہے تو مجھے بھی دکھایئے۔ مولینا بہت بڑے عالم اور نکتہ دان تھے۔ حضور نے جواب دیا مولینا! میں نے کہا ہے کہ اگر کوئی میری آنکھوں سے قطبِ ربانی کو دیکھے تو اسمیں نورِ خُدا کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ تُمہاری آنکھیں شیر محمد کی آنکھیں تو نہیں ہیں اور نہ ہی تُمہارے سامنے سید قُطب علی شاہؒ ہیں پھر تمہیں ذاتِ حق کا جلوہ کیسے نظر آئے۔ البتہ میری نظر کا ایک اور کمال دیکھو یہ الفاظ

Marfat.com

کہے اور مولینا پر توجہ فرمائی تو اُن کا قلب جاری ہو گیا اور وجدانی کیفیت میں تڑپنے لگے ۔ جب ہوش آیا تو قدموں میں گر کر معافی کے طلب گار ہوئے اور غلامی اختیار کر لی ۔ کُچھ دیر بعد نماز کا وقت ہوا تو حضورؒ نے انہیں فرمایا کہ جماعت کروائیں ۔ جماعت کھڑی ہوئی ۔ مولینا صاحب نے قرأت شروع کی تو جذب کی ایسی کیفیت طاری تھی کہ سورۃ فاتحہ کے بعد عشقیہ اشعار پڑھنے شُروع کر دیے ۔ حضور نے بازو سے پکڑ کر پیچھے ہٹایا اور خود جماعت کروائی ۔ آپ ساری زندگی عشق و مستی کی کیفیت میں محو رہے ۔

ہر وقت وجد و حال میں سرشار رہتے ۔ ہزار ہا لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا ۔ آپ مثنوی مولینا رُوم کا بے مثال درس دیا کرتے تھے اکثر اہلِ مجلس پر وجد طاری ہو جاتا ۔ آپؒ کے فرزند لالہ محمد اشرف صاحب ظاہری و باطنی طور پر اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہیں ۔

دہڑ شریف دورانِ قیام حضور قبلہ عالمؒ ساری رات روضہ شریف کی چوکھٹ کے سامنے نوافل میں مشغول رہے ۔ ہم لوگ بھی آدھی رات تک تو جاگتے رہے پھر وہیں فرش پر لیٹ گئے ۔ صبح روزہ رکھنے کے لیے آپ کا سحری کا کھانا میاں اسلم گھمنانہ لایا ۔ حضور نے مجھے اُٹھایا اور فرمایا بیٹا! روزہ رکھ لو ۔ میں نے آپ کے ساتھ روزہ رکھا ۔

بعد ازاں حضور نے فرمایا اسلم گھمنانہ میرا بچپن کا دوست ہے ۔ ایک دفعہ میں اور یہ بلوآنہ شریف سے دہڑ شریف پیدل روانہ ہوئے ۔ راستہ میں میرے پاؤں پر چھالے بن گئے اور سوزِش بھی ہو گئی ۔ بڑی مُشکل سے ہم نے دریائے راوی عبُور کیا ۔ جب فتح پور شریف پہنچے تو روضہ مُبارک میں حاضری کے بعد میں ساتھ والی مسجد میں جا کر لیٹ گیا ۔ مجھے اتنا سخت بخار ہوا کہ بے ہوشی طاری ہو گئی ۔ رُویا میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سائیں شیرِ یزدانیؒ تشریف لائے اور فرمایا آؤ کرم حُسین تمہیں سیر کرائیں ۔ آپ مجھے خانہ کعبہ لے گئے

Marfat.com

کہ بہت بڑا سیاہ غلاف خانہ کعبہ کے اُوپر ہے اور ایک جہان اِس کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے عرض کی حضور! یہ تو خانہ کعبہ ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تُمہارا دِل ہے جس کے لیے ایک جہان سر گرمِ طواف ہے۔ ساتھ ہی زمین و آسمان کے ایسے ایسے عجائبات دکھائے جو بیان سے باہر ہیں۔ صبح بیدار ہوا تو صحت بالکل ٹھیک تھی۔ یہ سُن کر میاں اسلم گھمنانہ ہنس پڑا اور عرض کی جناب! اپنے ہی پیٹ پر ہاتھ مارا ہم تو ساتھ چل کر بھی گئے لیکن جیسے گئے تھے ویسے ہی لوٹ آئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ مکہ گئے، مدینہ گئے، کربلا گئے — جیسے گئے ویسے پھر کر آ گئے

ضمناً ایک اور واقعہ یاد آ رہا ہے۔ حضور فرماتے ایک دفعہ میں کُچھ پیر بھائیوں کے ہمراہ دہڑ شریف جا رہا تھا۔ راستہ میں جب دریائے راوی ماڑی پتن کے مقام پر عبور کیا تو تھکاوٹ دور کرنے کی غرض سے ہم لوگ ایک درخت کے سائے میں ٹھہر گئے۔ چونکہ فتح پور شریف یہاں سے نزدیک تھا۔ میں نے یہ شعر پڑھا۔

؎ ہر ستم تیرا گوارا ہے — اک بار کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

درویش تو جاگتے رہے البتہ میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور شیر یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانی قدس سرہ النورانی تشریف لائے ہیں بڑی محبت وشفقت سے مجھے اپنی گود میں لیکر پیار کرتے ہیں اور بار بار یہی فرماتے ہیں "تو میرا ہے، تو میرا ہے، تو میرا ہے"۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ دَز دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے
قُربان نگاہے تو شوم باز نگاہے

(بڑے ناز ونخرے سے تیری نگاہ جو چوری دیکھتی ہے میں اس نگاہ پر قُربان جاؤں بلکہ بار بار قُربان ہو جاؤں)۔

Marfat.com

حضور قبلہ عالمؒ ہمیں فرمایا کرتے جب طوفان یعنی آندھی آئے تو وہ جس طرف سے اُٹھ رہی ہو اُسی طرف اپنی انگلی سے آسمان پر تین بار کلمہ شریف لکھنے سے وُہ ٹل جاتی ہے۔ یعنی تھوڑی بہت آتی ہے لیکن نقصان دہ نہیں ہوتی اور طوفان کی شدت اُس علاقہ کے اُوپر سے گزر جاتی ہے۔

مزید فرماتے کھانے سے پہلے اور آخر میں تھوڑا سا نمک کھالیا کرو اس میں ستر امراض کی شفاء ہے جسمیں ادنیٰ کوڑھ، جذام اور برص وغیرہ ہے۔

اکثر ماہِ چیت کی پہلی تاریخ کو مجھے نہار مُنہ ایک چمچ ساگ کھانے کو فرماتے اور پھر آموں کا بور جو اُس وقت پیدا ہو رہا ہوتا ہے فرماتے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر اوپر سے دونوں ہتھیلیوں کو زور زور سے ملو۔ اس سے سال بھر تمہارا نہ تُمہارا جی متلائے گا اور نہ ہی قئے آئے گی۔ ہم آج تک آپ کی سُنتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہیں اور یہ بات بار بار آزمودہ ہے۔

فرمودہ محمد ابنِ سماکؒ ہے **وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ** (پ۱۵ ع ۱۲) پڑھ کر مقامِ بیماری پر ہاتھ رکھ کر دم کرو انشاء اللہ شفا ہو گی۔

شیخ ابوبکر کتانیؒ کو نبی پاک ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ اکتالیس بار **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ** یا اکتالیس بار **لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ** پڑھے گا تو رب کریم کے حضور قلبِ سلیم لے کر حاضر ہو گا۔

راقم السطور نے احبابِ خاص کی زُبانی سُنا کہ ایک دفعہ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالویؒ نے ہمارے حضور قبلہ عالم منگانویؒ سے فراخیِ دِل کے متعلق دریافت کیا تو حضور نے فرمایا جناب! آپ بڑے ہیں لہٰذا جواب ہی خود ارشاد فرمائیں۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ نہیں میں آپ کی زُبانی سننا چاہتا ہوں۔ تب حضور نے فرمایا دل اتنا وسیع و عریض اور بڑا ہے کہ دُنیا و مافیہا اور جُملہ عالمین بھی اگر اس میں ڈال دیے جائیں تو گُم ہو جائیں گے

Marfat.com

اور کبھی نہ ملیں گے اس لیے کہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے

لَا یَسَعُنِی اَرْضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِنْ یَسَعُنِی فِی قَلْبِ عَبْدِی الْمُؤمِن (تفسیر مظہری - از قاضی ثناء اللہ پانی پتی - جلد نمبر ۷ - صفحہ ۲۵۴ ب - زبان عربی)۔

یعنی نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ آسمان میں مگر سما جاتا ہوں بندہ مؤمن کے دِل میں - لہٰذا جس چیز میں حق تعالیٰ سما جائے بھلا وُہ حدود میں آسکتی ہے وُہ تو لامحدود ہے۔ حضرت شیخ الاسلام یہ جواب سُن کر بہت محظوظ ہوئے۔ حضور اکثر عارفِ رومؒ کی یہ رُباعی بھی بڑے ذوق وشوق اور اپنی مخصوص لَے میں پڑھا کرتے۔

کعبہ بنگاہِ خلیلِ آزر است
دِل گزرگاہِ جلیلِ اکبر است

(کعبہ تو خلیل اللہ کے ہاتھوں کا بنا ہوا ہے لیکن دِل ربِ جلیل کی گزرگاہ ہے)

دل بدست آور کہ حجِ اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دِل بہتر است

(کسی کے دل کو راضی کرو کیونکہ یہ حجِ اکبر ہے۔ ہزاروں کعبوں سے ایک دِل بہتر ہے)۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۴۰

ایک روز بعد از نمازِ عصر مجلس ''فیضِ سبحانی'' کے دوران آپ کے والد ماجد حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادری قدس اللہ تعالیٰ روحہٗ کے اوقات واشغال اور پابندی مجلس ''فیضِ سبحانی'' سے متعلق گفتگو ہوئی۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا میرے قبلہ والد صاحب نمازِ فجر کے بعد ہمیشہ ایک گھنٹہ درسِ قرآن دیتے جس میں ایک پارہ کا چوتھا حصہ تشریح وتفسیر کے ساتھ بیان فرماتے۔ ایک ایک حرف کے سو سو معانی کرتے۔ ایک ایک آیت کو سو سو طریقے کے ساتھ سو سو مثال کے ساتھ سمجھانا جسے ''علمِ لدُنی'' کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اُسی جگہ نوافل اشراق ادا کرتے۔ یہ چیزیں نوٹ کرنے کی ہیں، یاد کرنے کی ہیں۔ ہم دیکھنے والے ہیں۔ یہ آپ کی دیکھی باتیں بیان کر رہے ہیں۔ پھر نمازِ چاشت بھی وہیں پڑھا کرتے۔ الغرض پھر دن کے بعد مسجد سے باہر تشریف لاتے۔ بعد ازاں غُسل کرتے اور سُرمہ تیل وغیرہ کا اہتمام فرماتے۔ درویش دِن کو کچھ نہ کچھ ضرور سوتا ہے۔ رات کو رب کرنے والا دِن کے لمحات میں ضرور کچھ دیر آرام کرتا ہے۔ کیونکہ قیلولہ سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

رات کو جاگنا ثواب ہے اور دِن کو سونا ثواب ہے۔ جتنا وقت دُنیا کے دھندوں سے بچا رہے وُہی اچھا ہے۔ پھر ظہر کے وقت مسجد میں تشریف لاتے نمازِ ظہر ادا کرتے اور کوئی نہ کوئی کتاب شُروع ہو جاتی۔ درس و تدریس کا سلسلہ چل نکلتا۔ درویشوں کا حال چال شُروع ہو گیا یہ سلسلہ عصر تک جاری رہتا۔ نمازِ عصر سے شام تک مسجد میں بیٹھے رہتے۔ مجلس میں بیٹھے رہتے۔ سفر اُس وقت پیدل یا گھوڑوں پر ہوتے تھے۔ زیادہ تر اچھی سواری سائیکل سمجھا جاتا تھا لیکن سفر میں بھی عصر کا وقت ہو جاتا تو وہیں اللہ کا فقیر عصر سے شام تک جنگل میں بیٹھا رہتا۔ اگلا سفر آگے اور پچھلا سفر پیچھے رہ جاتا۔ اس کے باوجود مجلس نہیں چھوڑی

Marfat.com

۔وہیں بیٹھے ہیں۔ایک دفعہ عصر کی اذان کا وقت ہو گیا۔حضور قیمے کے چک دعوت پر جا رہے تھے آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ نماز ادا کریں۔آپ جماعت کروا رہے تھے کہ گھوڑی بھاگ گئی۔اس کا بچہ پیچھے رہ گیا تھا اس لیے وُہ دوڑ گئی۔آپ جماعت سے فارغ ہوئے اور مجلس شُروع کی۔ایک درویش نے عرض کی حضور! گھوڑی تو بھاگ گئی ہے۔آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں۔پہلے مجلس کرو،حضور ﷺ کے وظائف پورے کرو۔پہلے تم رب کا کرو وُہ تمہارا کرے گا۔حضور مجلس فرمانے لگے۔کتاب شُروع ہوگئی۔جنگل میں گھر سات کوس پیچھے رہ گیا اور سات کوس آگے سفر کرنا تھا۔مجلس ہوتی رہی۔ایک زمیندار جو کہ نزدیک تھا دیکھا کہ کُچھ لوگ باجماعت نماز ادا کر رہے ہیں اور اُن کی گھوڑی چھُوٹ گئی ہے۔چونکہ اللہ تعالیٰ اور حضور غوث پاکؒ نے کام کروانا تھا اس لیے وُہ اپنی گھوڑی کھول کر اُس کے پیچھے لگ گیا۔گھوڑی بچے والی تھی لہٰذا سرپٹ دوڑ رہی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اُسے روکا۔میل دو میل پر پکڑی گئی۔اِدھر آپ مجلس فرما رہے تھے کہ وُہ شخص بمعہ زین و لگام گھوڑی پکڑے ہوئے آ پہنچا۔اُس نے کہا بھائیو! یہ گھوڑی تُمہاری تو نہیں۔محمود خان نامی بلوچ نے کھڑے ہو کر کہا ہماری ہے اُس نے کہا پھر یہ سنبھال لو۔

دیکھو! حضور نے مجلس نہیں چھوڑی۔پہاڑ ٹل گئے اپنی سُنت نہیں چھوڑی۔پھر وہیں نمازِ مغرب ادا کی۔آپ نے فرمایا ہمیں حکم نہیں کہ نمازِ عصر سے لیکر مغرب تک کوئی کام کریں بلکہ آپ روزہ رکھتے۔

یہ چیزیں آپ کے نوٹ کرنے کی ہیں۔کیونکہ بوڑھے درویش اب فوت ہوئے جا رہے ہیں یہ تُمہارے سلسلہ کی نوٹ کرنے والی چیزیں ہیں۔جناب محبوبِ سُبحانی،غوثِ صمدانی، شیرِ یزدانی،شہبازِ لامکانی سید محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرّہ العزیز نے فرمایا ہے کہ میرا مُرید عصر سے شام تک وظائف میں رہے،رب رب کرتا رہے،مجلس

میں رہے، روزہ دار کی طرح کھائے نہیں، پئے نہیں، حالتِ روزہ میں رہے۔ نمازِ عصر سے شام کی نماز تک اسی حالت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سارے دِن کے روزہ کا ثواب دے گا۔ ہمارے بزرگ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد نہ کوئی کام کرتے ہیں نہ کھانا ہے، نہ پینا ہے صرف مجلس اور مجلس فیض سُبحانی۔ حضور غوث پاک کے کلمات پڑھتے اور اس میں ایسے ایسے بیان نکلتے، ایسے ایسے حالات نکلتے جو اس وقت اشد ضروری ہوتے۔ وہیں شام کی نماز تک بیٹھے ہیں۔ نمازِ مغرب میرے حضرت دیر سے پڑھتے۔ مسائل تصوف کا یوں بیان ہوتا کہ یہاں پُرانے درویش بیٹھے ہیں ان سے پُوچھ لو کہ کسی کو بولنے تک کی جرأت نہ ہوتی۔ ایسے مسائل چلے کہ کسی کی مجال نہیں۔ اسی مستی میں اسی تفسیر میں شام کی نماز ادا کرتے۔ پھر وہیں چھ رکعت نوافل اوابین ادا کرتے اور اسی جگہ پر نمازِ عشاء پڑھتے۔ عشاء کی جماعت میں دہڑ شریف اور بلوآنہ شریف گنتی ہوتی تھی جو آدمی نماز سے رہ جاتا اُسے لنگر نہیں ملتا تھا۔ اتنی شریعت کی پابندی تھی۔ نماز عشاء پڑھ کر جائے لنگر کھائے، حُقہ پیے، کچھ کرے پھر اُسے آزادی ہے۔ جب تہجد کا وقت ہوتا کوئی بشر بھی نہ سو سکتا تھا۔ ہم چھوٹی چھوٹی عُمر کے ہوتے تھے ہمیں بھی کان سے پکڑ کر اُٹھا دیا جاتا تھا بلکہ ہر ایک کو جلی (بلند آواز سے لا الٰہ الاّ اللہ کہنا) مارنی ہوتی تھی تاکہ آپ کی بارگاہ میں اس کی حاضری لگ جائے جو ایسا نہ کرتا نمازِ فجر کے بعد اُس کی پرسش ہوتی تھی، اُس کی گوشمالی ہوتی تھی، اسے عتاب ہوتا، اُسے سزا مِلتی کہ فلاں بچہ رات کو بیدار کیوں نہیں ہُوا۔ یہ حالاتِ شریعت تھے۔ یہ ہمارا مذہب ہے شریعت کو نہیں چھوڑنا، حقیقت کو نہیں چھوڑنا۔ دونوں کو باہم مِلا کر رکھنا ہے۔

پئیں گے پلائیں گے رہیں گے ہوش با عزّت
شرابی ہم نہیں، ایسے کہ حالِ منصو رہو جائے

Marfat.com

؎ دِل کے اندر عشق ہو منصور وار
پر نہ نکلے سُخن اَنَا کا زینہار

یہ ہمارا مذہب ہے جو کہے صرف عشق ہی ہے وُہ بھی بھول گیا جو کہے صرف نماز روزہ ہے وُہ بھی بھول گیا۔ ہمارے بزرگوں کا فیصلہ ہے، فتویٰ ہے کہ اتنا عشق اختیار کرو کہ تُم سے شریعت نہ چھوٹے۔ حضور غوثِ صمدانی، شیرِ یزدانی سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں پانچ سال میں بے ہوش رہا، میں نے روٹی نہیں کھائی، پانی نہیں پیاہاں جب رمضان شریف ہوتا پھر افطاری کے وقت میرا نشہ اُتر جاتا۔ میں پانی پی کر روزہ افطار کرتا۔ ہمیشہ جب اذان ہوتی اسوقت میں صحیح ہو جاتا نماز پڑھ لی پھر بے ہوش، دوبارہ عشق کی مستی پھر دوسری نماز تک کوئی پتہ نہیں گرمی ہے، سردی ہے، باہر ہوں، اندر ہوں، بھوکا ہوں، پیاسا ہوں، جنگل میں ہوں، شہر میں ہوں، مُردہ ہوں، زندہ ہوں۔ نماز کے وقت با ہوش ہیں۔ اتنی مستی رہی ہے پھر بھی شریعت نہیں چھوٹی۔ شریعت کو نہیں بھلایا۔

؎ بر کفِ جامِ شریعت، بر کفِ سندانِ عشق
ہر ہوسنا کہ نداند جام و سنداں باختن

بہت نازک مقام ہے تمہارے ایک ہاتھ میں شیشے کا ایک گلاس ہو دُوسرے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا ہو۔ زور سے ایک دُوسرے کو مارتا رہ، ہتھوڑا رُکے نہیں گلاس شیشے کا ٹوٹے نہیں۔ یہ ہے ظاہر شریعت اور باطن باحقیقت۔ یہی مُشکل چیز دیکھ کر مولوی ہم سے دُور ہو گئے، ہمارے مذہب سے ڈر گئے، اسے چھوڑ دیا۔ وُہ صرف شریعت کو لے کر بیٹھ گئے اور جو عشق کے پیاسے تھے وُہ عشق کے پیچھے شریعت کو چھوڑ گئے کہ رونا ہو تو پھر باہوش کیا ہونا ہے، ناچنا ہو تو پھر گھونگھٹ کیا، جب نشہ پینا ہو تو پھر اپنے پرائے کی تمیز کیا، جب اپنے آپ کو جلانا ہو تو پھر شراب میں پھنسنا کیا۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی اُلٹ اور باہم متضاد

Marfat.com

ہیں۔ ہمارا مذہب ایسا نہیں۔ باطن بے شک تُمہارا بُلھے شاہؒ جیسا ہو، بے شک شاہ شمس تبریزؒ جیسا ہو، بے شک غُلام فریدؒ جیسا ہو، بے شک باطن میں سوائے خُدا تعالیٰ کے کسی اور چیز کا نام و نشان تک نہ ہو لیکن ظاہر تُمہارا اس طرح ہو جیسے مولوی، جیسے پانچ وقت کا امام ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہونا چاہیے۔ ہمارے بزرگوں کے باطنی حالات یہ تھے کہ ہر چیز سے توحید ظاہر ہو رہی ہے۔ ہر وقت توحید کا بیان ہوتا۔ ہر مسئلہ سے توحید نکل رہی ہے۔ ہر ہر جگہ پر توحید ثابت ہو رہی ہے۔ ایک دفعہ موضع ستیانہ میں سے گُزر رہے تھے کہ ایک جٹ (زمیندار) کا کُتا کھُل گیا۔ اُس کی زنجیر ٹوٹ گئی۔ وُہ بڑا خونخوار تھا اور اسی جانب دوڑ پڑا جس طرف سے ہم آ رہے تھے۔ حضور گھوڑی پر سوار تھے پانچ سات دُرویش ساتھ تھے۔ کُتے کا مالک دوڑتا اور شور مچاتا آ رہا تھا کہ بھائیو! اپنا دفاع کرنا، بچاؤ کرنا، کُتا بڑا خطرناک ہے کہیں تُمہیں کاٹ نہ لے۔ حضور نے فرمایا اسے کُچھ نہ کہنا۔ بزرگوں کے ساتھ رہو تو پتہ چلتا ہے کہ بزُرگی کی کیا شان ہے، بزرگی کیا چیز ہے، دُرویشی کیا چیز ہے، رب کی دوستی کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا تُم کُتے کو کچھ نہ کہنا۔ آرام سے کھڑے رہو۔ میں نے اُسے پہچانا ہوا ہے یہ بھُولے ہوؤں کو کاٹتا ہے ہمیں نہیں کاٹے گا۔ وُہ کتا دوڑتا ہوا آیا۔ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ حضور کی گھوڑی کے سامنے سجدہ کر دیا۔ آگے والے پاؤں لمبے کر کے پھیلا دیے اور سر زمین پر رکھ دیا۔ پچھلے پاؤں ویسے کھڑے ہیں اور دُم ہل رہی ہے۔ سجدہ میں پڑا ہے۔ حضور نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور فرمانے لگے "ہم تو جانتے ہیں جناب تجھے اور تمہارے سب ڈھنگ بھی جانتے ہیں تیرے سب بھیدوں سے باخبر ہیں۔

آپ کی باطنی کیفیات کا یہ حال تھا کہ عام لوگوں کے ذہن و شعُور سے بالاتر تھیں۔ حقیقت اس طرح عیاں تھی لیکن ظاہر یہ ہے کہ جب حضور کا وصال ہوا تو کم از کم چالیس آدمی حاضر خدمت تھے۔ آپ نے نمازِ تہجّد ادا کر کے وصال فرمایا۔ باطن میں وُہ حال ہے لیکن

Marfat.com

ظاہر میں یہ حال ہے کہ فرائض تو فرائض تہجد بھی باقاعدہ ادا فرما کے جان جانِ آفریں کے حوالے فرمائی۔ ہمیں تھوڑی سی تکلیف ہو تو فرض بھی بھول جاتے ہیں لیکن وہاں نوافل بھی قضاء نہیں ہوئے، ایک ایک سیکنڈ، منٹ اور ایک ایک گھنٹہ پوچھا جا رہا ہے کہ ہاں بھائی کیا ٹائم ہے، ہر ٹائم کی نماز ادا ہو رہی ہے، ہر وقت کے آداب ادا ہو رہے ہیں۔ حالانکہ حالات یہ تھے کہ ایک نیکو کارہ فقیر تھا جو بذریعہ بس جھنگ آ رہا تھا جب موچیوالہ سے گزرا تو وُہ دیکھتا ہے کہ حضور حافظ صاحب مجھے فرماتے ہیں بَس سے اُتر آؤ۔ اُس نے ٹکٹ جھنگ کا لیا ہوا تھا لیکن حسبِ فرمان بس سے اُتر آیا۔ جونہی اُترا بس چل پڑی۔ اُس نے دُکانداروں سے پوچھا یہاں حضور حافظ صاحبؒ تھے؟ انھوں نے مجھے آواز دی ہے، بس کے شیشے سے مجھے اشارہ کیا ہے۔ انھوں نے جواب دیا اُن کو تو ایک مہینہ ہو گیا ہے بڑے بیمار ہیں۔ آج تو کافی ڈاکٹر صاحبان بھی گئے ہوئے ہیں۔ اُن کی طبیعت بڑی کمزور ہے۔ آخر وُہ بھی دُرویش تھا، فقیر تھا، صاحبِ نظر تھا اسے سمجھ آ گئی۔ چل پڑا، بلوآنہ شریف آیا۔ باہر دروازہ پر کھڑا تھا۔ میں باہر نکلا۔ اس وقت میں کم عُمر تھا۔ مجھے کہا اندر جا کر عرض کریں "رسولا نیکو کارہ آیا ہے اجازت ہو تو مِلنا چاہتا ہے"۔ میں نے اندر آ کر عرض کی۔ فرمایا ہاں ہم نے اُسے بُلایا ہے۔ وُہ اندر آیا۔ نیکو کارے بڑے مزاح کار اور خوش طبع ہوتے ہیں۔ اُس نے ازراہِ مذاق کہا جناب! جب صحت مند تھے تو اس وقت بڑے لَن تَرانی کے مسائل کُھلتے تھے۔ فنافی اللہ اور بقاباللہ کے مقاماتِ عالیہ کا بیان ہوتا تھا لیکن اب یہ حال ہے کہ نہ تو سانس آتی ہے، نہ بول سکتے ہیں، نہ اُٹھ سکتے ہیں، نہ بیٹھ سکتے ہیں اور نہ ہی کلام کر سکتے ہیں۔ کوئی آپ کا سر پکڑ کر بیٹھا ہے، کوئی پاؤں پکڑے بیٹھا ہے تندرستی ہو تو پھر منزل فنافی اللہ۔ اب بتائیں! وُہ فقیری کہاں گئی۔ پتہ نہیں اُس نے طنزاً یا مذاقاً بات کی حضور نے سرِ انور آہستہ آہستہ اوپر اُٹھایا اور سنبھل کر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا تو دُرویش ہے دُرویشوں پر طنزیہ باتیں نہیں کرتے

Marfat.com

اب میں اُٹھ بیٹھا ہوں۔ اب میں سب کچھ ہوں جو کام مُجھ سے کروانا ہے کروالے اور بڑی راز و نیاز کی گُفتگو فرمائی۔ اتنے جوش و جذبہ سے اِرشادات فرمائے کہ میاں صاحب اُٹھ کر زمیں بوس ہوئے ۔آداب و نیاز کے بعد وہیں نیچے چٹائی پر آپ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے ۔عرض کی حضور! غُلام کو کیسے یاد فرمایا ہے۔ کیسے مہربانی فرمائی۔ کیا حُکم ہے۔ آپ نے سب لوگوں کو باہر جانے کا حُکم فرمایا ۔ایک میں اور ایک سُلطان محمود کھوڑی والا رہ گئے ۔آپ نے فرمایا میں آج دُنیا سے جا رہا ہوں۔ ہمارا حُکم آ گیا ہے۔ یہ مولوی لوگ مجھے ہاتھ نہ لگائیں ۔یہ ہمارے حال سے واقف نہیں ہوتے ۔جس طرح رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی المرتضیٰؓ اور چند خاص خاص اہلِ بیتؓ نے غُسل دیا اسی طرح آپ نے فرمایا آج میری تیاری ہے میرا جنازہ تُم نے پڑھانا ہے۔ میں نے تُمہیں اپنے جنازے کے لیے بُلایا ہے، میں نے اپنی تجہیز و تکفین کے لیے تجھے بُلایا ہے۔ اِتنے میں کھانا آیا۔ اُس نے کہا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک آپ میرے ساتھ کھانا نہ کھائیں۔ حضورؒ نے فرمایا مجھے تو مہینہ ہو گیا ہے۔ غذا اندر نہیں جاتی۔ سانس بڑی مُشکل سے لے رہا ہوں۔ دمہ کی وجہ سے پھیپھڑے بند ہو چکے ہیں ۔اُس نے کہا پھر میں بھی حرام زادہ ہوا جو ایک لُقمہ بھی کھاؤں۔ یا تو آپ مقاماتِ فنا فی اللہ، بقا باللہ سے توبہ کریں یا روٹی کھائیں۔ آپ نے اُس کے ساتھ مل کر کھانا شروع کیا اور سالم روٹی تناول فرمائی۔ آدھی وہ کھا گیا اور آدھی آپ نے کھائی۔ بھلا مریض ساگ اور روٹی کیسے کھا سکتا ہے۔ دیر تک راز و نیاز کی گُفتگو ہوتی رہی ۔فرمایا آج رات تُم چک ''کوہڑی دی جھوک'' چلے جاؤ کیونکہ گھر والوں اور دُرویشوں کے رونے سے تمہیں تکلیف ہو گی۔ کل میرا جنازہ پڑھا کر چلے جانا۔ میاں صاحب رو پڑے اور تکمیلِ حُکم ''کوہڑی دی جھوک'' چلے گئے۔ اُسی شب حضور کا وصال ہو گیا۔

Marfat.com

ملفوظ۔۴۱

ایک روز اِرشاد ہُوا۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کسی نے شکایت کی کہ آج کل دہلی کا نظام دُرست نہیں ہے اِس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا! آج کل یہاں کا صاحبِ خدمت (یعنی دہلی کا ابدال) بہت نرم مزاج ہے۔ پُوچھا وُہ کون صاحب ہیں۔شاہ صاحب نے فرمایا وُہ اس وقت دہلی کے کنجڑہ بازار میں خربوزے بیچ رہا ہے۔چنانچہ وُہ اس کا امتحان لینے کے لیے گیا اور امتحان ایسے کیا کہ خربوزے کاٹ کاٹ اور چکھ چکھ کر سب ناپسند کر کے ٹوکرے میں رکھ دیے وُہ کچھ نہ بولے۔چند روز کے بعد دیکھا کہ انتظام بالکل دُرست ہے۔اسی شخص نے پھر پُوچھا کہ آج کل دہلی کا ابدال کون ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا: ایک سقہ ہے جو چاندنی چوک میں پانی پلاتا ہے۔یہ شخص وہاں پہنچ گیا اور اُن سے پانی مانگا۔انہوں نے پانی دیا۔اُس نے پانی میں ایک تنکا ڈال کر کہا یہ پانی صاف نہیں اور پانی دیں۔پانی زمین پر گرا کر دوسرا کٹورہ مانگا تو انہوں نے ایک تھپڑ لگایا اور فرمایا تو نے مجھے بھی خربوزے والا سمجھ لیا ہے۔

(یہ واقعہ مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب تادیب المعصیہ صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے)۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا جب میں ایم۔بی نیو ٹی۔بی ہسپتال فیصل آباد میں زیرِ علاج تھا تو جھنگ بازار میں ایک موچی جوتوں کی مُرمت کرتا تھا میں روزانہ اُس کے پاس چلا جاتا اور ایک چونّی (۲۵ پیسے) دے کر اپنا جوتا مُرمت کرواتا اور وہیں اس کے پاس بیٹھا رہتا۔ جب میں متواتر جانے لگا تو ایک روز اُس نے کہا صاجزادے! آج کے بعد میرے پاس نہ آنا۔تُو مجھے خوب سمجھتا ہے اور سُن! اگر میرا راز کسی پر ظاہر کر دیا تو میں تیرا راز بھی فاش کر دوں گا۔خود کو چھپائے رکھنا ہے تو مُجھے بھی پوشیدہ رہنے دو۔آج کے بعد پھر ہم کبھی نہیں مِلیں گے چند دنوں کے بعد میں یہ دُنیا چھوڑ جاؤں گا اور جب میں یہاں سے چلا گیا تو تجھے

Marfat.com

بھی فیصل آباد نہیں رہنے دیا جائے گا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا چند ہی دنوں کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا میں نے اُس کی چارپائی کو کندھا دیا اور جنازے میں شرکت کی۔ واپس ہسپتال آیا تو بستر پر رُخصتی کا لیٹر پڑا ہوا تھا۔ ڈاکٹروں نے مجھے ہسپتال سے فارغ کر دیا اور میں بھی اُسی شب واپس بلوآنہ شریف آ گیا۔

حضرتِ قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ وُہ موچی اُس وقت والئی فیصل آباد یعنی ابدال تھا۔ اتنے میں ایک دُرویش نے عرض کی حضور! اِس وقت جھنگ کا ابدال کون ہے؟ آپ خاموش ہو گئے راقم الحروف نے عرض کی ابدال جو بھی ہے وُہ بڑا مہربان ہے کیونکہ آجکل جھنگ شیعہ سُنّی فسادات کی لپیٹ میں ہے اور ابدال خاموش ہے! حضور قبلہ عالم ہنس پڑے۔ آپ کی اِس ہنسی اور معنی خیز مُسکراہٹ میں کئی راز پنہاں تھے جو حضور نے عیاں نہ کیے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ موجودہ دور میں دو ولی اللہ اولیائے کرام میں نُمایاں ہیں۔ ایک جگر گوشہ پیرانِ پیر سیدنا طاہر علاؤالدین گیلانیؒ اور دُوسرے صوفی برکت علی لُدھیانویؒ ہیں۔

پھر فرمایا کہ میں ایک مرتبہ سالار والا کے قریب میاں سعید احمد گارڈ کے پاس گیا تو میں صوفی برکت علی لُدھیانویؒ کی مُلاقات کے لیے دارالاحسان گیا۔ آپ اس وقت کُچھ لکھ رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی لکھنا بند کر دیا۔ کھڑے ہو کر بڑا پُر تپاک استقبال کیا۔ ہم تقریباً آدھا گھنٹہ اُن کے پاس بیٹھے رہے پھر میں نے رُخصت چاہی اور دُعا کے لیے کہا تو صوفی صاحب فرمانے لگے میں دیکھ رہا ہوں کہ مشائخ قادریہ آپ کے کندھوں پر جلوہ افروز ہیں اُنہیں آپ پر فخر ہے اس لیے آپ ہمارے لیے دُعا کریں پھر ہم آپ کے لیے دُعا کریں گے۔ بالآخر پہلے مُجھے ہی دُعا مانگنا پڑی پھر اُنہوں نے دُعا فرمائی۔ رُخصت ہوئے تو آگے تک خُود چھوڑنے کے لیے تشریف لائے۔ پھر علیحدگی میں مُجھے فرمایا یہ گارڈ آپ کا دُرویش ہے اِسے کہیں لنگر خانہ میں لکڑیوں کی ضرورت پُوری کیا کرے۔ میں۔ نے کہا سُنا تھا کہ

Marfat.com

جناب تو کسی سے کچھ مانگتے ہی نہیں ۔ فرمایا ارے بھائی! اپنوں سے لیتے ہیں غیروں سے نہیں۔ میں نے کہا جناب تاکید کردوں گا ضرور خدمت کرتا رہے گا۔

ایک روز حضور قبلہ عالمؒ صبح کے وقت نہایت ہشاش بشاش بیٹھے تھے فرمایا آج رات دونوں جہانوں کے محبوب میرے آقا کملی والے ﷺ نے مجھے دیدار سے فیض یاب فرمایا۔ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت میں محو تھا اچانک میں نے محسوس کیا کہ میری داڑھی حضور ﷺ کی ریش مبارک سے کچھ لمبی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے آقا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا فِدَاکَ اُمّی وَ اَبّی وَروحی وقلبی وجسدی یارسول اللہ ﷺ داڑھی کی لمبائی کس قدر ہونی چاہیے۔ آپؐ نے اپنے پیچھے بیٹھے ایک شخص کی طرف اشارہ فرمایا کہ اِن سے دریافت کرلو۔ میں نے دیکھا کہ وُہ شخص سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اُنہوں نے ہاتھ میں ایک انگوٹھی پہنی ہوئی ہے جس پر لکھا ہے الصدق ینجی (سچائی نجات دِلاتی ہے) میں آپؓ کی طرف متوجہ ہوا اور اپنا مسئلہ پُوچھا تو آپؓ نے فرمایا "داڑھی مُٹھی بھر" ہونی چاہیے، تلوار کے قبضہ کے برابر، یعنی چار اُنگلیاں۔ تُمہارے پیر (سید سردار علی شاہؒ) نے نہیں کہا ہے؟

ع چوتھی چن مُبارک وانگوں داڑھی پاک نبیؐ دی

مزید فرمایا کہ لبوں کے نیچے چہار اُنگلیاں رکھ کر باقی داڑھی کٹوا دینا چاہیے۔ حضور قبلہ عالم یہ مُبارک خواب بیان فرما کر کچھ دیر خاموش ہو گئے۔ پھر حجام کو بلوایا اور لبوں کے نیچے چار اُنگلیاں رکھ کر باقی داڑھی مُبارک کٹوا دی پھر تاحیات اِس پر عمل پیرا رہے۔ مجلس برخاست ہوئی تو مجھے ماسٹر محمد اسحٰق گِل نے بتایا کہ ہمارے گھر میں کئی دِنوں سے داڑھی کے مُتعلق مسئلہ زیر بحث تھا۔ میں نے اُنہیں کہا کہ میں یہ مسئلہ حضور قبلہ عالمؒ سے پُوچھوں گا۔ میرے حاضر ہوتے ہی حضور نے سب کچھ بیان کر دیا۔ پُوچھنے کی نوبت ہی نہ رہی ۔ حضرت قبلہ

Marfat.com

عالمؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو داڑھی خود بتاتی ہے کہ اب میں بمقدار سُنت زیادہ ہو رہی ہوں کیونکہ چار انگلیوں کے بعد داڑھی بَل کھا جاتی ہے۔ جہاں سے بَل کھائے وہیں سے کٹوا دینی چاہیے۔ بَل سے پہلے تک داڑھی سُنت ہے۔

ایک دُرویش نے حضور قبلہ عالمؒ سے عرض کی جناب! خانہ کعبہ میں حضرت علی المُرتضیٰؓ کے علاوہ بھی کوئی پیدا ہوا؟ حضور نے فرمایا ہاں ایک صحابی ہوئے ہیں حضرت حکیم بن حزامؓ، وُہ بھی خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام صفیہ یا فاختہ تھا۔ وُہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں کہ دردِ زہ شُروع ہوا۔ واپس گھر نہ جا سکیں اور کعبہ شریف کے اندر گھُس گئیں۔ وہیں یہ پیدا ہوئے۔ آپ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بھتیجے تھے۔ آپ کی عُمر ایک سو بیس برس ہوئی۔ ساٹھ برس زمانہ جہالت میں گزارے اور ساٹھ برس زمانہ اسلام میں۔ ایک خصوصیت آپ کی یہ بھی تھی کہ جس قدر نیکی کے کام آپ نے زمانۂ جہالت میں کیے اتنے ہی اسلام کے دور میں بھی کیے۔ حضور قبلہ عالمؒ اکثر یہ بیت بھی پڑھا کرتے۔

فَاَنۡصُرۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ نَصۡراً عَتَدَا

وَدۡعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاتُوۡ مَدَدَا

(رسولِ خدا سے نُصرت طلب کرو تمہیں ضرور ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو پُکارو وُہ ضرور تُمہاری مدد کریں گے۔)

Marfat.com

ملفوظ۔ ۴۲

ایک روز مجلس میں گفتگو نماز کی پابندی کے بارے میں ہو رہی تھی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَر (پ۲۱:ع۱۶) نماز بچاتی ہے فحش اور گناہوں سے۔ تفسیر میں ہے نماز کا تارک کبھی گناہوں سے پاک نہیں ہو سکتا۔ ترکِ نماز فحش اور برائیوں کی جڑ ہے۔ بعد ازاں حضور قبلہ عالمؒ نے اِس آیت مبارکہ کا مطلب عارفانہ انداز میں کچھ اس طرح ارشاد فرمایا "فحش اور منکرات سے دور رہنا ہی نماز ہے"۔

؎ جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دِل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا مِلے گا نماز میں

بعد ازاں فرمایا شریعت میں خواہ دل حاضر ہو یا نہ حاضر ہو نماز دُرست ہوتی ہے مگر طریقت میں اصحابِ سلوک کہتے ہیں کہ جب دِل حاضر نہ ہو اور حق تعالیٰ کے سِوا کسی اور کا خیال دل میں آئے تو نماز دُرست نہیں ہوتی اسے پھر پڑھنا چاہیے کیونکہ خیالات کا آنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

؎ جب صحیح سجدہ کیا اللہ کو دورانِ نماز
دُھل گئے سارے گُناہ کیا خوب دھوون ہے نماز

شیخ ابو بکر شبلیؒ کا قول ہے "تمہارے پاس اس وقت جو سرمایہ ہے اس کو نیاز میں صرف کرو کل یہی سرمایہ بس تُمہارے پاس ہوگا ہمیشہ اِس سرمایہ نیاز سے تعلق رکھنا چاہیے"۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا "جس وقت انسان نماز میں کھڑا ہو تو سراپا نیاز بن کر اِس کے حضور سجدہ ریز ہوتا کہ اُس سجدہ کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔

Marfat.com

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِيۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ (پ۱۸:ع ۱)

وہی مومن نجات پاگئے جو نمازوں میں عاجزی اور گریہ زاری کرتے ہیں۔مزید فرمایا انسان ہر وقت سرتاپا نیاز ہوکر رہے بلکہ اس قول کو لکھ کر ہمیشہ اپنے سامنے رکھے۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ انصاریؒ اِسی قول کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس سرمایہء نیاز (یعنی حاجت مندی حق سبحانہٗ تعالیٰ کے حضور) کو یہاں سے ساتھ لے جانا چاہیے۔کل قیامت میں منافقوں سے کہا جائے گا ارۡجِعُوۡا وَرَآءَكُمۡ فَالۡتَمِسُوۡا نُوۡرًا (پ ۲۷:ع ۱۸) تم اپنے پیچھے کی طرف لوٹو اور نور کو تلاش کرو۔

مزید فرمایا شیخ شبلیؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ اس قول کو لکھ لو تم شبلیؒ سے اس سے بہتر اور کوئی قول (تحریر میں نہ لاسکوگے) کل قیامت میں تمہارا یہ وقت واپس نہیں لایا جائے گا کیونکہ یہ وقت جو تمہارے پاس اب موجود ہے یہی وہاں بھی موجود ہوگا بس اِس وقت میں سراپا نیاز بن جاؤ۔

مَنۡ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدۡ كَفَرَ

(جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تحقیق اس نے کفر کیا۔)

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

ع تیری یاد بناں میرے محبوبا جیہڑا ساہ آیا اوہ حرام آیا

عجلو الصّلوٰة قبل الفوت

(نماز کو قضاء ہونے سے پہلے ادا کرو)۔

Marfat.com

اَلْمُنَافِقُ فِی الْمَسْجِدِ کَالطَّیْرِ فِی الْقَفَسِ

(منافق کو مسجد ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے پرندے کو پنجرہ)۔

؎ زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے
بے حُبِّ اہلِ بیت عبادت حرام ہے

اَلْمُؤمِنُ فِی الْمَسْجِدِ کَالسَّمَکِ فِی الْمَاءِ

(مومن کو مسجد ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے مچھلی کو پانی)

وَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوْا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ
۔(پ ا:ع ۵)

نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو۔

؎ آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اَنْ تعبد اللّٰہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ۔

(خدا کو دیکھ کر عبادت کرو)

؎ تو سامنے آ میں سجدہ کروں تب لطف ہے سجدہ کرنے کا
تو اور کہیں میں اور کہیں تیرے نام کو سجدہ کون کرے

Marfat.com

اَلصَّلٰوۃ مِعراج المُؤمنین

(نماز مومنوں کی معراج ہے)

اصلِ نماز ہے یہی رُوحِ نماز ہے یہی
میں تیرے رُوبرو رہوں تُو میرے رُوبرو رہے

بعد ازاں فرمایا نمازِ عصر کی سُنت اور فرض میں سورۃ عصر پڑھنی چاہیے۔ جس نماز میں دو سُنت ہوں وہاں پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنی چاہیے۔ نمازِ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ کوثر دوسری رکعت میں سورہ کافرون اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ کر رفع یدین کریں۔ دعا **رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیا حَسَنَۃ و فِی الاٰخرۃ حَسَنَۃ وَقِنَا عذاب النّار** مانگنی چاہیے۔ یہ سب حضرتِ غوث اعظمؒ کی سنتِ مبارکہ ہیں۔ تمام درویش ہر نماز کے بعد دس (۱۰) مرتبہ وظیفہ درود شریف (**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحمد وَ بارک وسلم**، دس (۱۰) مرتبہ قل شریف اور آخر میں دس مرتبہ کلمہ شریف بامعنی باجلّی یعنی ذکر نفی اثبات کیا کریں۔

حضور اکثر فرماتے ہمارے مسلک اہل سنت والجماعت کے اوقاتِ اذان میں ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہے۔ فجر کی اذان طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے، ظہر کی اذان دوپہر بارہ بجے سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد، عصر کی اذان غروبِ آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اور عشاء کی اذان غروبِ آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد ہوتی ہے۔ پھر اذان کے بعد دُعا کے بارے میں بُخاری شریف کی یہ حدیث مبارکہ بیان فرمائی کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اذان سُن کر یہ دُعا پڑھی **اَللّٰھُمَّ رب هذه الدعوة والصلوٰة القائمة اٰت محمدَ نِ الوسيلة والفضيلة وَابعثه**

Marfat.com

مقاماً محمودن الذی وعدتہ ۔اسکے لیے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہوگی۔حضور قبلہ عالمؒ اکثر فرمایا کرتے ''جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ میرا مُرید نہیں ہے''

ایک روز گفتگو محبتِ الٰہی اوراس کے آداب سے متعلق ہوئی۔حضور نے فرمایا ایک کنیز عرصہ بیس برس تک حضرت حبیب عجمیؒ کے ہاں رہی لیکن آپ نے کبھی اُس کا چہرہ تک نہ دیکھا۔ایک دِن اُسی کنیز سے فرمایا ذرا میری کنیز کو آواز دے دو۔اُس نے عرض کی حضور! میں ہی آپ کی کنیز ہوں۔فرمایا عرصہ تیس برس میں میرا خیال سوائے حق تعالےٰ کے کسی اور طرف نہیں گیا۔یہی وجہ ہے کہ تُم کو شناخت نہ کرسکا۔

شیخ ابوبکر شبلی قدس اللہ سرہٗ (**قُل لِلمُؤمِنِینَ یَغُضُّوا مِن اَبصَارِھِم** (پ ۱۸:ع ۱۰) اے حبیبؐ! مومنین سے فرمادیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَبصار الرؤس عن المحارم وابصار القلوب عما سوی اللہ یعنی چشم ہائے ظاہری کو حرام چیزوں سے چھپائیں اور چشمِ باطن کو ماسوی اللہ سے چھپائیں۔

عارفِ نامی حضرت جامیؒ فرماتے ہیں۔

رفت آنکہ بقبلہ بتان روئے آرم
حرفِ غم شاں بلوح دل بنگارم
(اب ختم ہوئے بتوں کو سجدے کے رسوم
غم جن کے ہوا کرتے تھے دِل پر مرقوم)
آہنگِ جمالِ جاودانی دارم
حُسنے کہ نہ جاوداں ازاں بیزارم

Marfat.com

(خواہش ہے جمالِ جاودانی کی مجھے
اس حُسن سے یا رب نہ نظر ہو محروم)

نقل ہے ایک آدمی شیخ ابوسعید ابوالخیر نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپ مسجد میں تھے۔ اُس نے مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنا بایاں پاؤں پہلے رکھا۔ آپ نے اُس سے فرمایا۔ یہاں سے نکل جاؤ کیونکہ جو شخص دوست کے گھر میں داخل ہونے کے آداب سے واقف نہیں اس سے ملنا جُلنا، اس کے پاس بیٹھنا مناسب نہیں ہے۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است
جز یادِ دوست ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدؔی بشو از لوحِ دِل نقشِ غیرِ حق
علمے کہ ترک راہ کند از خجالت است

(جس علم سے حق کی پکی شناخت نہ ہوسکے وُہ علم جہالت سے بھی بدرجہا بُرا ہے۔ اپنے یار کے تذکرے کے علاوہ تو جو بھی پڑھے گا وُہ سب جھوٹ ہے۔ اے سعدی اپنے دِل کی تختی سے حق کے علاوہ سب حروف مٹا دے۔ جو علم اصل راہ پر نہ چلنے دے وُہ رسوائی کا سبب بنتا ہے)۔

حضرت مالک بن دینارؒ کا ہمسایہ ایک بدمعاش تھا۔ لوگ اس سے بہت پریشان رہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے اُس کے مظالم کی شکایت کی تو آپ نے اُس کے پاس جا کر نصیحت فرمائی۔ چنانچہ اُس نے گستاخی سے پیش آتے ہوئے کہا کہ میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخیل ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ میں بادشاہ سے تیری شکایت کروں گا تو اُس نے جواب دیا کہ وُہ بہت ہی کریم

Marfat.com

ہے اور میرے خلاف کسی کی بات نہیں سُنے گا۔آپ نے فرمایا اگر وُہ نہیں سُنے گا تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا۔اُس نے کہا وُہ بادشاہ سے بھی بہت زیادہ کریم ہے یہ سُن کر آپ واپس آ گئے۔لیکن کچھ دنوں کے بعد جب اُس کے مظالم حد سے فزوں ہو گئے تو لوگوں نے پھر آپ سے شکایت کی اور آپ پھر نصیحت کرنے جا پہنچے لیکن غیب سے ندا آئی کہ میرے دوست کو مت پریشان کرو۔آپ کو یہ ندا سُن کر بہت حیرت ہوئی اور اس نوجوان سے کہا کہ میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پُوچھنے آیا ہوں جو میں نے راستہ میں سُنی ہے۔ اُس نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت راہِ خُدا میں خیرات کرتا ہوں اور پورا اثاثہ خیرات کر کے نامعلوم سمت کی طرف چلا گیا جس کے بعد سوائے حضرت مالک بن دینارؒ کے کسی نے اُس کو نہیں دیکھا اور آپ نے بھی مکہ معظّمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ وُہ بہت ہی کمزور اور قریب المرگ تھا۔کہہ رہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مُجھ کو اپنا دوست فرمایا ہے۔میں اس پر اور اس کے احکام پر جان و دِل سے نثار ہوں اور مجھے علم ہے کہ اُس کی رضا صرف عبادت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور آج میں اُس کی رضا کے خلاف کام کرنے سے تائب ہوں یہ کہہ کر دُنیا سے رُخصت ہو گیا

پھر فرمایا ہمارا جسم کیڑوں کی خوراک ہے فانی اور مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاتا ہے لہٰذا اسے محبوبِ حقیقی کے عشق کی بھٹی میں اس طرح جلاؤ کہ پھر اسے مٹی نہ کھا سکے ویسے بھی مقبولانِ الٰہی کا جسم مٹی پر حرام ہے۔حضور اکثر یہ اشعار بھی پڑھا کرتے

ہر کہ عاشق شُد جمالِ ذات را

اوست سید جُملہ موجودات را

(جو شخص اپنے محبوبِ حقیقی کے جمال کا عاشق ہے وہی تمام موجودات کا سردار ہے)

Marfat.com

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

(آنکھ، کان اور لب بند کرلے پھر اگر حق تعالیٰ کو نہ دیکھے تو سمجھنا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وُہ مجذوب کی بڑتھی)۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۴۳

ایک روز اِرشاد ہوا شیخ حسین بن منصور حلاّج اور شیخ ابو بکر شبلی قدس اللہ اسرار ھما دونوں سید الطائفہ حضرت جُنید بغدادی کے مُرید تھے۔ایک روز شیخ حُسین منصورؒ آستانہ شیخ پر حاضر ہوئے اور دستک دی۔حضرت جنید بغدادیؒ نے دریافت فرمایا کون ہے عرض کیا حق۔آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہو بلکہ کہو" حق کے ساتھ" یعنی گفت نہ حقی بلکہ بحقی۔لیکن شیخ حُسین منصورؒ نے پھر فرمایا حق۔جب تیسری مرتبہ بھی کہا تو حضرت جُنید بغدادیؒ نے فرمایا **ای خشیتہ تفسدھا** یعنی وُہ کون سی چوب ودار ہے جو تجھ سے آلودہ وچرب ہوگی۔جب آپ نے انا الحق کا نعرہ لگایا تو آپ پر کفر کا فتویٰ لگا کر قید کر دیا گیا۔جب آپ کو قید خانہ میں ڈالا گیا۔رات کو لوگوں نے جا کر دیکھا تو آپ وہاں نہیں تھے دوسری شب نہ آپ موجود تھے نہ قید خانہ جبکہ تیسری شب آپ بھی موجود تھے اور قید خانہ بھی۔جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا پہلی شب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تھا جبکہ دوسری شب آنحضرت ﷺ یہاں تشریف فرما تھے اس لیے قید خانہ گُم ہو گیا اور اب مجھے شریعت کے تحفظ کی خاطر پھر یہاں بھیج دیا گیا ہے۔آپ قید خانہ کے اندر ایک رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔پھر جب لوگوں نے پوچھا کہ انا الحق خود آپ ہیں تو نماز کس کی پڑھتے ہیں فرمایا اپنا مرتبہ ہم خود سمجھتے ہیں۔شیخ حُسین منصورؒ کے فرزند شیخ احمد سے منقول ہے کہ قتل سے پہلی شب میں نے والِد بزرگوار سے عرض کی کہ مجھے کُچھ وصیت فرمایئے تو انھوں نے فرمایا" اپنے نفس کو اس سے پہلے کہ وُہ تجھے کسی کام میں مشغول کرے مشغول کر دے" (یعنی ذکرِ حق میں مشغول کر دینا مُراد ہے) میں نے عرض کی کچھ اور فرمایئے" خواہ تمام دُنیا تیری خدمت میں مشغول ہو لیکن تو اس بات میں کوشش کر جس کا ایک ذرہ ثقلین (بمعنی جن وانس) کے عمل سے برتر اور بہتر ہو" یہ سُن کر میں نے دریافت کیا وُہ

Marfat.com

کون سی بات اور کون سا عمل ہے جس کا ایک ذرہ عملِ ثقلین سے برتر ہے تو انہوں نے فرمایا "معرفت الٰہی"۔

قید خانہ میں شیخ حسین منصورؒ کے علاوہ اور بھی تین سو قیدی موجود تھے۔ جب آپ نے اِنہیں فرمایا کہ میں تم سب کو رہا کر دوں تو انہوں نے کہا اگر یہ طاقت ہے تو پھر تم خود یہاں کیوں آئے ہو۔ آپ نے اشارہ فرمایا تمام قیدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔ دوبارہ اشارہ فرمایا تو تمام دروازوں کے قفل ٹوٹ کر گر پڑے اور قیدیوں سے فرمایا جاؤ ہم نے تمہیں رہا کر دیا۔ جب قیدیوں نے کہا آپ بھی ہمارے ہمراہ چلیے تو فرمایا میرا اپنے آقا کے ساتھ ایک ایسا راز وابستہ ہے جو سُولی پر چڑھے بغیر حل نہیں ہو سکتا چنانچہ صبح کو دیکھا گیا تو تمام قیدی فرار ہو چکے تھے سوائے آپ کے کوئی قید خانہ میں نہ تھا جب یہ اطلاع خلیفہ وقت کو پہنچی ۔ اُس نے حکم دیا انہیں کوڑے مارو اور جلد ہی قتل کر دو۔ چنانچہ آپ کو قید خانہ سے باہر لایا گیا اور تین سو کوڑے مارے گئے۔ آپ انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ ایک ہی حالت میں کھڑے رہے۔

جس نے آپ کو کوڑے مارے اُس کا بیان ہے میں ہر کوڑے پر یہ آواز سُنتا یا ابنِ منصور لا تخف یعنی اے ابنِ منصور خوف زدہ نہ ہو لیکن میں حُکمِ سرکاری سے مجبور تھا۔ جس وقت آپ کو سُولی دی جانیوالی تھی وہاں اس وقت ایک لاکھ افراد کا اجتماع تھا۔ آپ ہر سمت دیکھ کر حق حق حق اور "انا الحق" کہہ رہے تھے۔ ایک بزرگ نے اس وقت پوچھا عشق کسے کہتے ہیں؟ فرمایا آج کل اور پرسوں تجھ کو معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی دن آپ کو پھانسی دی گئی۔ اگلے دِن آپ کی نعش مُبارک جلائی گئی اور تیسرے دِن خاک دریا میں بہا دی گئی۔ جس وقت آپ کو پھانسی کے پھندے کے نیچے لے جایا گیا تو کسی نے پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا پھانسی تو مردوں کا مزاج ہے۔ پھر قبلہ رو ہو کر فرمایا میں نے جو کچھ طلب کیا تو نے عطا کر دیا۔ جس وقت آپ کو سولی پر چڑھایا گیا تو آپ کے ہر ہر عُضو سے انا الحق کی آواز

Marfat.com

آنے لگی پھر جب ہر عُضو کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا صرف گرن اور پُشت باقی رہ گئے تو ان دونوں حصوں سے انا الحق کا ورد جاری تھا جس کی وجہ سے اگلے دِن آپ کو اس خوف کی وجہ سے جلا دیا گیا کہ کہیں مزید کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔ آخر کار جب آپ کی راکھ کو دریائے دجلہ میں ڈالا گیا تو پانی میں ایک جوش پیدا ہوا اور سطح آب پر کُچھ نقوش بننے لگے چنانچہ آپ کے خادم کو وُہ وصیت یاد تھی جو آپ نے اپنی زندگی میں فرمائی تھی کہ جس وقت میری راکھ کو دجلہ میں پھینکا جائے گا تو پانی میں ایک ایسا جوش وطوفان پیدا ہوگا کہ پورا بغداد غرق ہو جائے گا۔ جب یہ کیفیت ہو تو میری گدڑی تم دجلہ کو جا کر دکھا دینا۔ چنانچہ جب خادم نے آپ کی وصیت پر عمل کیا تو پانی اپنی جگہ ٹھہر گیا اور تمام راکھ جمع ہو کر ساحل پر آ گئی۔ جس کو لوگوں نے نکال کر دفن کر دیا۔ اس واقعہ سے شیخ شبلیؒ کو بھی جوش آ گیا اور آپ کی زبان سے بھی کچھ شطحیات ظاہر ہوئے۔ جب علماء نے سُنا تو کہا یہ بھی کوئی حُسین منصورؒ کا بھائی ہے لہٰذا اسے بھی پکڑ کر وُہی حال کرو جو حسین منصورؒ کا کیا تھا۔ آپ کو پکڑ کر حاکمِ وقت کے پیش کیا گیا۔ اُس نے جلاد کو حُکم دیا کہ اس کا سر بھی تن سے جُدا کر دو۔ آپ نے فرمایا ذرا توقف کرو اور پہلے میری آخری انگلی تو کاٹ کر دیکھو۔ جب انگلی کاٹی گئی تو حاکم سمیت تمام درباریوں کی آخری انگلی کٹ گئی۔ فرمایا اب مجھے قتل کرو لیکن پھر کسی کی مجال تک نہ ہوئی۔ آپ اکثر فرماتے مجھ میں اور حسین منصورؒ میں اتنا فرق ہے کہ اُسے لوگوں نے دانشور تصور کر کے قتل کر دیا اور مجھے دیوانہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔

ایک آدمی شیخ شبلیؒ کے مکان پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ شیخ شبلی برہنہ پا و برہنہ سر باہر نکلے اور دق الباب کرنے والے سے پوچھا کس کو بُلاتے ہو اُس آدمی نے کہا شیخ شبلی کو۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے سنا نہیں کہ وہ کافر ہو کر مرا۔ خُدا اس کی مغفرت نہ فرمائے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا شیخ شبلیؒ نے یہ الفاظ اپنے نفس کے لیے کہے تھے۔

Marfat.com

ایک دفعہ کئی آدمی آپ کے مکان پر موجود تھے۔آپ نے آفتاب کی طرف دیکھا کہ ڈوبنے والا ہے۔آپ نے فرمایا نماز کا وقت آگیا لوگ نمازِ عصر کے لیے اُٹھے۔شیخ شبلیؒ ہنس پڑے اور فرمایا کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ نسیت الیوم من عشقی صلاتی
فلا ادری غداتی من عشائی

(آج میں عشق کے باعث نماز بھول گیا اور مجھے صُبح اور شام کی خبر ہی نہیں رہی)

؎ فذکرک سیدی اکلی وشربی
ووجھک ان رایت شفائی

(پس اے میرے سردار! تیرا ذکر میرا طعام وشراب ہے اور تیرے چہرے کو اگر دیکھوں تو میرے درد کے لیے شفاء ہے)

شیخ شبلیؒ کا جب وصال ہونے لگا تو لوگوں نے عرض کیا لا الہ الا اللہ کہیے۔فرمایا جب غیر ہے ہی نہیں نفی کس کی کروں؟ لوگوں نے عرض کیا شریعت کا حُکم ہے کہ ایسے وقت میں کلمہ طیبہ پڑھنا چاہیے فرمایا سُلطانِ محبت کہہ رہے ہیں کہ میں رشوت قبول نہیں کروں گا۔اس کے بعد کسی نے بآوازِ بلند لا الہ الا اللہ کہنے کے لیے کہا تو فرمایا کہ مُردہ زندہ کو نصیحت کر رہا ہے۔پھر جب کُچھ وقفہ کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی حالت کیسی ہے؟ فرمایا اپنے محبوب سے مِل گیا ہوں یہ فرما کر دُنیا سے رخصت ہوئے۔

ایک روز دورانِ مجلس ماسٹر محمد اسحٰق گل نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ نماز میں دلیلیں بہت آتی ہیں۔اتنے میں حضور قبلہ عالمؒ نے حاضرِ مجلس ایک اور درویش سے مخاطب ہوکر فرمایا کلمہ طیبہ با معنیٰ پڑھنے سے غیر دلیلیں نہیں آتیں۔پھر وضاحت فرمائی کہ زبان کلمہ پڑھے اور دِل معنیٰ کرے۔

Marfat.com

ملفوظ ۴۴

حضور قبلہ عالمؒ اکثر حضرت امیر خسروؒ کے مندرجہ ذیل نعتیہ اشعار بڑے ذوق وشوق اور اپنی مخصوص لَے میں نہایت سوز وگداز میں پڑھا کرتے۔

جبریل سے اک روز یوں کہنے لگے شاہِ امم
تم نے تو دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
جبریل نے ہنس کر کہا اے مہ جبیں تیری قسم

آفاق ہا گر دیدہ ام مہر بُتاں ور زیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بُتانِ آزری
ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں زیبا تری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری
عالم ہمہ اغمائے تو خلقِ جہاں شیدائے تو
آں نرگس رعنائے تو آوردہ رسمِ دلبری
خسروؔ غریب است و گدا افتادا در کوئے شما
باشد کہ از بہرِ خُدا سوئے غریباں بنگری

Marfat.com

ایک روز حضور قبلہ عالمؒ نے یہی نعتیہ اشعار پڑھنے کے بعد راقم الحروف سے فرمایا دیکھا! حضرت امیر خسروؒ کیا فرماتے ہیں

ع اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بُتانِ آذری

یارسول اللہ ﷺ آپ تو آذر کے بتوں سے بھی زیادہ حسین وجمیل ہیں بھلا یہ بھی کوئی بات ہے جن کے لیے دونوں جہان بنائے گئے ہیں اُنہیں آذر کے بتوں سے تشبیہ دے رہے ہیں بظاہر تو بے ادبی ہے لیکن بات چونکہ محبت میں کی ہے اور اگر کسی کے ساتھ محبت ہو تو پیار میں اُسے جو کچھ بھی کہا جائے روا ہے۔

اگر ہو عشق تو ہے کُفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک چرواہے کے پاس سے گُزرے وہ کہہ رہا تھا میرے اللہ! میں نے سُنا ہے کہ تو اکیلا ہے، نہ تیرا باپ ہے نہ بیٹا، نہ بھائی ہے نہ بہن، تو میرے پاس آجا میں تیری خدمت کروں گا، تجھے بکریوں کا دودھ پلاؤں گا، تمہارے پاؤں دباؤں گا ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے اور فرمایا تو یہ کیا کہہ رہا ہے وُہ ذات تو ان تمام باتوں سے پاک ہے لہٰذا ان کفریہ کلمات سے توبہ کرو۔ وُہ خاموش ہو گیا اور بارگاہِ رب العزت میں آہ وزاری کرنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر پہنچے تو ندا آئی

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

(اے موسیٰ! تجھے اس لیے بھیجا تھا کہ مجھ سے بچھڑے ہوئے بندوں کو ملائے (میرے قریب لائے) نا کہ میرے دوستوں کو مُجھ سے جُدا کرے)۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی یا الٰہی! وُہ تو کفریہ کلمات کہہ رہا تھا۔ ارشاد ہوا تو نے اُس کے دل کی طرف نہیں دیکھا کہ وُہ مجھ سے کتنی

Marfat.com

محبت رکھتا تھا جاؤ اُسے کہو جیسا وہ پہلے کہہ رہا تھا پھر کہے تب میں راضی ہوں۔

بعد ازاں حضرت امیر خسروؒ کے متعلق فرمایا کہ جب اُن کا وصال ہوا اور لوگ اُن کا جنازہ اُٹھائے چلے جا رہے تھے ایک مولوی نے دیکھا تو اپنے دِل میں کہا یہ شخص بڑا بدعتی تھا فوراً آپ نے کفن سے سرِ انور باہر نکالا اور اس مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ارے او ملا! میں بدعتی ہوں، تم میرا جنازہ نہ پڑھو۔

ایک دفعہ حضرت شاہ رُکن عالم ملتانی قدس اللہ تعالیٰ روحہ' حضرت امیر خسروؒ کے مزار پر تشریف لائے اور دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو مزار جُنبش میں آکر ہلنے لگی۔ آواز آئی شاہ رُکنِ عالم! مجھے اپنے نظام الدینؒ کے علاوہ کسی اور کی حاجت نہیں اور نہ ہی تمہاری سفارش کی ضرورت ہے مجھے میرا نظام الدینؒ ہی کافی ہے۔ یہ سُن کر شاہ رُکن عالمؒ وجد میں آگئے اور فرمایا دیکھو قبر میں بیٹھ کر بھی کس قدر اپنے یار سے والہانہ محبت ہے اور اسی کے عشق میں محو و سرشار ہیں۔

نہ چراغیست دریں خانہء ویرانہء ما
روشن از آتشِ عشق تو شدہ خانہء ما

(ہمارے اس خانہء ویران میں چراغ نہیں یہ تمہاری آتشِ عشق ہے جس سے یہ گھر روشن ہوا ہے)۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ملتان میں ایک فقیر صاحب تھے اُن کا ایک مُرید ہر سال اُن کے لیے ایک لُنگی لے کر جاتا۔ وُہ غریب آدمی تھا۔ پورے سال میں بمشکل ایک ہی لنگی تیار کرواتا اور سال بعد پیش کرتا۔ ایک سال لنگی رہ گئی یعنی نہ بنوا سکا۔ لٰہذا اس سال حاضر بھی نہ ہوا دوسرے سال جب لنگی بنوا کر حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے اُس لنگی کو اُس کے سامنے آگ لگا دی۔ درویش نے عرض کی حضور! اِسی لنگی بنوانے کے لیے تو میں ایک سال

حاضر نہیں ہو سکا اور آپ نے اِسے آگ لگا دی۔ ارشاد ہوا جو چیز مجھے اور تجھے ملنے میں حائل ہو اُسے آگ نہ لگاؤں تو کیا کروں۔ یہ عشق ہونا چاہیے۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا سجود بھی حجاب میرا قیام بھی حجاب

حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے "ہماری شریعت و طریقت اپنے پیر کمال کا بتایا ہوا سبق، اس کی خدمت اور اس کی نظر ہے باقی کسی علم کی تجھے کوئی ضرورت نہیں کہ تیرا دِل اصل کتاب ہے۔"

صد کتاب و صد ورق در نار کُن
جان و دِل را جانبِ دلدار کُن

(سینکڑوں کتابیں اور اوراق آگ میں جھونک دے اور اپنا جان و دل کو محبوب کی طرف لگا لے)۔

ایک روز حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے متعلق فرمایا کہ جب آپ لاہور میں نئے نئے آئے تو عید کے روز سب لوگ ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔ آپ کا تو کوئی واقف نہ تھا اس لیے مغموم ہو کر بارگاہِ رب العزت میں عرض کی الٰہی! مجھ سے تو صرف تو ہی آشنا ہے لہٰذا تو ہی مجھے مل۔ اُسی وقت ایک کاغذ کا ایک ٹکڑا آپ کے سامنے گرا جس پر یہ الفاظ تحریر تھے۔ اے علی! میں تیرے ساتھ ہوں اور ایک دِن یہ سارے لوگ تیرے ہوں گے بلکہ یہ شہر بھی تیری ہی نگری کہلائے گا۔

مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ جو اللہ کا ہو گیا اللہ اُس کا ہو گیا۔

مَن لَہُ المولیٰ فَلَہُ الکل۔ جس کا خدا ہے اُس کا سب کچھ ہے۔

آج ایک زمانہ داتا گنج بخشؒ کو جانتا ہے بلکہ لاہور کو "داتا کی نگری" کہتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخشؒ سے منقول ہے کہ میں نے شیخ ابو القاسم گرگانیؒ سے دریافت کیا درویش

Marfat.com

کو کم سے کم کیا ہونا چاہیے تو اُنہوں نے فرمایا جس سے فقر کا نام اُس سے موزوں ہو سکے ۔یعنی اس میں یہ تین چیزیں ہونی چاہییں ۔ایک یہ کہ کپڑے کو درست پیوند لگا سکے۔ دوم سچ بات کہے اور سچ بات سُنے ۔سوم زمین پر سیدھا پاؤں رکھے ۔جب آپ نے یہ باتیں فرمائیں تو اُس وقت میرے ساتھ کچھ اور بھی دُرویش تھے ۔جب ہم اپنی منزل پر واپس آئے میں نے کہا آؤ اس کلام پر بحث کریں اور ان باتوں کو سمجھیں۔ چنانچہ ہر ایک دُرویش نے اپنے عقل اور فہم کے مُطابق ان کی تشریح کی ۔جب میرے بیان کرنے کی نوبت آئی تو میں نے کہا درست پیوند لگانا یہ ہے کہ فقر کے لیے پیوند لگائے نہ کہ زینت کے لیے۔ جب پیوند لگائے تو اگر اُلٹا ہی لگا لے اُس کو سیدھا سمجھا جائے ۔دوسری۔ سچ بات یہ کہ حال سے سُنے خودی سے نہ سُنے اور حق رسی سے اس میں تصرف کرے نہ کہ خوش طبعی اور مزاح کے طور پر اور اس بات کو عقل سے نہیں بلکہ حقیقتِ زندگی کے ساتھ سمجھے۔ تیسری۔ سیدھا پاؤں زمین پر رکھنا یہ ہے کہ پاؤں وجد کے ساتھ زمین پر مارے ۔لہو ولعب کے طور پر نہیں ۔میری ان باتوں کو لوگوں نے بعینہٖ شیخ ابو القاسمؒ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے فرمایا علی (یعنی داتا گنج بخشؒ) درست کہتا ہے۔

شیخ ابو بکر مصریؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں موجود تھا ۔اس وقت وہاں شیخ ابو الحسن نوریؒ اور کچھ دوسرے صوفی حضرات موجود تھے ۔قوال ایک غزل گا رہا تھا۔ شیخ ابو الحسن نوریؒ پر کیفیت طاری ہوگئی اور وُہ رقص کرنے لگے لیکن حضرت جُنید بغدادیؒ اسی طرح بیٹھے رہے ۔شیخ ابو الحسن نوریؒ حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس آئے اور کہا اُٹھو اور یہ آیت پڑھی **اِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ** (پ ۷: ع ۱۵) ”بے شک وُہ لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں“ ۔حضرت جُنید بغدادی نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی **وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ**

Marfat.com

السَّحَابِ (پ ۲۰: ع ۳) ”تم پہاڑوں کو غیر متحرک (جامد) دیکھ رہے ہو حالانکہ وہ اس طرح چلتے ہیں جیسے بادل“ ۔

بعدازاں فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام بہت خوش الحان تھے۔ جب آپ زبور شریف پڑھتے تو اتنے پرندے اکٹھے ہو جاتے کہ آپ کے سر پر سایہ ہو جاتا اور خوبی الحان کے سبب وہ سب بے ہوش ہو جاتے۔

ایک روز حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب حنفی القادری دامت برکاتہم العالیہ نے حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کی جناب پیرانِ پیر دستگیر سیدنا غوث الاعظمؓ نے کبھی ڈھول بھی سُنا تو حضور ہنس پڑے اور فرمایا تم نے قصیدہ غوثیہ نہیں پڑھا سرکارِ غوثِ اعظمؓ خود فرماتے ہیں۔

طبولی فی السماء و الارضِ دُقت
وَشاؤُ سُ السَّعادةِ قد بدالی

(آسمان اور زمین میں میرے نام کے ڈھول بجائے جاتے ہیں اور چاؤش (نقیب) سعادت میرے لیے ظاہر ہو رہے ہیں.

عرس مبارک کے دنوں میں ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم دربار شریف سے ملحقہ سکول میں تشریف لے گئے جہاں میاں سُلطان پرائیں اپنے پاؤں پر ڈھول رکھ کر بجا رہا تھا اور اس کے ساتھ درویش کافیاں پڑھ رہے تھے حضور نے جونہی دیکھا تو آپ کے رُخِ انور پر جلال نمودار ہوا اور فرمایا او سلطان! جسے تو پاؤں پر رکھ کر بجا رہا ہے پتہ ہے اِسے کیا کہتے ہیں ارے اِسے ”ڈھول“ کہتے ہیں اور ڈھول پاؤں پہ رکھ کر نہیں بلکہ سینے سے لگا کر بجایا جاتا ہے اور ”ڈھول“ ہمیشہ سینے میں بجتا اور بولتا ہے۔ (اللہ اکبر وہ کیا نگاہ تھی، وہ کیا ادا تھی کہ جس نے بجنے والے ڈھول کی نسبت کو اپنے من کے ”ڈھول“ سے جوڑ دیا اور ہم نام ہونے

Marfat.com

کی وجہ سے بجنے والے ڈھول کی بھی بے ادبی گوارا نہ کی)۔

حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں ایک روز جب مولینا احمد رضا خان فاضل بریلوی کا یہ شعر پڑھا گیا۔

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

تو حضور ہنس پڑے اور فرمایا جہاں عاشقوں کو اور کوئی بات نہ آئے وہاں بے خودی کہہ دیتے ہیں)۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۴۵

ایک روز مجلس میں آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قُطبی قادریؒ سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی ۔حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا میرے قبلہ والد صاحب ایک روز بلّو آنہ شریف میں رونق افروز تھے کہ حضور میاں عبدالحکیم صاحبؒ (عبدالحکیم والے) مُلاقات کے لیے حاضر ہوئے جو اُس وقت تقریباً پانچ چھے سو سال پہلے کے ولی اللہ گُزر چکے تھے وُہ سبز رنگ کی لمبی قمیض پہنے ہوئے تھے۔ سر پر پگڑی اور ہاتھ میں عصا تھا.کافی دیر حضور کے ساتھ بڑی راز و نیاز کی گُفتگو ہوتی رہی ۔پھر انہوں نے فرمایا میں سرکارِ غوثِ اعظم کے لنگر شریف کا تبرک کھانے کے لیے حاضر ہوا ہوں پھر حضور نے اپنی ایک خادمہ مائی صاباں سے فرمایا کہ میاں صاحب کے لیے لنگر لاؤ۔ جب مائی صاباں گھر جانے لگی تو میاں صاحب نے فرمایا اندر فُلاں کمرے میں فلاں جگہ پر ایک آدھی روٹی اور تھوڑا سا ساگ پڑا ہے وہی لائیں میرے لیے کافی ہے۔ مائی صاباں نے لا کر پیش کر دیا جب میاں صاحب فارغ ہوئے تو انہوں نے اجازت چاہی اور رُخصت ہوئے ۔حضور نے اہلِ مجلس سے فرمایا انہیں جانتے ہو یہ میاں عبدالحکیم صاحبؒ تھے۔اس وقت میاں عُمر حیات اور میاں ماچھیا نے چاہا کہ اُن سے مُلاقات کریں لیکن وُہ تھوڑی دُور جا کر غائب ہو گئے ۔حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا یہ میرا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے بعد ازاں فرمایا قبلہ والد صاحب اکثر شب اپنے چوبارہ پر بسر فرماتے۔آپ کا بستر بچھا رہتا لیکن اِس پر دراز نہ ہوتے ۔موسمِ سرما میں تو اپنے پاؤں کو ٹھنڈے پانی سے بھرے برتن میں رکھ کر ایک اسپیشل کُرسی بنائی ہوئی تھی جس پر بیٹھ کر ساری رات اپنے محبوب کی یاد و معرفت میں گزار دیتے اور فرماتے یہ دُنیا یہ جہان سونے کے لیے نہیں بنے یہاں پر ہم اپنے یار کو منائیں اس کی معرفت حاصل کریں اس سے پیار کریں اور اسی کی یاد و تصور اور دیدار سے اپنے سینہ کو منور کریں۔ جب اس دُنیا سے رُخصت ہونے کا

Marfat.com

وقت آئے گا تو چونکہ تھکے ہوئے ہوں گے قبر میں آرام کریں گے وہاں آرام کریں گے یہاں نہیں۔ زیادہ تر قریبی غُلام بھی آپ کے ساتھ ساری ساری رات جاگ کر گزار دیتے لیکن عام درویشوں کو سونے کی اجازت ہوتی جب پچھلی رات ہوتی تو نمازِ تہجُد کے لیے سب کو بیدار کر دیا جاتا بلکہ ان کے بستر باندھ کر اکٹھے کر دیے جاتے تاکہ سونے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ آپ فرماتے میرے گھر میں کوئی ایک ماہ کا بچہ بھی ہو اُسے بھی جگائے رکھیں وُہ بیشک روتا رہے لیکن انعاماتِ خداوندی سے محروم نہ رہے۔ کئی کئی دِن بلکہ مہینے گزر جاتے مگر آپ کھانے کے قریب تک نہ جاتے لیکن بعض اوقات لوگوں کو دکھانے کے لیے کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا لیتے۔ اکثر حالتِ روزہ میں رہتے اور فرماتے جب تم کھاتے ہو تو گندگی سے اپنے پیٹ کو بھر لیتے ہو، گندی ہوائیں چھوڑتے ہو اور بول و براز کی شکل میں بدبودار بنا کر خارج کر دیتے ہو لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اپنے سینہ کو اللہ کے نور سے بھرو اور روشن کرو۔ آپ کے دور میں دُرویش کبھی کبھی شتالہ وغیرہ اُبال کر کھاتے یا درختوں کے پتوں کی چٹنی بنا کر روٹی سے لگا کر کھاتے۔ الغرض دُنیا آپ کی نگاہ میں باعثِ نفرت تھی۔ لنگر شریف میں ایک گائے بڑی اعلیٰ نسل کی تھی فرمایا اسے بیچ دو تاکہ دہڑ شریف کا کرایہ بن جائے اُسے فوراً بیچ دیا گیا اور وُہ تمام نقدی لے کر آپؒ دہڑ شریف چلے گئے۔ کسی نے لنگر میں ایک بھینس پیش کی ایک روز دورانِ مجلس بھینس کی آواز سے مجلس میں خلل محسُوس ہوا اسے آپ کے حُکم سے اُسی وقت ذبح کر دیا گیا اور اُس کا گوشت مساکین میں بانٹ دیا گیا۔ المختصر یہ تو ایک دو مثالیں ہیں وہاں پر تو معمول ہی یہی تھا۔

حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ دربار ایک ساز کی مانند ہے اور صاحبِ سجادہ اِس ساز کو بجانے والے کی طرح ہے ساز کتنا ہی قیمتی ہو اگر اس کو کوئی ڈھنگ سے بجانے والا نہ ہو تو یہ ساز بے آواز ہے اور اگر اِس ساز کو کوئی ماہر بجانے والا مِل جائے تو اس کی چار ردانگِ

Marfat.com

عالم میں دھوم مچ جاتی ہے۔

بعدازاں فرمایا چار چیزیں نہایت نفیس گوہر ہیں۔ اول. وُہ درویش جو اپنے تئیں دولت مند ظاہر کرے۔ دوم. وُہ بھوکا جو اپنے تئیں پیٹ بھرا ظاہر کرے۔ سوم. وُہ غمناک جو اپنے تئیں خوش ظاہر کرے۔ چہارم. جس سے دُشمنی ہو اسے دوست دکھائی دے۔ پھر فرمایا اہلِ محبت کا مرتبہ ایسا ہے کہ اگر اُن سے پوچھیں آپ نے رات کی نماز ادا کی تھی تو کہہ دے کہ ہمیں فرصت نہیں۔

گر نالد کسے نالد کہ یارے در سفر دارد

تو بارے از چہ می نالی کہ یارے در بغل داری

(نالہ وفریاد تو وُہ شخص کرتا ہے جس کا محبوب سفر میں ہوتا ہے یعنی اس سے دور۔ اے شخص تو نالہ وفریاد کیوں کر رہا ہے جبکہ تیرا محبوب تیرے دِل میں موجود ہے)۔

ایک روز راقم السطور نے کتاب ''زادالاعوان'' اور ماہنامہ ''الاعوان'' کے متعدد شمارے جو کہ ان دنوں میرے بھائی جان حضرت صاجبزادہ پیر محمد اختر حسین مدظلہ العالی کے نام دربار شریف پر آتے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں بطور تائید پیش کیے اور عرض کی حضور ہم قُطب شاہی اعوان سلسلہ نسب کے اعتبار سے ''علوی'' ہیں یعنی سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں۔ حضورؒ نے وُہ کتاب اور رسالہ جات مجھ سے لے کر چند لمحے ورق گردانی فرمائی پھر نہایت کسر نفسی کے ساتھ مجھے فرمایا بیٹا! ایسا نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ ہم اُن کے غلام ہیں۔ اگر اولاد ہیں تو کیا ہم میں اُن جیسے اعمال بھی ہیں۔ فقط غلامی کو سرمایہ افتخار سمجھو۔ حضرت جامیؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ے بندۂ عشق شُدی ترکِ نسب کُن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

(اے جامی! جب تو نگارِ عشق کا غُلام بن چُکا ہے تو نسب کا نام نہ لے اس لیے کہ عشق کی راہ میں فلاں ابنِ فلاں کی کوئی اہمیت اور وُقعت نہیں ہوتی)۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۴۶

ایک روز گفتگو فضائلِ صدقات کے بارے میں ہو رہی تھی ۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا حدیث پاک میں ہے

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِیْرًا وَ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

(رواہ مالک وابوداؤد والنسائی کذافی المشکوٰۃ)۔

حضرت سعدؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ کا انتقال ہو گیا (ان کے ایصالِ ثواب کیلیے) کونسا صدقہ افضل ہے ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے اس پر حضرت سعد نے اپنی والدہ کے ثواب کے لیے ایک کنواں کھدوایا۔

حضرت عبداللہ بن مُبارک کے پاس ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے گھٹنے میں ایک زخم ہے سات برس ہو گئے ہر قسم کی دوا اور علاج کر چکا ہوں کسی سے بھی فائدہ نہیں ہوتا بڑے بڑے طبیبوں سے رجوع کر چکا ہوں ۔ حضرت عبداللہ بن مُبارک نے فرمایا جس جگہ پانی کی قلت ہو وہاں ایک کنواں بنوا دو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ جب اس میں پانی نکل آئے گا تمہارے گھٹنے کا خُون بند ہو جائے گا ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور گھٹنے کا زخم اچھا ہو گیا ۔ مشہور محدث ابو عبداللہ حاکمؒ کے چہرہ پر ایک زخم ہو گیا تھا ہر قسم کے علاج کیے کوئی بھی کارگر نہ ہُوا ۔ ایک سال اسی حال میں گزر گیا ۔ ایک مرتبہ استاد ابو عثمان صابونیؒ سے دُعا کی درخواست کی ۔ جمعہ کا دِن تھا ۔ انہوں نے بڑی دیر تک دُعا کی مجمع نے آمین کہی ۔ دوسرے جمعہ کو ایک عورت حاضر ہوئی اور ایک پرچہ مجلس میں پیش کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ میں گزشتہ جمعہ کو جب گھر واپس گئی تو حاکم کے لیے بہت اہتمام سے دُعا کرتی رہی ۔ میں نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی ۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

حاکم سے کہہ دو کہ مُسلمانوں پر پانی کی وُسعت کرے۔حاکم نے یہ سُن کر اپنے گھر کے دروازہ پر ایک سبیل قائم کر دی جس میں پانی بھرنے اور اس میں برف ڈالنے کا اہتمام کیا ۔ایک ہفتہ گزرا تھا کہ چہرہ کے سب زخم بالکل اچھے ہو گئے اور پہلے سے زیادہ خوشنما چہرہ ہو گیا۔

عَنْ بُهَيْسَةَ عَنْ اَبِهَا قَالَتْ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاالشَّيْءُ الَّذِىْ لَا يَحِلُّ مَنْعُه‘ قَالَ اَلْمَاءُ قَالَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ مَاالشَّيْءُ الَّذِىْ لَا يَحِلُّ مَنْعُه‘ قَالَ اَلْمِلْحُ قَالَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ مَاالشَّيْءُ الَّذِىْ لَا يَحِلُّ مَنْعُه‘ قَالَ اَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ‘‘لَّكَ (رواہ ابوداؤد وکذافی المشکوٰۃ)

حضرت بہیسہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد صاحب نے حضور انور ﷺ سے دریافت کیا کہ وُہ کیا چیز ہے جس کا (کسی مانگنے والے کو دینے سے) روکنا جائز نہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا پانی ۔میرے والد نے پھر یہی سوال کیا۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا نمک۔ میرے والد نے پھر یہی سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو بھلائی تو کسی کے ساتھ کر سکے وُہ تیرے لیے بہتر ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ اپنی زندگی میں میرے مال سے حج کرتی تھیں ، میرے ہی مال سے صدقہ دیتی تھیں، صلہ رحمی کرتی تھیں ،لوگوں کی امداد کرتی تھیں ۔اب اُن کا انتقال ہو گیا۔یہ سب کام اگر میں اِن کی طرف سے کروں تو اُن کو اِن کا ثواب پہنچے گا۔تو حضور ﷺ نے فرمایا پہنچے گا۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت نے حضور انور نورِ مجسم ﷺ سے سوال کیا کہ میری والدہ کا دفعتہً انتقال ہو گیا۔اگر اچانک نہ ہوتا تو کچھ صدقہ وغیرہ کرتیں۔اگر میں ان کی طرف

Marfat.com

سے کچھ صدقہ کروں تو ان کی طرف سے ہو جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں اُن کی طرف سے صدقہ کردو۔

پھر فرمایا آدمی جب مرجاتا ہے تو اُس کے اپنے اعمال ختم ہو جاتے ہیں بجز اس صورت کے کہ وُہ کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا ہو یا کوئی اور ایسا عمل کر گیا ہو جو صدقہ جاریہ کے حلم میں ہوا ہو اسوقت وُہ دوسروں کے ایصالِ ثواب اور دُعا وغیرہ سے امداد کا محتاج اور منتظر ہوتا ہے۔

حدیث مُبارکہ میں ہے **عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رسول اللّٰه** صلی اللّٰہ علیہ وسلم **اذامَاتَ الانسَانُ انقطَعَ عَنهُ عَمَلُهٗ اِلَّامِنْ ثَلاثَةٍ اِلّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْعِلمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍصَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ**

حضرت ابوہُریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُس کے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی مِلتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ۔ دُوسرے وُہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ تیسرا صالح اولاد جو اُس کے لیے مرنے کے بعد دُعا کرتی رہے (رواہ مُسلم کذافی المشکوۃ قلت وابوداؤد والنسائی وغیرھما)۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مُردہ اپنی قبر میں اُس شخص کی طرح سے ہوتا ہے جو پانی میں ڈوب رہا ہو اور ہر طرف سے کسی مددگار کا خواہش مند ہو اور وُہ اسکا منتظر رہتا ہے کہ باپ بھائی وغیرہ ۔کسی دوست کی طرف سے کوئی مدد دُعا کی (کم از کم) اُس کو پہنچ جائے اور جب اُس کو کوئی مدد پہنچتی ہے تو اس کے لیے ساری دُنیا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

بشار بن غالب نجرانیؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ بصریؒ کے لیے بہُت کثرت سے دُعا کیا کرتا تھا میں نے ایک مرتبہ اُن کو خواب میں دیکھا وُہ کہتی ہیں کہ بشار! تُمہارے تحفے ہمارے پاس نور کے خوانوں میں رکھے ہوئے پہنچتے ہیں جن پر ریشم کے غلاف ڈھکے ہوئے

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ اُنہوں نے کہا مُسلمانوں کی جو دُعا مُردہ کے حق میں قبول ہو جاتی ہے تو وُہ دُعا نُور کے خوان پر ریشم کے غلاف سے ڈھکی ہوئی میت کے پاس پیش ہوتی ہے کہ یہ فُلاں شخص نے تُمہارے پاس ہدیہ بھیجا ہے۔

علی بن مُوسیٰ حدادؒ کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھا۔ محمد بن قدامہ جوہری بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جب اس نعش کو دفن کر چکے تو ایک نابینا شخص آئے اور وُہ قبر کے پاس بیٹھ کر قُرآن شریف پڑھنے لگے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ قبر کے پاس بیٹھ کر قُرآن شریف پڑھنا بدعت ہے جب ہم وہاں سے واپس ہونے لگے تو راستہ میں حضرت قدامہؒ نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے پُوچھا آپ کے نزدیک مُبشر بن اسماعیل حلبیؒ کیسے آدمی ہیں امام نے فرمایا کہ وُہ معتبر آدمی ہیں۔ ابن قدامہ نے پُوچھا کیا آپ نے بھی اُن سے کُچھ علم حاصل کیا ہے؟ فرمایا ہاں میں نے بھی اُن سے حدیثیں لی ہیں۔ ابنِ قُدامہ نے کہا کہ مُبشرؒ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن علاء بن لجلاجؒ نے اپنے والد سے یہ نقل کیا کہ جب اُن کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اُن کی قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کا اول و آخر حصہ پڑھا جائے اور یہ کہہ کر فرمایا تھا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عُمر کو یہ وصیت کرتے ہوئے سُنا تھا۔ حضرت امام نے یہ قصہ سُن کر ابنِ قدامہ سے کہا کہ قبرستان میں واپس جاؤ اور اُن نابینا سے کہو وُہ قرآن شریف پڑھ لیں۔ محمد بن احمد مروزیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے سُنا کہ وُہ فرماتے تھے کہ جب قبرستان میں جایا کرو تو الحمد شریف، قُل اعوذ بربّ الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر قبرستان والوں کو بخشا کرو اس کا ثواب اُن کو پہنچ جاتا ہے۔

ایک نیک عورت کا قصہ روض میں لکھا ہے جس کو بابیتہ کہتے تھے۔ بڑی کثرت سے عبادت کرنے والی تھی۔ جب اس کا انتقال ہونے لگا تو اُس نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور

Marfat.com

کہا اے وہ۔ ذات جو میرا توشہ اور ذخیرہ ہے اور اسی پر میرا زندگی اور موت میں بھروسہ ہے۔ مجھے مرتے وقت رُسوا نہ کیجیو اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھیو۔ جب وہ انتقال کر گئی تو اُس کے لڑکے نے یہ اہتمام شروع کر دیا کہ وُہ ہر جمعہ کو ماں کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب بخشتا اور اس کے لیے اور سب قبرستان والوں کے لیے دُعا کرتا۔ ایک دِن اُس لڑکے نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اماں جی! تمہارا کیا حال ہے۔ ماں نے جواب دیا موت کی سختی بڑی سخت چیز ہے میں اللہ کی رحمت سے قبر میں بڑی راحت سے ہوں۔ ریحان میرے نیچے بچھی ہوئی ہے۔ ریشم کے تکیے لگے ہوئے ہیں۔ قیامت تک یہی برتاؤ میرے ساتھ رہے گا۔ بیٹے نے کہا کوئی خدمت میرے لائق ہو تو کہو اُس نے کہا کہ تو ہر جمعہ کو میرے پاس آ کر قرآن پاک پڑھتا ہے اس کو نہ چھوڑنا۔ جب تو آتا ہے تو سارے قبرستان والے خوش ہو کر مجھے خوشخبری دینے آتے ہیں کہ تیرا بیٹا آ گیا ہے اور مجھے بھی تیرے آنے کی بڑی خُوشی ہوتی ہے اور اُن سب کو بھی بہت خُوشی ہوتی ہے۔ وُہ لڑکا کہتا ہے کہ میں اسی طرح ہر جمعہ کو اہتمام سے جاتا تھا ایک دِن میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت بڑا مجمع مردوں اور عورتوں کا میرے پاس آیا۔ میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ کیوں آئے ہو؟ وُہ کہنے لگے ہم فُلاں قبرستان کے آدمی ہیں ہم تُمہارا شُکریہ ادا کرنے آئے ہیں تم جو ہر جمعہ کو ہمارے پاس آتے ہو اور ہمارے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہو اس سے ہم کو بڑی خوشی ہوتی ہے اس کو جاری رکھنا اس کے بعد سے میں نے اور بھی اس کا زیادہ اہتمام شُروع کر دیا۔ ایک اور عالم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کی سب قبریں ایک دم شک ہو گئیں اور مُردے اُن میں سے باہر نکل کر زمین پر سے کوئی چیز جلدی جلدی چُن رہے ہیں لیکن ایک شخص فارغ بیٹھا ہے وُہ کچھ نہیں چُن رہا۔ میں نے اس کے پاس جا کر سلام کیا اور اس سے پوچھا یہ لوگ کیا چُن رہے ہیں اُس نے کہا جو لوگ

Marfat.com

صدقہ، دعا، درود وغیرہ کر کے اس قبرستان والوں کو بھیجتے ہیں اُس کی برکات سمیٹ رہے ہیں۔ میں نے کہا تم کیوں نہیں چنتے اس نے کہا مجھے اس وجہ سے استغنا ہے کہ میرا ایک لڑکا ہے جو فلاں بازار میں زلابیہ (حلوے کی ایک قسم جو منہ کو چپک جاتی ہے) بیچا کرتا ہے۔ وُہ مجھے روزانہ ایک قُرآن پڑھ کر بخشتا ہے میں صُبح کو اُٹھ کر اس بازار میں گیا۔ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وُہ زلابیہ فروخت کر رہا ہے اور اُس کے ہونٹ ہل رہے ہیں میں نے پُوچھا تُم کیا پڑھ رہے ہو؟ اُس نے کہا میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر کے اپنے والد کو ہدیہ پیش کیا کرتا ہوں اس قصہ کے عرصہ بعد میں نے پھر ایک مرتبہ اس قبرستان کے آدمیوں کو اسی طرح چُنتے دیکھا اور اس مرتبہ اس شخص کو بھی چُنتے دیکھا جس سے پہلی مرتبہ بات ہوئی تھی پھر میری آنکھ کھُل گئی مجھے اس پر تعجب ہوا۔ صُبح اُٹھ کر میں پھر اسی بازار میں گیا۔ تحقیق سے معلُوم ہوا کہ اس لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ رضؓ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَاتُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ ''.

(رواہ ترمذی وابوداؤد والداری کذا فی المشکوٰۃ وبسلا فی تخریجہ صاحب الاتحاف)

حضرت ابی سعیدؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے میں نے سُنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے علاوہ کسی کے ساتھ مصاحبت اور ہم نشینی نہ رکھ اور تیرا کھانا غیر متقی نہ کھائے۔

ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ رو رہے ہیں۔ اُس نے سبب پُوچھا تو آپ نے فرمایا کہ سات دِن سے کوئی مہمان نہیں آیا مجھے اس کا ڈر ہے کہ کہیں حق تعالیٰ شانہٗ نے میری اہانت کا ارادہ تو نہیں کر لیا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ لوگوں کے ذمہ محتاج کا کھِلانا فرض ہے جبکہ وُہ (کمانے کے لیے) نکلنے سے اور مانگنے سے عاجز ہو۔ اس میں تین باتیں ہیں۔ اول یہ کہ جب محتاج

Marfat.com

نکلنے سے عاجز ہوتو ہر اُس شخص پر جس کو اس کا حال معلوم ہو اس کا کھلانا فرض ہے اور اتنی مقدار کھلانا ضروری ہے جس سے وُہ نکلنے پر اور فرض ادا کرنے پر قادر ہو جائے۔ بشرطیکہ جس کو اُس کا حال معلوم ہو وُہ کھلانے پر قادر ہو اگر اُس میں خُود کھلانے کی قدرت نہ ہو تو اس کے ذمہ ضروری ہے کہ دوسروں کو اس کے حال کی اطلاع کرے اور اگر نہ خود کھلا سکے نہ دُوسروں کو اِطلاع کرے اور وُہ محتاج مر جائے تو وُہ سب گناہ گار ہوں گے جن کو اُس کا حال معلوم تھا دوسری بات یہ کہ اگر محتاج نکلنے پر قادر ہے تو پھر اُس کو جائز نہیں کہ سوال کرے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر وُہ محتاج نکلنے پر قادر ہے لیکن کمانے پر قادر نہیں تو اُس کے ذمہ ضروری ہے کہ نکل کر لوگوں سے سوال کرے اگر وُہ سوال نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

Marfat.com

ملفوظ ۔ ۷۴

حضور قبلہ عالمؒ کا معمول تھا کہ جب مجلس میں خاموشی چھا جاتی تو آپ اہلِ مجلس سے کوئی سوال کرتے بالخصوص اہلِ علم کے سامنے ایسا سوال اُٹھاتے تا کہ علمی بحث چھڑ جائے۔ حسبِ معمول ایک دِن قبلہ عالم نے حاضرینِ مجلس سے پوچھا امر وادب میں سے کس کو فوقیت حاصل ہے۔ برادرم پیر جاوید اقبال نے فوراً عربی کا یہ معقولہ پڑھا ''**الامر و فوق الادب**'' کہ امر کو ادب پر فوقیت ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں تجھے حُکم دوں کہ میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ تو کیا سوار ہو جاؤ گے؟ حُکم مانو گے یا ادب کرو گے؟ وُہ تو خاموش ہو گئے لیکن حاضرین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ حضورؒ خاموشی سے سُنتے رہے پھر خود ہی یوں وضاحت فرمائی کہ نہ تو امر کو ادب پر فوقیت ہے اور نہ ہی ادب کو امر پر۔ یہ موقع ومحل کی بات ہے کسی جگہ پر امر کو فوقیت دینا پڑتی ہے اور کہیں ادب کو برتری حاصل ہوتی ہے۔ صُلح حُدیبیہ کے موقع پر جب حضرت علیؓ مُعاہدہ لکھ رہے تھے تو آپ نے لکھا ''**محمد رسول اللہ**'' تو کُفار نے کہا محمدؐ بن عبد اللہ لکھیں۔ ہم رسول اللہ نہیں مانتے اس لیے یہ لفظ کاٹ دیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں ہرگز یہ لفظ نہیں کاٹوں گا۔ حضور ﷺ نے حُکم دیا کہ محمدؐ بن عبد اللہ لکھ دیں اور رسول اللہ کاٹ دیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! علیؓ کے ہاتھ یہ نہیں کاٹ سکتے علیؓ نے رسُول اللہ ہی مانا ہے تو حضورؐ نے وُہ الفاظ خود کاٹ دیے لیکن حضرت علیؓ نے نہ کاٹے۔ اب دیکھو یہاں حُکم تو الفاظ کاٹنے کا تھا لیکن نام کاٹنا بے ادبی تھی اس لیے حضرت علیؓ نے امر پر ادب کو فوقیت دی اور محبوب کے نام کا ادب کیا۔ تو یہ نافرمانی نہ ہوئی بلکہ ادب ومحبت کی ایک مثال بن گئی۔ اسی طرح ایک دِن رسولِ اللہ ﷺ ایک قبیلہ کی صُلح کے لیے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ کو فرمایا کہ اگر میں دیر سے آؤں تو ابو بکرؓ سے کہ دینا کہ نماز پڑھا دے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کو دیر ہوئی تو صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امام بنالیا۔ آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ صحابہ نے ہاتھ پر ہاتھ مارے تا کہ صدیق اکبرؓ کو حضور ﷺ کی آمد کا پتہ چل جائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پتہ چلا تو آپ نے مُصلّیٰ چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے صدیق! نماز پڑھاؤ مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مُصلّیٰ چھوڑ دیا اور پیچھے ہٹ آئے۔ حضور ﷺ نے خود آگے بڑھ کر جماعت کروائی اور نماز کے بعد پوچھا اے صدیق! جب میں نے تمہیں حُکم دیا تھا پھر تُو نے نماز کیوں نہ پڑھائی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ آپ کے آگے مُصلّیٰ پر کھڑا ہو۔ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تُم نے نافرمانی کی یا میرا حُکم نہیں مانا بلکہ خاموشی سے صدیقِ اکبرؓ کے اِس عمل کو پسند فرمایا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا جس امر میں شیخ کی بے ادبی ہو اُس امر پر ادب کو فوقیت دی جائے اور جہاں شیخ کا نقصان ہو وہاں ادب پر امر کو فوقیت دی جائے۔ مزید فرمایا اِن دونوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے اس لیے موقع محل کے مُطابق انہیں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل ہے۔

ایک روز فرمایا اے دُرویش! زاہد کی ابتداء لا الہ الا اللہ سے ہے جب کہ انتہا پتھر اور ڈھیلے کے یکساں ہونے سے ہے۔ شریعت میں لا الہ الا اللہ طریقت میں لا مطلوب الا اللہ حقیقت میں لا مقصود الا اللہ اور معرفت میں لا موجود الا اللہ ہے۔ بعد ازاں گُفتگو ذکرِ نفی اثبات سے متعلق ہوئی۔ ارشاد ہوا خواجہ عبد اللہ اصفہانیؒ فرماتے ہیں کلمہ طیبہ کے معنی یوں سمجھنا چاہیے کہ نفی (لا) سے مقصود یہ ہے کثرت اور صورِ اشیاء کو عینِ واحد کی طرف لوٹانا ہے جو تمام سالکوں کا مقصود و مطلوب ہے۔ اثبات (اِلّا) سے مقصود یہ ہے کہ اس ایک ذات کا تمام صوَرتیں مُشاہدہ کرنا اور ان سب کو اس واحد کا عین دیکھنا۔ پس (لا الہ) اس

Marfat.com

کے غیر کی وہمی صورتیں نہیں ہیں بلکہ اسی ایک اصل کی طرف راجع ہیں اور الا اللہ کے معنی وُہ ایک ہے جو ان تمام صورتوں میں نظر آتا ہے۔ جبکہ مست بادۂ قیوم حضرت مولینا رومؒ یوں فرماتے ہیں

تیغِ لا در قتلِ غیر حق براند
در نگر زاں پس کہ با دلا چہ ماند

(لَا اِلٰہ کی لا تلوار ہے۔ تُو اس لا سے غیر حق کو قتل کر دے پھر دیکھ کہ اس لَا کے بعد دِل میں صرف اِلَّا اللہ رہ جائیگا)۔

ماند در الا اللہ باقی جملہ سوخت
شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

(اس کے بعد صرف محبوب یعنی اللہ تعالیٰ ہی رہتا ہے۔ اے عشق تو خُوش رہ سوز کا معاملہ بھی ختم ہوا) اور ہمارا مسلک بھی ذکر نفی اثبات سے متعلق یہی ہے۔

Marfat.com

ملفوظ۔۴۸

ایک روز گفتگو حضرت شمس الدین تبریزی اور مولینا جلال الدین رومی قدس اللہ تعالیٰ اسرارھما سے متعلق ہو رہی تھی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا شاہ شمسؒ ایک گودڑی پوش اور بڑے باہمت فقیر تھے۔ صاحب ''نفحات الانس'' نے لکھا ہے حضرت شمس الدین تبریزیؒ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ آپ بچپن میں جب سیرتِ محمدی ﷺ پڑھتے تو عشقِ رسول ﷺ میں رونے لگ جاتے حتیٰ کہ چالیس چالیس دِن تک نہ کھانا کھاتے نہ آرام کرتے۔ محبتِ رسول ﷺ میں متواتر روتے رہتے۔ لوگ اگر کھانے کے لیے مجبور کرتے تو آپ اُنہیں ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر دیتے۔ جب آپ دورانِ سیاحت مُلتان تشریف لائے اور علمائے مُلتان نے کُفر کا فتویٰ لگایا تو آپ نے اپنی کھال مبارک خود ہی اپنے ہاتھ سے اُتار کر اُن کے حوالے کر دی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا شاہ شمسؒ مرتبہ کے لحاظ سے مُلتان کے تمام اولیاء اللہ سے افضل ہیں شاہ شمسؒ بابا کمال جُندیؒ کے مُرید تھے اور وہ شیخ نجم الدین کبریٰ قدس اللہ تعالیٰ روحہٗ کے خلیفہ تھے جن کا لقب ''ولی تراش'' بھی ہے۔ اُن کی ایک کرامت بڑی مشہور ہے کہ ایک دِن ایک باز ایک ممولے کا پیچھا کر رہا تھا یعنی اُس کو شکار کرنا چاہتا تھا اچانک شیخ کی نظر اُس ممولے پر پڑ گئی۔ ممولہ فوراً پلٹا اور باز کو پکڑ کر شیخ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ پھر مولینا رُومؒ اور شاہ شمسؒ کی مُلاقات کے سلسلہ میں فرمایا۔ مولینا رُوم ایک مرتبہ حوض کے کنارے مطالعہ کُتب میں مصروف تھے اور بہت سی کتابیں آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ اتنے میں شاہ شمسؒ تشریف لائے اور مولینا سے پُوچھا یہ کیسی کتابیں ہیں۔ مولینا نے فرمایا ان کو قیل وقال کہتے ہیں تم اسے کیا جانو۔ شاہ شمس نے یہ جواب سُن کر تمام کتابیں حوض میں ڈال دیں۔ مولینا کو سخت رنج ہوا اور فرمایا اے درویش! تُم نے ایسی چیزیں ضائع کر دیں جواب کہیں دستیاب نہیں۔ شاہ شمسؒ فرمانے لگے یہی تمہارے علوم

Marfat.com

ہیں جنہیں اگر ڈبو دیا جائے تو ضائع ہو جاتے ہیں اور حوض میں ہاتھ ڈال کر ایک ایک کتاب نکال کر اس پر ہاتھ مارتے تو گرد و غبار نکلتی۔ نمی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ مولینا نے حیران ہو کر پُوچھا یہ کیا ہے تو شاہ شمسؒ نے فرمایا یہ ذوق وحال ہے اِسے تُم کیا جانو!

مولینا وہیں قدموں پر گر پڑے اور بیعت ہو کر آپ کی غُلامی اختیار کی۔ شاہ شمسؒ نے آپ کو طرح طرح سے آزمایا ۔ بار بار امتحان لیا مگر ہمیشہ کامل العقیدت اور مخلص تام مردِ کامل پایا تو فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے آپ کا دامن مالا مال فرمایا اسی نسبت سے مولینا کا یہ شعر نہایت مشہور ہے۔

؎ مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُوم
تا غُلامِ شمسؒ تبریزیؒ نہ شُد

(مولوی کبھی مولائے روم نہ بنتا جب تک حضرت شمس الدین تبریزیؒ کی غُلامی اختیار نہ کرتا)۔

اتنے میں پاس ہی بیٹھے ہوئے بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی نے کہا حضرت اعلیٰ دہڑویؒ اس شعر کا یوں پنجابی میں منظوم ترجمہ فرماتے

؎ مولوی ہرگز نہ ہوندا مولوی
جے غُلامی نہ کریندا شمس دی

مولینا رُوم مہر و محبت کا پیکر، بڑے خلیق و ملنسار اور نہایت کریم النفس تھے۔ لوگوں سے محبت و شفقت کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص خواہ بڑا ہو یا چھوٹا یہی سمجھتا تھا کہ جو لُطف و عنایت مُجھ پر ہے کسی اور پر نہیں۔ یہی تو مردِ کامل کی پہچان ہے۔ ایک دفعہ مولینا بازار میں سے گُزر رہے تھے کُچھ بچے کھیل رہے تھے اُنہوں نے مولینا کو دیکھا تو دوڑ کر حاضرِ خدمت ہوئے اور دست بوسی کرنے لگے۔ آپ ٹھہر گئے اور ہر ایک سے الگ الگ مصافحہ فرمایا۔

Marfat.com

ایک بچہ کہیں دُور کھیل رہا تھا اُس نے وہیں سے پُکار کر کہا حضور ابھی جایئے گا نہیں مجھے ملنے دیجیے گا تو مولینا نے اُس بچے کی خاطر تھوڑی دیر توقف فرمایا اور اسے مِل کر روانہ ہوئے۔ کسی نے پوچھا حضور آپ نے ایک بچے کی خاطر اِس قدر توقف کیا تو مولینا نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کو اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو جنابؐ بھی یونہی کرتے۔ مولینا فرمایا کرتے۔

یکے	لحظہ	از	و	دوری نشاید
کہ	از	دُوری	خرابی	ہا فزاید
بہر	حالیکہ	باشی	پیش	او باش
کہ	از	نزدیک	بودن	مہر زاید

(یعنی اپنے مُرشد یا مردِ خُدا سے ایک لحظہ کے لیے بھی دُور نہیں ہونا چاہیے کہ اس طرح دُور رہنے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تم جس حال میں بھی ہو اُس کے سامنے موجود رہو کہ اس قُربت سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مولینا رومؒ کا جب وقت وصال قریب آیا تو اپنے احباب کو وصیت فرمائی

اوصیکم بتقوی اللہ فی السرّ والعلانیۃ و بقلۃ الطعام و قلۃ المنام و قلۃ الکلام و ھجران المعاصی والا ثام و مواظبۃ الصیام ودوام القیام وترک الشھوات علی الدوام و احتمال الجفاء من جمیع الانام و ترک مجالسۃ السفھا ء والعوام و مصاحبۃ الصالحین الکرام وانّ خیرا لناس من ینفع الناس و خیر الکلام ما قلّ ودلّ والحمد للہ وحدہٗ ہ

میں تم سب کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ ظاہر و باطن میں خُدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تھوڑا کھاؤ۔ کم سویا کرو اور تھوڑی باتیں کرو۔ گناہوں اور معاصی کو ترک کردو۔ ہمیشہ روزے

Marfat.com

رکھا کرو، ہمیشہ قیام شب کیا کرو، ہمیشہ کے لیے خواہشات کو ترک کر دو، لوگوں کا ظلم برداشت کرتے رہو، کمینے اور عام لوگوں کی ہم نشینی ترک کر دو، صالحین اور بزرگوں سے صحبت رکھو اور لوگوں میں بہتر وُہ شخص ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور نپی تُلی بات یعنی وُہ کلام جو تھوڑا اور پُر معانی ہو سب کلاموں سے بہتر ہے اور خداوند تعالیٰ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔

مولیناؒ کا جب وصال ہوا اور جنازہ اُٹھایا گیا تو کیا بوڑھے کیا جوان، کیا عورتیں کیا بچے، امیر و غریب، عالم و جاہل، ہر طبقہ و فرقہ اور تمام مذاہب کے لوگ موجود تھے۔ مثلاً عیسائی، یہودی، رومی، اعراب اور تُرک وغیرہ۔ ہر فرقہ اور مذہب کے لوگ آگے آگے اپنی مقدس کتابیں پڑھتے اور روتے جاتے۔ یہودی تورات پڑھتے، عیسائی انجیل پڑھتے تھے، مُسلمان ان لوگوں کو لکڑیوں اور تلواروں سے ہٹاتے تھے مگر وُہ نہیں ہٹتے تھے اس وجہ سے فساد اور ہنگامہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ والیءقونیہ اپنے ارکانِ سلطنت کے ہمراہ جنازہ میں شریک تھا اُس نے راہبوں اور پادریوں کو بُلا کر کہا یہ واقعہ تم لوگوں سے متعلق نہیں، مولینا تو مُسلمانوں کے پیشوا تھے تو وُہ آہ وزاری کرتے اور کہتے ہمیں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کی حقیقت مولینا کے بیان سے ہی واضح ہوئی۔ اگر مسلمانوں کے نزدیک وُہ اپنے وقت کے محمد ﷺ تھے تو ہمارے نزدیک موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے جیسے آپ لوگ اُن کے محبّ اور مخلص ہیں اِس سے کئی گُنا زیادہ ہم ان کے عقیدت مند ہیں یعنی لوگ اس قدر آپ کی محبت میں فریفتہ تھے۔

Marfat.com

ملفوظ۔۴۹

ایک روز اِرشاد ہوا اہلِ توحید کی زُبانوں پر تالے لگے ہوئے ہیں جن کی نظروں میں غیر ہے ہی نہیں وُہ کلام کس سے کریں۔ محبوبِ سُبحانی، غوثِ الصمدانی، میراں محی الدین سیدنا عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں ہزار عارفین میں سے صرف ایک کلام کرتا ہے اور اُسے بھی حق سبحانہٗ تعالیٰ کلام پر مامور فرماتا ہے تب وُہ بولتا ہے وگرنہ ہر ایک کا یہ مقام نہیں۔ حضور قبلہ عالم فرماتے۔

ہر مُدعی کے واسطے دار و رسن کہاں
یہ رُتبہء بلند مِلا جس کو مِل گیا

اکثر عارفین حضرات خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں۔

میرا بچپن کا زمانہ تھا۔ ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی حضور! درویش توحید کے بارے میں باتیں کرتے ہیں آپ فرمائیں توحید کسے کہتے ہیں؟ حضور نے اپنی انگشت مُبارک لبوں پر رکھی اور فرمایا بیٹا! اگر ایک حرف بھی مُنہ سے بولا (الایا) تو دوئی میں چلا جائے گا۔ یعنی توحید خاموشی کا نام ہے۔ پھر فرمایا تیرے دادا بزرگوار (حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قُطبی قادریؒ) مجھے ایک مثال سُنایا کرتے تھے۔ ایک بادشاہ کا لڑکا بولتا نہیں تھا۔ جب وُہ کچھ بڑا ہوا تو بادشاہ کو فکر ہوئی کہ گونگا نہ ہو لہٰذا وزیر سے مشورہ کیا تو اُس نے کہا بادشاہ سلامت! یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ آج ہی پتہ چل جائے گا۔ آپ لڑکے کو ہمراہ لیں اور شکار کے لیے جنگل کو چلتے ہیں۔ جنگل میں پہنچے تو اتفاقاً ایک تیتر بولا۔ بادشاہ نے اپنے باز کو چھوڑا وُہ فوراً تیتر کو پکڑ لایا۔ اُس وقت بادشاہ کا وُہ لڑکا جو نہ بولتا تھا بول پڑا اور کہنے لگا ”نہ بولتا تو نہ مرتا“ وزیر نے کہا بادشاہ سلامت! آئیں واپس چلیں۔ ہمارا مقصد حاصل ہو گیا۔

Marfat.com

۔آپ کا لڑکا فقیر ہے۔حضور نے فرمایا واضح ہو کہ بادشاہ کا لڑکا بھی نہ بولتا تو نہ پکڑا جاتا ۔کیونکہ بولنا ہی دوئی ہے۔شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

ایں مُدعیانِ در طلبش بے خبر انند
کاں را کہ خبر شُد خبرش باز نیامد

(جو اُس کی طلب کے مُدعی ہیں وُہ خبر نہیں دیتے (خاموش رہتے ہیں) کہ اُن کو خبر ہوتی ہے مگر اس کی خبر ظاہر نہیں کرتے)۔بعدازاں حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں ایک صاحب نے یہ بیت پڑھا۔

روٹی میری کاٹھ دی لاون میری بھُکھ
جنہاں کھادی چوپڑی گھنے سہن گے دُکھ

(یعنی میری روٹی لکڑی کی ہے اور میری بھوک ہی اس کا سالن ہے جنہوں نے چُپڑی روٹی کھائی اُن کو (آگے چل کر) زیادہ دُکھ سہنے پڑیں گے) تو حضور نے فرمایا اِس سے آگے بھی ایک بات ہے اور وُہ یہ ہے۔

دو ویلے کھا چوپڑی یار ولوں رہ سِر مکھ
جنہاں وِساریا یار نوں سو ای پاون دُکھ

(یعنی صُبح و شام بے شک چُپڑی روٹی کھا لیکن محبوبِ حقیقی کو فراموش نہ کر۔دراصل جنہوں نے اُسے بھلا دیا دُکھ درد اُن کا مقدر بن گیا۔)

ایک روز گفتگو صلہ رحمی سے متعلق ہوئی۔حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا حدیث پاک میں ہے ۔**عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِی رِزْقِہٖ وَیُنْسَاءَ لَہٗ فِی اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ** ۔متفق علیہ (مشکوۃ)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ

Marfat.com

اُس کے رزق میں وُسعت کی جائے اور اُس کے نشاناتِ قدم میں تاخیر کی جائے اُس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس عمل کا ثواب اور بدلہ سب سے جلدی ملتا ہے وُہ صلہ رحمی ہے۔ بعض آدمی گناہ گار ہوتے ہیں لیکن صلہ رحمی کی وجہ سے ان کے مالوں میں بھی برکت ہوتی ہے اور ان کی اولادیں بھی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ صدقہ طریقہ کے موافق کرنا اور معروف (بھلائی) کا اختیار کرنا، والدین کے ساتھ احسان کرنا اور صلہ رحمی آدمی کو بدبختی سے نیک بختی کی طرف پھیر دیتی ہے۔ عُمر میں زیادتی کا سبب ہے اور بُری موت سے حفاظت ہے۔

حضرت ابُو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو حضرت ابنِ عُمرؓ مجھ سے ملنے تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے میں کیوں آیا۔ میں نے حضور ﷺ سے سُنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں صلہ رحمی کرے اس کو چاہیے کہ اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلُوک کرے اور میرے باپ حضرت عمرؓ میں اور تمہارے والد میں دوستی تھی اس لیے آیا ہوں کہ دوست کی اولاد بھی دوست ہی ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے حضرت ابو اُسید مالک بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ قبیلہ بنو سلمٰی کے ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے والدین کے انتقال کے بعد اُن کے حُسنِ سلوک کا کوئی درجہ باقی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں اُن کے لیے دعائیں کرنا۔ اُن کی مغفرت کی دُعا کرنا۔ اُن کے عہد کو جو کسی سے کر رکھا ہو پورا کرنا اور اُن کے رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا اور اُن کے دوستوں کا اکرام کرنا۔ ایک اور حدیث میں اس قصہ کے بعد ہے کہ اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسی بہترین اور بڑھیا

Marfat.com

بات ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو پھر اس پر عمل کرو۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَاَنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌ فَلَایَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبُہُ اللّٰہُ بَارًّا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے ماں باپ دونوں یا اِن میں سے کوئی ایک مر جائے اور وُہ شخص اُن کی نافرمانی کرنے والا ہو تو اگر وُہ اُن کے لیے ہمیشہ دُعائے مغفرت کرتا رہے اور اس کے علاوہ ان کے لیے دعائیں کرتا رہے تو وُہ شخص فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو یہ اُن کے لیے حج بدل ہو سکتا ہے۔اُن کی روح کو آسماں میں اس کی خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک فرمانبرداروں میں شمار ہوتا ہے۔اگرچہ پہلے سے نافرمان ہو۔ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین میں سے کسی کی طرف سے حج کرے تو اُن کے لیے ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والے کے لیے نو حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی کوئی نفلی صدقہ کرے تو اُس میں کیا حرج ہے کہ اس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دیا کرے بشرطیکہ وُہ مسلمان ہوں کہ اِس صورت میں اُن کو ثواب پہنچ جائے گا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو اپنے والدین کی یا اُن میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے تو اُس کی مغفرت کی جائے گی اور وُہ فرمانبرداروں میں شمار ہوگا۔

Marfat.com

ملفوظ۔ ۵۰

ایک روز دورانِ مجلس ''فیض سُبحانی'' ارشاد ہوا۔ اے مُرید! تو ان پاک باتوں کو ہمیشہ کے لیے یاد رکھ اور اِن پر عمل کرتا رہ تا کہ تو واصل باللہ ہو جائے۔ اس جہان کے اندر کوئی ایسا راستہ، سڑک یا دروازہ نہیں جس کو تو پکڑے تو اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکے سوائے اس کے کہ تو کامل مُرشد کے در کا سگ ہو۔ اور اسکا عاشق ہو۔ اسکو اپنا آقا، مالک اور نفع نُقصان کا ذمہ دار بنا لے۔

اے مُرید! اگر تو ہزار ہا عمل کرے، نمازیں پڑھے، حج کرے لیکن تیرے سینے میں اپنے مُرشد کامل کا تصور نہ ہو تو یہ عبادات بے کار ہیں کیونکہ مُرشدِ کامل کے تصور میں محبتِ الٰہی کا رنگ ہے اور محبتِ الٰہی کے بغیر عبادات کُفر ہے۔ اسی راستے کو پکڑے رکھ۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ اگر صراطِ مُستقیم سے ہٹ گیا تو جنگلی گدھے سے بھی بدتر ہے۔ محبتِ الٰہی میں سرشار ہو کر کیا گیا ایک سجدہ سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا اگر علم چالیس من ہو تو اس سے عمل کا ایک سیر افضل ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری

حدیث پاک میں ہے۔ **عِلْمٌ بِلَا عَمَلٍ کَحَمْلٍ عَلٰی جَمَلٍ**۔ علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسا کہ اونٹ پر ایک بوجھ ہو چونکہ علم عمل کے بغیر بے کار ہے اس لیے کسی عالم کو اس کا علم تب فائدہ دیتا ہے جب وُہ اس پر عمل بھی کرے۔ بعد ازاں حضور نے علامہ اقبال کا یہ شعر اپنی زُبان مبارک سے ارشاد فرمایا

Marfat.com

یقیں مُحکم ، عمل پیہم ، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

اِس شعر کی تشریح میں میرے قبلہ والد صاحب فرماتے تھے یقین محکم سے مُراد عقیدہ توحید ہے کہ تیرے اندر صرف اُسی کی محبت ہو۔ یقین محکم سے مُراد ذکر نفی اثبات بھی ہے، عمل پیہم سے مُراد ذِکر پاس انفاس ہے۔ اۓ انسان تو ہر سانس کے ساتھ یہ ذکر کرتا رہے تاکہ کامل انسان بن جائے۔ محبت فاتح عالم سے مُراد تیرے اندر اپنے شیخِ کامل کی اتنی محبت ہو کہ ساری کائنات تیرے سامنے تسخیر ہو جائے یہی مردوں کی زندگی میں جہاد اکبر ہے اور یہی تیرے ہتھیار ہیں۔

پھر بطور نصیحت حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا اۓ دُرویش! جب نام پاک کرتے وقت غیر کی دلیل آنے لگے تو اُس وقت چار پانچ دفعہ ذکرِ نفی اثبات کر لیا کرتا کہ ذکرِ الٰہی کے ساتھ ہر دلیل کا خاتمہ ہو جائے۔ صرف اللہ اور اُس کا ذکر تیرے سینے میں سما جائے۔ اسی ذکر میں تیری بقاء ہے۔ اسی ذکر میں حیاتِ جاوداں ہے۔ اسی ذکر کو زندگی بھر کا معمول و وظیفہ بنا لے دونوں جہان میں کامیاب ہو گا۔

ایک روز گُفتگو عالم اور عامل کے متعلق ہو رہی تھی۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا خواجہ غُلام حسن سواگؒ جس غیر مُسلم کی طرف توجہ فرماتے وُہ کلمہ پڑھ کر مُسلمان ہو جاتا۔ ایک سکھ پر اُن کی نگاہ نے اثر کیا اور وُہ مسلمان ہو گیا اس کے خاندان والوں کو بے حد صدمہ ہوا۔ اُنہوں نے اُسے بہت سمجھایا لیکن جب اس پر اُن کی تلقین کا کچھ اثر نہ ہوا تو انہوں نے خواجہ صاحب پر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ یہ بزرگ ہمارے آدمیوں کو جبراً کلمہ پڑھاتے ہیں۔ خواجہ صاحبؒ عدالت میں طلب کیے گئے جج نے اعتراض اُٹھایا کہ آپ لوگوں کو زبردستی کلمہ کیوں پڑھاتے ہیں لیکن آپ خاموش رہے۔ جب اصرار کیا گیا تو آپ اپنے

Marfat.com

ساتھ ہی کھڑے ہوئے ایک غیر مسلم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ''چلو ایں کوں تاں میں کلمہ پڑھایا دس تیں کُوں کیں کلمہ پڑھایا'' یعنی اسے تو میں نے کلمہ پڑھایا تھا تجھے کس نے کلمہ پڑھایا ہے تو اُس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔ الغرض آپ جس کی طرف اشارہ فرماتے وُہی کلمہ پڑھنے لگ جاتا۔ جج سمجھدار تھا معاملہ کی تہہ تک پہنچ گیا۔ چونکہ غیر مسلم تھا فوراً چھپ گیا تاکہ کہیں میری طرف بھی اشارہ نہ کردیں اور کہیں میں بھی کلمہ نہ پڑھ بیٹھوں۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا شیخِ کامل کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے فوراً! پورا ہو جاتا ہے پھر سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہوؒ کے متعلق فرمایا جب آپ دہلی میں حضرت سید پیر عبدالرحمٰن گیلانی قادریؒ کے دست بیعت ہوئے تو شیخ نے کلمہ شریف یعنی نفی اثبات سمجھایا اور فرمایا باہو جاؤ اس کو یاد کرو۔ حضرت سُلطان صاحب بارہ برس بعد جب دوبارہ اپنے پیر و مُرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا ابھی ذکر اُس طرح سے یاد نہیں ہوا جس طرح میری مرضی تھی ۔ لہٰذا اور یاد کرو۔ الغرض دوبارہ بارہ سال پھر جنگلوں میں مشغول ذکر رہے۔ جب واپس لوٹے اور ذکر سُنایا تو فرمایا ابھی تک وہ بات حاصل نہیں ہوئی پھر بارہ برس مزید ذکر نفی اثبات میں گزارے۔ آخر چھتیس برس کے بعد کلمہ شریف پڑھتے ہوئے جب آستانِ شیخ کی طرف لوٹے تو جس کے کانوں تک صدائے حق پہنچتی کلمہ پڑھتے ہوئے آپ کے پیچھے چل پڑتا۔ کئی ہندو سکھ عیسائی لوگوں کا ایک جمِ غفیر آپ کے پیچھے کلمہ پڑھتے ہوئے رواں دواں تھا۔ جب پیر و مُرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیواروں، مکانوں اور درختوں سے بھی کلمہ شریف کی آواز آرہی تھی۔ حضرت پیر عبدالرحمٰن شاہ صاحب بڑے خُوش ہوئے اور کھڑے ہو کر آپ کو سینے سے لگایا۔ پھر حضرت سُلطان صاحب کی زُبان مُبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''بس باہو بس'' تو نے ذکر یاد کرنے کا حق ادا کر دیا۔ اب ایسا نہیں کرنا کیونکہ ہندو، سکھ اور غیر مُسلم بھی رہتے ہیں اور یہی مشیتِ الٰہی ہے۔ سارے جہان کو

Marfat.com

کلمہ پڑھانا تُمہارے فرائض میں نہیں۔ اب خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ۔ آج کے بعد جو تُمہارے پاس آئے اُسی کو بتانا ہے یعنی جو فیض کا طالب ہو اُسی کا سینہ مُنور کرنا ہے اور یہی عالم اور عامل کا فرق ہے۔ پھر فرمایا ہمارا تعلق علم سے نہیں بلکہ عمل سے ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خُوب کہا ہے۔

پرواز ہے دونوں کی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

مُلاں کی اذاں اور حضرت بلال حبشیؓ کی اذاں یعنی عالم اور عامل کا فرق۔ بعد ازاں حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ہمارا اصل مقصد اور مشن انسانِ کامل کی پہچان اور عشق و محبت الٰہی کا سبق دینا ہے۔

Marfat.com

ملفوظ۔۵۱

ایک روز حضور قبلہ عالمؒ نے علامہ اقبالؒ کی یہ غزل بڑے ذوق وشوق اور پُرسوز انداز میں اپنی مخصوص لَے کیساتھ پڑھی۔

پردہ چہرے سے اُٹھا انجمن آرائی کر
چشمِ مہر و مہ و انجم کو تماشائی کر

تو جو بجلی ہے تو یہ چشمک پنہاں کب تک
بے حجابانہ مرے دِل سے شناسائی کر

نفسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات
تیرے سینہ میں اگر ہے تو مسیحائی کر

کب تلک طور پہ دریوزہ گری مثلِ کلیم
اپنی ہستی سے عیاں شعلۂ سینائی کر

ہو تیری خاک کے ہر ذرہ سے تعمیرِ حرم
دِل کو بیگانۂ اندازِ کلیسائی کر

مِل ہی جائے گی تجھے منزلِ لیلٰی اقبالؔ
کوئی دن اور ابھی بادیہ پیمائی کر

حضور قبلہ عالمؒ نے ارشاد فرمایا اے انسان! تو اِس جہان میں صرف عبادات کے لیے نہیں آیا اور نہ ہی عابد بن کر آیا ہے اللہ تعالیٰ قُرآن مجید میں فرماتا ہے **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ** (پ ۲۷:ع ۲) اور ہم نے نہیں پیدا کیا جن وانساں کو مگر اپنی عبادت کے لیے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم اس آیت کی تفسیر

Marfat.com

میں فرماتے ہیں کہ لیعبدون سے مُراد لیعرِفُون ہے یعنی اپنے رب کی معرفت حاصل کرو نماز، روزہ اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں، تسبیح مُصلّی اُس کی معرفت نہیں، حج، زکوٰۃ اُس کی معرفت نہیں پھر اُس کی معرفت کیا ہے۔ **مَنْ عَرَفَ نَفْسَہ' فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہ'** جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ جب تو اپنے آپ کو پہچان لے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔ سب کُچھ تیرے اندر ہے تجھ سے باہر کچھ نہیں اس لیے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

دَاۤءُ کَ فِیْکَ وَمَاتَشْعُرُ
دَوَاۤءُ کَ مِنْکَ وَمَا تُبْصِرُ

(اے انسان تیرے دِل میں سب مرضیں ہیں لیکن تُو نے کبھی سوچا ہی نہیں اور ان مرضوں کا علاج بھی تیرے اندر ہے لیکن تجھے کسی نے بتایا ہی نہیں)۔

وَ اَنْتَ الْکِتٰبُ الْمُبِیْنُ الَّذِیْ
بِاَ حْرُفِہٖ یَظْہَرُ الْمُظْمَرُ

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تُو ایسی روشن کتاب ہے تجھ سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں تُو زبور، تورات، انجیل حتّٰی کہ قرآن مجید سے بھی بڑی کتاب ہے۔ تیرے اندر وُہ کتاب پوشیدہ ہے کہ اگر تجھے کوئی پڑھانے والا مل جائے تو دُنیا و مافیھا میں عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک اور تحت الثریٰ سے لیکر صدرۃ المُنتہیٰ تک کوئی چیز تیری آنکھوں سے چھُپی نہ رہے۔

وَ تَزْعَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ
وَفِیْکَ اَنْطَوَ الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں تو اپنے آپ کو مٹی کی ایک مُشت خاک یا ناچیز کیڑا کیوں سمجھتا ہے۔ تو اس وہم میں گرفتار ہو کر بعینہٖ مٹی بن چکا ہے۔ حالانکہ **وَفِیکَ انطوَی العَالَمُ الاَکبَر**۔ خُدا سے پوچھ وُہ فرماتا ہے تیرے اندر تو عالمِ اکبر موجود ہے بلکہ وُہ خدا جو نہ زمینوں میں سماتا ہے اور نہ آسمانوں میں **وَسِعَ کُرسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ** اُس کی کُرسی زمین و آسمان سے بھی بڑی ہے۔ وُہ تو صرف تیرے دِل میں سما جاتا ہے۔ تیرا دِل اتنا بلند، اتنا وسیع، اتنا عظیم ہے کہ

دِل دریا سُمندروں ڈونگھے کون دِلاندیاں جانے ہُو
وِچے بیڑے وِچے جھیڑے وِچے ونجھ موہانے ہو
چوداں طبق دِلے دے اندر تمبو وانگن تانے ہو
جو دِل دا محرم ہووے باہُو سوئی رب پچھانے ہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لَا یَسَعُنِی اَرضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِن یَّسَعُنِی فِی قَلبِ عَبدِیَ المُؤمِن** (تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی، جلد نمبر ۷، صفحہ ۲۵۴ بزبان عربی)

اے بندے میں نہ تو زمین و آسمان میں سما سکتا ہوں اور نہ ہی لوح و عرش و کُرسی میں لیکن بندہَ مومن کے دِل میں سما جاتا ہوں۔

قُلُوبُ المُؤمِنِینَ عَرشُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ مومنوں کے دِل اللہ تعالیٰ کا عرش ہیں۔ مست بادہ قیوم حضرت مولٰینا رُومؒ نے اسی مضمون کو مثنوی شریف میں کتنے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔

Marfat.com

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
من نگنجم ہیچ در بالا و پست

(نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نہ نیچے سما سکتا ہوں اور نہ ہی اُوپر سما سکتا ہوں)

در زمین و آسمان و عرش نیز
من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز

(اے عزیز! یقین رکھ میں زمین و آسمان اور عرشِ مُعلی میں نہیں سما سکتا)

من نگنجم در زمین و آسماں
لیک گنجم در دلِ مومن نہاں

(اگرچہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا مگر موٴمن کے دِل میں سما جاتا ہوں)

در دلِ مومن بہ گنجم اے عجب
گر مرا جوئی دروں دلہا طلب

(یہ عجیب بات ہے کہ میں صرف مومن کے دِل میں سما جاتا ہوں ۔ اگر مُجھے ڈھونڈنا چاہتا ہے تو مومن کے دِل میں تلاش کر لے)۔

یہ علم کسی عارف سے پُوچھ، کسی اہلِ نظر سے پُوچھ، یہ علم کتابوں میں نہیں مِلتا، یہ پڑھنے پڑھانے سے حاصل نہیں ہوتا، یہ علم نہ تو عابدوں کے پاس ہے اور نہ ہی زاہدوں کے پاس، یہ علم کسی اہلِ معرفت یا کسی اہلِ عشق سے حاصل کر تب تجھے ملے گا۔

Marfat.com

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

Marfat.com

Marfat.com

قصیدہ غوثیہ

حضور قبلہ عالم منگا نوی ؒ ہمیشہ نمازِ تہجد کے بعد قصیدہ غوثیہ پڑھا کرتے تھے بلکہ احباب خاص کو تو بطور وظیفہ روزانہ پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اس قصیدہ مبارکہ کے کافی فوائد اور خواص ہیں ۔مثلاً جو شخص اسے ہر روز گیارہ بار پڑھے اُس کی قوتِ حافظہ ایسی قوی ہو جاتی ہے کہ وہ کچھ پڑھے یا سُنے یاد ہو جائے ۔عربی زبان میں مہارت حاصل ہو۔ کسی مہم یا مقصد کے لیے چالیس روز پڑھے ابھی چلہ گزرنے نہ پائے گا کہ مطلب پُورا ہو جائے گا۔ رزق میں برکت ہو اور کبھی تنگدستی نہ آئے۔ آسیب کے لیے ایک مرتبہ پڑھ کر دم کریں تو تکلیف دور ہو وغیرہ یارانِ طریقت کی آسانی کے لیے قصیدہ غوثیہ بمعہ ترجمہ تحریر کیا جاتا ہے تا کہ ہر ایک پیر بھائی اس دولتِ بے بہا سے مستفید ہو سکے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتَ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِی تَعَالٰی

(عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے پس میں نے شراب سے کہا کہ میری طرف آ)۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِی فِی کُؤُسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِی بَیْنَ الْمَوَالِی

(ساغر پہ ساغر میرے پاس آتے رہے پس میں نے اُنہیں یارانِ محفل کے ہمراہ عالمِ مستی میں نوش کیا)

فَقُلْتُ لِسَآئِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِی وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِی

(میں نے سارے اقطاب سے کہا کہ آؤ میری دکانِ معرفت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تُم میرے رُفقاء ہو)

وَهُمُّوْ وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِی
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِی مَلَالِی

(ہمت کرو اور جامِ معرفت پیو کہ تم میرے لشکری ہو کیونکہ ساقی قوم نے میرے لیے لبا لب جام بھر رکھے ہیں)

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِی مِنْ بَعْدِ سُکْرِی
وَلَانِلْتُمْ عُلُوِّی وَاتِّصَالِی

Marfat.com

(میرے مست ہونے کے بعد تُم نے میری بچی کھچی شراب پی لی لیکن میرے بلند مرتبے اور مقامِ قُرب کو نہ پاسکے)

مَقَامُكُمُ الْعُلیٰ جَمْعاً وَلٰكِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

(اگر چہ تُم سب کا مُقام بلند ہے لیکن میرا مُقام تم سب کے مقام سے بلند ہے اور ہمیشہ بُلند رہے گا)

اَنَا فِیْ حَضْرَهِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَ حَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

(میں بارگاہِ عالی میں یگانہ و یکتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے درجہ بدرجہ ترقی دیتا ہے ۔ وہی میرے لیے کافی ہے)

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ كُلِّ شَیْخٍ
فَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

(میں تمام مشائخ کے درمیان ایسا ہوں جیسے بازِ اشہب پرندوں میں، مردانِ خُدا میں سے کون ہے بتلاؤ جو میری مثل ہو)

كَسَانِیْ خِلْعَةً . بِطَرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْكَمَالِ

(اللہ تعالیٰ نے مجھے وُہ خلعت پہنایا جس پر عزم کے بیل بوٹے تھے ۔ اور تمام کمالات کے تاج میرے سر پر رکھے)۔

Marfat.com

وَاطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَ قَلَّدَنِیْ وَ اَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

(اللہ تعالیٰ نے مجھے رازِ قدیم سے آگاہ کیا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا وہ عطا کیا)۔

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعاً
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِیْ

(اور مجھے تمام اقطاب پر حاکم بنایا پس میرا حکم ہر حال میں جاری ہے)۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَالْکُلُّ غَوْراً فِی الزَّوَال

(اور اگر میں اپنا راز سمندروں پر ڈالوں تو سب کا پانی جذب ہو کر خشک ہو جائے اور ان کا نشان بھی باقی نہ رہے)۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَال

(اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں مل جائیں کہ اُن میں اور ریت میں فرق نہ ہو)۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

(اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو میرے راز سے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہے)

Marfat.com

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

(اگر میں اپنا راز مُردے پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اُٹھ کھڑا ہو اور چلنے لگے)

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

(مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں اور جو گزر رہے ہیں بلاشک وہ میرے پاس ہو کر گزرتے ہیں)۔

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

(اور مجھ کو گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر دیتے ہیں۔ اے مُنکرِ کرامت جھگڑے سے باز آ)۔

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَ غَنِّیْ
وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

(اے میرے مُرید سرشارِ عشقِ الٰہی ہو اور خوش رہ اور بے پرواہ ہو اور جو چاہے کر کیونکہ تیری نسبت میرے نام سے ہے جو بہت بلند ہے)۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

(اے میرے مُرید کسی سے مت ڈر اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اُس نے مجھے وہ بلندی

Marfat.com

عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیتا ہوں)۔

طُبُوْلِیْ فِیْ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاءُ وْسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

(میرے نام کے ڈنکے آسمانوں اور زمین میں بج رہے ہیں اور نیک بختی کے نقیب میرے لیے ظاہر ہو رہے ہیں)۔

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

(اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرے زیرِ فرمان ہیں اور پیدا ہونے سے قبل ہی میرا وقت اللہ تعالیٰ نے مصفّٰی کر دیا تھا)

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعاً
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

(میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو دیکھا تو سب مِل کر رائی کے دانے کے برابر دکھائی دیے)

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

(میں علم سیکھتے سکھاتے قُطب بن گیا اور یہ سعادت مجھے فضلِ الٰہی سے حاصل ہوئی ہے)۔

Marfat.com

رِجَالِی فِی ھَوَاجِرِھِمْ صِیَام"
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَالّلَالِیْ

(میرے مُرید موسم گرما میں روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو تاریکیوں میں (نورِ عبادت) سے موتیوں کی طرح چمکتے ہیں)

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ "قَدَم" وَّاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیْ بَدْرِالْکَمَالِ

(ہرولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں جو آسمانِ کمال کے بدرِ کمال ہیں)

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْم "قَاتِل" عِنْدَالْقِتَالِ

(اے میرے مُرید کسی بد باطن مخالف سے نہ ڈر کیونکہ لڑائی میں میں نہایت ثابت قدم اور دُشمن کو ہلاک کرنے والا ہوں)

اَنَا الْجِیْلِیّ مُحی الدِّیْنِ اِسْمِی
وَ اَعْلَامِی عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

(میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا لقب ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں)۔

اَنَا الْحَسَنِیْ وَ الْمُخْدَعُ مَقَامِی
وَاَقْدَامِی عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

(میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں اور مُخدع میرا مقام ہے اور میرے قدم تمام اولیاء

Marfat.com

کی گردنوں پر ہیں)۔

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَ جَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

(اور عبدالقادر میرا مشہور نام ہے اور میرے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرچشمہء کمال ہیں)۔

Marfat.com

خطبات

Marfat.com

نہ تخت و تاج میں ، نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیلؑ
یہ نکتہ وُہ ہے کہ پوشیدہ لا الہ میں ہے

اقبالؒ

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم کا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ لَا نَذِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُمَاثِلَ لَہٗ وَلَا مَثِیْلَ لَہٗ وَلَا حَدَّ لَہٗ وَ لَا نِدَّ لَہٗ وَلَا شَدَّ لَہٗ وَ لَا عِرْفَانَ لَہٗ وَلَا اَلْمَا مَلَہٗ وَلَا کُفُوَ لَہٗ وَلَا کَفِیْلَ لَہٗ وَلَا وَلَدَ لَہٗ وَلَا لُدَّ لَہٗ وَلَا مَوْلُوْدَ لَہٗ وَلَا کُفُوَ لَہٗ وَلَا کَفِیْلَ لَہٗ اَحَدِیْ'' نَظَرِیْ'' صَمَدِیْ'' سَرْمَدِیْ'' لَا اَوَّلَ لَہٗ وَلَا آخِرَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ سَنَدَنَا وَ مَوْلٰنَا وَ مَلْجَانَا وَ عَوْنَنَا وَ عَیْنَنَا وَ عِیَانَنَا وَ مُعِیْنَنَا وَ غَوْثَنَا وَ غِیْثَنَا وَ غِیَاثَنَا وَ مُغِیْثَنَا وَ نُوْرَنَا وَنُوْرَ دِیْنِنَا وَ نُوْرَ اِسْلَامِنَا وَ نُوْرَ شَرِیْعَتِنَا وَ نُوْرَ طَرِیْقَتِنَا وَ نُوْرَ مَعْرِفَتِ رَبِّنَا وَ نُوْرَ اَجْسَادِنَا وَنُوْرَ اَجْسَامِنَا وَنُوْرَ اَمْثَالِنَا وَنُوْرَ اَرْوَاحِنَا وَنُوْرَ اَوَّلِنَا وَنُوْرَ آخِرِنَا وَ نُوْرَ ظَاھِرِنَا وَ نُوْرَ بَاطِنِنَا وَ نُوْرَ اَغْوَاثِنَا وَ نُوْرَ اَقْطَابِنَا وَنُوْرَ اَفْرَادِنَا وَ نُوْرَ اَبْدَالِنَا وَ نُوْرَ اَنْوَارِ اَسْرَارِ حَقَائِقِ مُعَارِفِ رَبِّنَا وَ نُوْرَ صِفَاتِ رَبِّنَا وَنُوْرَ ذَاتِ رَبِّنَا نُوْرٌ'' مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

آمِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

Marfat.com

طریقہء اسلاف

یہ بیان مُبارک حضور قبلہ عالم منگانویؒ نے ۱۹۷۷ء میں بابا ڈاکٹر علی محمد صاحب سندھی (ضلع گھوٹکی، سندھ) کے ہاں دورانِ مجلس ارشاد فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے لوگو! مشائخ عُظام کے ارشادات عالیہ قُرآن حکیم کی عام فہم تفسیر ہوتی ہے جسے گوش وہوش سے سُنو اور عمل کرو۔ اگر تُم ان کے طریقہ پر عَمل کرتے ہو تو ہمارا مشن بھی زندہ ہے۔ ہم بزُرگوں کی سُنت کا احیاء کرتے ہیں۔ ہمارے بزُرگ کیا کرتے تھے؟ ہمارے مشائخ کا کیا طریقہ تھا؟ اُن کا اُٹھنا بیٹھنا اُن کا قول فعل کسطرح تھا؟

اے دُرویش! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کا کیا کام تھا؟ اور آنحضرت ﷺ سے لے کر ہمارے ہادی راہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ تک تمام اولیاء کا کیا طریقہ تھا؟ اسی طرح نمازیں پڑھتے تھے اسی طرح ان کی ظاہر شریعت تھی اور اُن کا جسم شریعت میں کامل تھا بلکہ جتنی میرے پیر میں شریعت تھی میں نے کسی پیر میں نہیں دیکھی۔ آپ چھ (۶) اذانیں دِلواتے تھے پانچ (۵) فرضوں کی اور ایک تہجد کی اور آپ کا ہر مُرید تہجد پڑھتا تھا۔ آپ ماہ رمضان کی دو عیدیں کرتے تھے۔ ایک (۳۰) روزوں کے بعد اور ایک بقیہ (۶) روزوں کے بعد۔ آپ باقاعدہ آٹھ (۸) نمازیں پڑھتے تھے۔ پانچ فرض نمازیں پھر تہجد کی نماز، اشراق کی نماز اور اوابین کی نماز۔ جس طرح شریعت میں پُر تھے یعنی اُن کا ظاہر جسم جس طرح شریعت میں کامل تھا اسی طرح اُن کا قلب طریقت میں کامل تھا۔ اُن کی روح حقیقت میں کامل تھی اور اُن کا سارا جسم معرفت میں کامل تھا یعنی ہر طرف سے مکمل تھے یہ نہیں کہ شریعت تھی اور طریقت نہیں تھی یا طریقت تھی اور حقیقت نہیں تھی، حقیقت تھی اور معرفت نہیں تھی بلکہ ہر عمل میں مکمل مظہر اتم محمد الرسول اللہ

Marfat.com

ﷺ تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں **عِلْمُ الظَّاهِرِ عَيْنُ الْاِنْسَانِ عِلْمُ الْبَاطِنِ نُوْرُ الْعَيْنِ اَلْعَيْنُ بِلَا نُوْر** ''عُمی'' یعنی جو ظاہر کا علم ہے (کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ) آنکھ کی مثال ہے جو قلب کا علم ہے، باطن کا علم ہے، مخفی علم ہے، وُہ علم وُہ وظیفہ جو (بغیر زُبان کے ہلائے، بغیر وُضو کیے، بغیر آنکھوں کے دیکھے، بغیر کانوں کے سُنے) پڑھا جائے یعنی دلیلِ قلبی اِسے نور کہتے ہیں۔ یعنی ظاہر کا علم آنکھ ہے اور باطن کا علم نور ہے۔ یہ شریعت مثال آنکھ کی ہے اور حقیقت، معرفت مثال نور کی ہے۔ نُور کے بغیر آنکھ کُچھ نہیں اور آنکھ کے بغیر نُور کُچھ نہیں۔ ظاہر کا علم مثال جسم ہے اور باطن کا علم یعنی دلیل والا، عشق والا، تصور والا، مثال جان کے ہے۔ جان کے بغیر جسم کُچھ نہیں۔ اس جسم میں اگر جان نہ ہو تو میت ہے اور اگر جان ہو تو جسم ہے یعنی ہر علم ضروری ہے اور میرا پیر انشاء اللہ ظاہر و باطن کا کامل تھا، عامل تھا۔ جس طرح اُس نے ہمیں بتایا ہے بالکل اسی طرح ظاہر کو ظاہر سے رکھو اور باطن کو باطن سے۔ جو لوگ دِل کے علم پر، دِل کی مُحبت پر، دِل کی صفائی پر زور دے گئے اور ظاہر (نماز، روزہ) چھوڑ گئے وُہ بھی کمزور ہیں اور جنہوں نے دِل کی صفائی چھوڑ دی اور صرف ظاہر میں لگ گئے یعنی نماز، روزہ میں مصروف ہو گئے وُہ بھی کمزور ہیں۔

چنانچہ امام مالک فرماتے ہیں: **مَنْ تصوف ولم يتفقه فقد تزندق وَمن تفقه وَلم يتصوّف فقد تفسّق و من جمع بين هُما فقد تحقق**۔ یعنی جس نے علم سیکھا اور فقہ نہ جانی تحقیق وُہ زندیق ہے اور جس نے علم فقہ پڑھا اور تصوف نہ سیکھا وُہ بے شک فاسق ہوا اور جس نے دونوں کو سیکھا وُہ محقق ہے۔ الغرض یہ دونوں چیزیں لازمی ہیں بلکہ شریعت ہے تو عشق بھی ہے اور عشق ہے تو شریعت بھی ہے۔ اگر شریعت ہے اور عشق نہیں پھر تو پاگل ہے اور عشق ہے اور شریعت نہیں پھر بھی تُو کُچھ نہیں۔

Marfat.com

دونوں چیزیں ہونی چاہییں اور ظاہر و باطن کے ہمارے آقا و مولا سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ جیسے کامل و اکمل تھے بالکل میرے شیخ بھی اسی طرح عمل کرتے تھے۔ آج جو علم باطن سے نفرت کریں وُہ یک چشم ہیں، ضدی مولوی ہیں اور جو فقیر شریعت کو چھوڑ گئے وُہ بھی کوئی فقیر نہیں ہیں۔ میرا پیر شریعت کا بھی ماہر تھا، طریقت کا بھی ماہر تھا اور حقیقت و معرفت کا بھی ماہر تھا۔ باطن میں یہ حال تھا کہ سوائے اپنے یار کے مسیح کی بھی ضرورت نہیں، غوث اور نبی کی بھی ضرورت نہیں (در مقامِ توحید) ایمان کی بھی ضرورت نہیں۔

کسی مُعجزہ کی بھی ضرورت نہیں الغرض کسی بھی چیز کی کوئی ضرورت نہیں لیکن ظاہر دیکھو تو نمازیں پڑھ رہے ہیں

ع کھلیاں سوچ کرے قد ماں تے نیند نماز گزارے

کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ حضور دہڑوی سرکارؒ نے ساری عُمر میں صرف ایک نمازِ تہجد قضا کی۔ میں نے اپنے کانوں سے سُنا آپکی مجلس میں بیٹھے ہوئے۔ غالبًا اکیاسی، بیاسی سال اِس دُنیا میں اللہ کا فقیر زندہ رہا لیکن صرف ایک نماز تہجد قضا ہوئی اور وُہ بھی چاشت کے وقت پڑھ لی اور سارا دِن اِس کا سوگ مناتے رہے کہ آج مُجھ پر غفلت چھا گئی۔ آج مُجھ پر عتاب آ گیا۔ آج مُجھ پر رب خفا ہو گیا۔ آج مجھ پر مشائخ ناراض ہو گئے۔ میری نمازِ تہجد جو رہ گئی۔ دیکھو وُہ ہمارے پیر تھے جن کے ہم مُریدہیں۔ شریعت اِس طرح تھی کہ حضرت جُنید بغدادیؒ جو ہمارے سلسلہ کے پیر ہیں۔ سید الطائفہ بلکہ اکثر سلاسل طریقت کے پیر ہیں اُن کے پاس ایک شخص مُرید ہونے کے لیے آیا اور کُچھ عرصہ آپ کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ جب واپس جانے لگا تو آپ نے دریافت فرمایا کیسے آنا ہوا تھا۔ عرض کیا مُرید ہونے کے لیے آیا تھا اور کافی دِن آپ کی مجلس میں بیٹھا رہا لیکن آپ سے کوئی کرامت نہیں دیکھی اس لیے واپس جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ جتنا عرصہ میرے پاس رہے ہو بھلا

Marfat.com

میں نے خلافِ شریعت بھی کوئی کام کیا ہے اُس نے کہا ہرگز نہیں تو آپ نے فرمایا میری یہی سب سے بڑی کرامت ہے کہ میں نے اپنے محبوب تاجدارِ دو عالم جنابِ رسول اکرم ﷺ کی شریعت سے کوئی کام باہر نہیں کیا۔ جنیدؒ کے لیے تو یہی کافی ہے کہ روزِ قیامت تو میری گواہی دے گا کہ میں نے اس سے کوئی خلافِ شریعت کام نہیں دیکھا۔ یہ سُن کر وہ فوراً قدموں میں گر پڑا اور مُرید ہو گیا۔ ایک روز حضرت رابعہ بصریؒ ساحلِ فرات پر موجود تھیں کہ خواجہ حسن بصریؒ بھی اتنے میں وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مصلیٰ بچھا کر فرمایا آیئے ہم دونوں یہاں نماز ادا کریں لیکن حضرت رابعہؒ نے جواب دیا اگر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لیے ہے تو بہت اچھا ہے کیونکہ دُوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ پھر اپنا مُصلیٰ ہوا کے دوش پر بچھا کر فرمایا آیئے دونوں یہاں نماز ادا کریں تا کہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں۔ بعد ازاں دِل جوئی کے لیے خواجہ حسن بصریؒ سے فرمایا کہ جو فعل آپ نے سر انجام دیا وہ تو پانی کی معمولی سی مچھلیاں بھی کر سکتی ہیں اور جو میں نے کیا وہ ایک حقیر سی مکھی بھی کر سکتی ہے لیکن حقیقت کا اِن دونوں سے کوئی تعلق نہیں یہ تو ایک شُعبدہ بازی ہے۔ اگر اِن چیزوں میں علم حاصل ہوتا بلکہ پندرہواں (۱۵) مقام کرامت ہے اور ننانواں (۹۹) مقامِ قُرب ہے اگر تُو کرامت میں رُک گیا تو مُقرب کب ہو گا۔ حجاب میں پڑ گیا ہاں! اللہ تعالیٰ کی یہ کریمی ہے، اس کا یہ لُطف ہے جس وقت بندہ اُس کے عشق میں سرشار ہو جاتا ہے اُس کے عشق میں لبریز ہو جاتا ہے اُس وقت جو مُنہ سے کہے پورا ہوتا ہے لیکن وُہ اس پر تکبر نہیں کرتا اس پر فخر نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے ولی تو پہلے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ وُہ ہو رہا ہے اور وُہ نہیں ہو رہا بلکہ اللہ تعالیٰ خُود فرماتے ہیں **كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ** (حدیث قُدسی)

میں اپنے ولی کے کان بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وُہ سنتا ہے۔

Marfat.com

اے لوگو! تمہیں اگر خُدا ہوا میں نہ اُڑائے تو کیا وُہ بندگی کے لائق نہیں، کیا پھر کلمہ پڑھنے کے لائق نہیں، سجدہ کرنے کے لائق نہیں، اگر تیری نہ سُنے تو خُدا نہیں اگر تیری بات مان لے تو خُدا ہے اگر نہ مانے تو خُدا نہیں۔ اگر وُہ تجھ سے آزمائش لے تو پھر خُدا نہیں، نبیوں سے آزمائش لی گئی، ولیوں سے آزمائش لی گئی، کئی آرے کے نیچے آ گئے، کئی کے سر قلم کیے گئے الغرض طرح طرح سے آزمائش لی گئی۔ تُو بندہ ہے تیری کیا مجال ہے۔ وُہ تیرا رب ہے تجھے سجدہ کرنا فرض ہے، تجھے سر جھکانا فرض ہے، تیرا بندگی میں کھڑا رہنا فرض ہے۔ اُس کی مرضی تجھے نوازے یا نہ نوازے۔ تجھے کوئی چیز دے یا دی ہوئی یعنی پہلے والی بھی واپس لے۔ بندہ کو اپنی مرضی سے کیا کام، اگر تو اپنی مرضی کرے گا تو اس کا بندہ ہی نہیں۔ پھر تو سردار ہے۔ بندگی کا حق اِس طرح ادا کر کہ کسی چیز کی طلب نہ رکھ۔ کسی چیز کی طلب رکھ کر اُس کی بندگی نہ کر۔ بندگی کر تو خالص غلامی سمجھ کے۔ اگر کوئی طلب ہے، اگر کوئی طمع اور لالچ ہے تو پھر تیری بندگی ختم ہے، تیری عبادت ختم ہے۔ اگر اس کی طرف دھیان نہیں تو حدیث پاک میں ہے۔ **اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ**: بے فکری کا ذکر کرنا اس طرح ہے جیسے کُتا بھونک رہا ہے۔

اے دُرویش! کسی صِلہ کی اُمید نہ رکھ۔ خُدا سے صِلہ مانگنا۔ ہے؟ یہ شُکر نہیں کرتا کہ اُس نے تُمہیں زبان دی ہے، آنکھیں، کان اور ناک دیا ہے۔ صحت، عقل اور ہوش دیا ہے۔ تجھے کلمہ نصیب کیا ہے۔ آقائے دو عالم ﷺ جیسا نبی نصیب فرمایا۔ غوث الاعظمؒ جیسا پیر نصیب فرمایا اور کیا مانگتا ہے۔

وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ۔ اور میرا حق مانو اور میری ناشُکری نہ کرو۔ الغرض اس کا شُکر یہ ادا کر جب تک تیری زندگی ہے۔ نا کہ پہلے یہاں سونے کا انبار (ڈھیر) لگ جائے اور میں ہوا کے دوش پر سیر کروں پھر تیری بندگی کروں گا۔ اگر یہ خیال کرے گا تو کافر ہو

Marfat.com

جائے گا، منافق ہو جائے گا۔ صلہ کی پرواہ کرے گا تو اسے تیری کوئی پرواہ نہیں۔ **وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ** (پ۲۶: ع۸) اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔ لہٰذا جو بھی بندگی کرنی ہے غُلام ہو کے کر، بے طمع ہو کے کر، کوئی حرص نہ رکھ، کوئی لالچ نہ رکھ، اگر تیری منظور ہوگئی تو اس کی شرط ہے تو کریم بن جائے گا، تُم سے لوگ فیض پائیں گے، تیرے کلام میں اثر ہوگا، تیرے غلاموں میں اثر ہوگا لیکن بے طمع ہو کے کر۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (پ۸: ع۱۵) میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنائے۔ ایک اُسی کا ہو کر۔ اور میں مشرکوں میں نہیں۔ یعنی حنیف ہو کر بندگی کرے گا تو مشکور و مقبول ہوگا۔ لیکن اگر اِس طرح نہ کرے گا تو مردُود ہوگا۔ بے شک ویسے سو سال (۱۰۰) بھی بندگی کرے گا تو مردود ہوگا۔ اُسے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ وُہ ذات بے پرواہ ہے اُسے نہ تیرے سجدے کی ضرورت ہے نہ تیری قُربانیوں کی ضرورت ہے۔ اُسے صرف تیرے دِل کی ضرورت ہے کہ تیرے دِل کے اندر کیا اِخلاص ہے، محبت ہے۔؟ اس کا عشق ہے؟ اس کا شوق ہے یا کوئی اور چیز ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُم وَلَا اِلٰی اَعمَالِکُم وَلٰکِن اِلٰی قُلوبِکُم وَنِیَّاتِکُم (الحدیث) بے شک اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں کو اور تُمہارے عملوں کو بلکہ وُہ دیکھتا ہے تمہارے دِلوں کو اور تُمہاری نیتوں کو کہ تُمہارے دِلوں میں اس کی کتنی محبت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تیری بندگی اور صورت کا طالب نہیں بلکہ وُہ تیرے قلب کو دیکھتا ہے **انما الاعمال بالنیات** ۔عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ تیرا عمل نیت پر مبنی ہے۔ اگر تیری نیت رب کی طرف جُھکی ہوئی ہے اور تُو صرف اُس کو راضی کرنے کے لیے بندگی کر رہا ہے تو منظور ہے اگر نیت میں صلہ رکھتا ہے تو وُہ کہے گا بھاگ جا

Marfat.com

۔فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ(پ ۳۰:ع ۱۳) تو اُن نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔یعنی فرمان ہوگا اپنی نمازوں سمیت دوزخ میں چلا جا۔میرے ساتھ لالچ رکھتا ہے،میرے ساتھ مکروفریب کرتا ہے۔ جاؤ تُمھاری نمازیں قبول نہیں لہٰذا تیری نیت تیرے اخلاص پر مبنی ہے ۔

جس طرح تو ظاہر میں جھکا ہے اسی طرح تیرا دِل بھی جھکا رہے ہوسکتا ہے ایک ہی نماز کے ساتھ تیرا بیڑا پار ہو جائے۔لیکن یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے پاس مجلس میں بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔اللہ والوں کی صُحبت سے حاصل ہوتی ہیں لیکن باہر عام شیطان تُجھے بھلا لے گا،تجھے گُمراہ کریگا۔جب تو نماز پڑھیگا تو وہ کہے گا تجھے کیا ملا اس نماز میں،روزہ رکھے گا تو وُہ کہے گا تجھے کیا ملا اس روزہ رکھنے میں،اگر تسبیح پڑھے گا تو وہ کہے گا تجھے کیا ملا تسبیح پڑھنے میں۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(پ ۱۲:ع ۱۱) بے شک شیطان آدمی کا کھلا دُشمن ہے۔جس کا کہا مان کر تُو خُدا کو چھوڑ رہا ہے،مُصطفیٰ ﷺ کو چھوڑ رہا ہے،اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ رہا ہے،اولیائے کرام جنہوں نے تجھے مُسلمان کیا اور اسلام سکھایا ان کو چھوڑ رہا ہے۔یہ شیطان ہے تجھے خراب کرنے والا ورنہ حقیقت تو یہ ہے تو شُکر کر اُس نے تجھے بندگی کی توفیق دی ہے۔جتنا ہو سکے اُس کی ذات کا شُکر یہ ادا کر تجھے اُس نے طاقت و ہمت عطا فرمائی ہے۔اور کیا مانگتا ہے اس نے تجھے بنایا پھر اپنا بندہ بنایا،مسلمان بنایا،باایمان بنایا،حضورِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کا اُمتی بنایا ،اولیائے کرام کا مُریدِ بنایا اور کیا مانگتا ہے۔اگر اس پر شاکر رہیگا تو لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ(پ ۱۳:ع ۱۳)یعنی اگر شُکر کرے گا تو میں تمھیں اور دوں گا لہٰذا جتنا شُکر کرے گا اللہ تعالیٰ تمھارے اوپر احسان زیادہ کرے گا ،اکرام زیادہ کریگا۔ لَاَزِیْدَنَّکُمْ۔ہر چیز کی زیادتی عطا فرمائے گا۔یہ قُرآن حکیم کے احکام ہیں،یہ کلماتِ

Marfat.com

اقدس کتاب اللہ کے ہیں اس پر عمل کرنا ہمارے لیے عین عبادت ہے، عین ایمان ہے۔ تو مطلب، مقصد آدم بر سر مطلب جو ہمارے بزرگوں کی سُنت ہے وُہ اختیار کرو اور یہی یاد کرو کہ ہمارے بزرگ کس طرح بیٹھتے تھے، کیسے اُٹھتے تھے، کیا سُنتے تھے، کیا کرتے تھے، کونسی عبادت کرتے تھے، کس چیز سے منع کرتے تھے اور کس چیز کا حُکم دیتے تھے۔ ہر چیز کو یاد کرو یعنی نقل، ان کا لباس کس طرح ہوتا تھا، ان کا شکر کس طرح ہوتا، اُن کا صبر کس طرح ہوتا تھا۔ یہ چیزیں یاد کرو گے تو سب کُچھ خود بخود آ جائے گا ۔ جو تمہارے یاد کرنے کی ہیں وُہ تم یاد کرو اور جو اس کے دینے کی ہیں وُہ دے گا۔ جو تُمہارے بس کی ہیں وُہ تم پوری کرو اور جو اس کے ذمہ ہیں وُہ اسی کے ذمہ ہیں۔

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوْن

(پ ۲: ع ۲)

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حُکم مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

صحبتِ اولیاء

حضور قبلہ عالم منگانوی نے مذکورہ بیان مُبارک غالبًا ۱۹۷۸ء میں ملک صبح صادق خان اعوان (سکنہ نکہ خلاص پُور ضلع جہلم) کے ہاں دعوت پر ارشاد فرمایا۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَ نُسلم علیٰ رسوله الکریم. اما بعد فا عوذ باللہ من الشّیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم. یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوْ اللّٰہَ وَ کُوْنُوْ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (پ۱۱:ع ۴)۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ مل جاؤ۔

اے میرے بندو! جو ایمان والے ہو، ایمان والے کون ہیں؟ جو فرائض خمسہ پر عمل پیرا ہیں یعنی کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور مل جاؤ ساتھ سچوں کے، گروہِ صادقین سے رابطہ اور نسبت رکھو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو صادق اور پیارے بندے ہیں جو سچے اور پاکباز ہیں، متقی ہیں، اُن کی سنگت اختیار کرو۔ ان کی معیت اور صحبت اختیار کرو۔ اُن کے ساتھ اُٹھنا، بیٹھنا اختیار کرو۔ اس کی برکت ہمارے شجرۂ طریقت سے ظاہر ہے۔

اس اُمت میں سب سے اعلیٰ مقام صحابہ کرام کا ہے کیونکہ اُنہیں حضور علیہ السلام کی صحبت و معیت کا شرف حاصل ہوا اور یہ سب نسبت کا فیض ہے۔ رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ کا جو آدمی مُرید ہو گیا۔ حضور ﷺ کے دستِ انور پر بیعت کر لی۔ صدقِ دِل سے پڑھ لیا لا الٰہ الا اللہ محمد

صاحبِ تفسیر نُورالعرفان فرماتے ہیں جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وُہی برحق ہیں کہ یہ صادقین کا فِرقہ ہے اُسی شاخ میں پھل پھُول لگتے ہیں جس کا تعلق جڑ سے قائم ہو۔

Marfat.com

(تفسیر نور العرفان صفحہ۔۳۲۷)

الرسول اللہ۔ہم اُسے صحابی کہتے ہیں۔جو شخص اللہ کے نبی کا مُرید ہو گیا ایک منٹ،ایک سیکنڈ میں اسے صحابی کا درجہ مل گیا جو بھی آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور دل و جان سے آپؐ کو مان لیا وُہ صحابی بن گیا۔

ارے! ہم اور آپ اگر سو سال بندگی کرتے رہیں صحابی نہیں بن سکتے۔ہزار سال مُصلی پر کھڑے رہیں،تمام حسنات طیبات جو بھی دُنیا میں میسر ہیں اُن پر ہمیں مَلکہ (دسترس) حاصل ہو جائے پھر بھی صحابی کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔حضور غوثِ اعظم،پیر پیراں،میر میراں،شاہِ شاہاں،ابو محمد الشیخ عبد القادر جیلانی البغدادی فرماتے ہیں"اگر مجھ جیسے ستر ولی اللہ ہوں تو پھر بھی ایک صحابی کے پاؤں کے جوتوں کے تلوؤں کی گرد و غبار اور اس کے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔صحابی کا اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ جو حضور اکرم ﷺ کی سنگت میں شامل ہوا جسے نبی پاک ﷺ کی صحبت کا شرف ملا،جس نے دل و جاں سے آپ ﷺ کو مانا اور تسلیم کیا بعد میں آنے والا کوئی اُمتی اس کا مُقابلہ نہیں کر سکتا خواہ وُہ کتنا ہی نیک و صالح ہو۔صحابہ کرامؓ کے معتقد،دیکھنے والے کو تابعی کہتے ہیں اور تابعی کے دیکھنے والے کو تبع تابعین کہتے ہیں۔

ہم اور آپ لاکھ نیکیاں کریں،دن رات عبادت و ریاضت کریں نہ تو صحابی بن سکتے ہوں اور نہ ہی تابعی اور نہ ہم تبع تابعین کے مرتبے کو پہنچ سکتے ہیں۔کیونکہ یہ مرتبہ صرف تابعی،صحابی اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے ملتا ہے ان کی مجلس سے ملتا ہے۔جو نبی کے پاس گیا ایمان لایا وُہ صحابی بن گیا۔جس نے صحابی کا حالتِ ایمان میں دیدار کیا تابعی ہو گیا۔جس نے تابعی سے فیض حاصل کیا وُہ تبع تابعی ہو گیا۔یہ صرف صُحبت کا فیض ہے۔یہ مرتبہ فقط صحبت سے ملا ایسا مرتبہ عمل سے حاصل نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اسی طرح جو اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے صدیق ،اس اُمت کے صالحین ،راست باز، متقی، عارف باللہ اور رب کریم کے پیارے ہیں اُن کی عبادات اور ہماری عبادات میں ہزاروں میل کی مسافت کا فرق ہے۔ جو مقام اور بلندی انہیں نصیب ہوئی وُہ ہمیں کہاں ۔اُن کی ایک سیکنڈ اور منٹ کی عبادت ہماری ہزار ہا برسوں کی عبادت سے افضل ہے اسی طرح اُن کا ماننے والا ،اُن کے پاس بیٹھنے والا ،ان کا محبّ ،ان کا عاشق ،ان کا ہم مجلس ،اسی طرح ہم سے افضل ہے جس طرح حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والا صحابی ہر مُسلمان سے افضل ہے۔ایسے مراتب اللہ کے بندوں کے پاس بیٹھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔کسی اللہ کے بندے کو ماننے سے حاصل ہوتے ہیں۔ولی اللہ کا غُلام بننے سے حاصل ہوتے ہیں یہ میرا فیصلہ نہیں ہے ہمارے بزرگوں ،مفتیوں ،اکابر علمائے کرام اور پیرانِ عُظام کا فتوی ہے کہ

یک زمانہ صُحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(کُچھ دیر اولیاء اللہ کی خدمت میں رہنا سو برس (۱۰۰) کی بے ریا عبادت سے افضل ہے)۔

اور بھی کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ایک گھڑی سے آدھی ،آدھی سے بھی آدھ
بھیکا سنگت سادھ کی ،کاٹے کوٹ اپرادھ

اللہ کے بندوں کے پاس ایک منٹ بیٹھ جانا ،ایک گھڑی سے بھی کم رہنا ،ایک سیکنڈ صُحبت اختیار کرنا سوسال (۱۰۰) کی عبادت سے بھی افضل ہے۔جو بزرگانِ دین سے کنارہ کش ہو کر عمل کرتا رہا ،اُن سے علیحدہ رہ کر عبادت کرتا رہا ،رب کے ولیوں سے دور رہ کر سوسال کی

Marfat.com

عبادت وریاضت کا اجرایک طرف اور بزرگوں کی مجلس میں گزاری گئی ایک ساعت دوسری طرف ہوتو اس ساعت کا اجراس سے زیادہ ہے۔ جس طرح میں نے پہلے مثال دی کہ اگر ہم ہزار ہا سال بھی عبادت کریں تو صحابہ کرامؓ کے مقام کونہیں پہنچ سکتے ،اسی طرح اللہ کے بندوں سے الگ ہوکر تم جتنی بندگی کرو گے وُہ تمہاری برسوں کی عبادت ،قرنوں (قرن کی جمع) کی بندگی ،صدیوں کا مجاہدہ اللہ کے ولی کی صحبت میں گزارے گئے ایک منٹ کا مقابلہ نہیں کرسکتی اسی لئے رب کریم رؤف الرحیم نے فرمایا ہے۔

یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (پ ۱۱: ع ۴)۔

اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو اور میرے سچے اور پیارے بندوں کی سنگت اختیار کرو ۔جنہیں مجھ سے محبت ہے، جن کا تعلق صرف میرے لیے ہے، جو مجھ سے وابستہ ہیں تم بھی ان کے ساتھ تعلق پیدا کرو۔ ان سے محبت کرو ان کے ساتھ ہم نشینی و ہم جلیسی رکھو۔ قرآن مجید نے ہمیں بتا یا ہے **وَکَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ** (پ ۱۵: ع ۱۵) یعنی ایک کُتا تھا اُسے اصحابِ کہف کے ساتھ مُحبت ہوگئی اور اُن اللہ کے بندوں نے بھی کُتے کے ساتھ شفقت کی۔ اس کتے کو اللہ کے بندوں کی مجلس اور صحبت نصیب ہوئی اگرچہ وُہ کتا تھا اُس کی جنس حیوان پلید تھی لیکن جونہی اُس نے اللہ کے بندوں کی مجلس اختیار کی، اس کے ولیوں سے محبت کی، اُن کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کیا اور اللہ کے ولیوں کا کُتا کہلایا تو اللہ نے اُس کا ذکر اپنی مقدس کلام میں فرما دیا اور جو انعامات اور نوازشات اصحابِ کہف پر کیے اِن انعامات سے اس کتے کو بھی نوازا۔ اللہ کے بندوں سے نسبت ہونے کے باعث **وَنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ** (پ ۱۵: ع ۱۵) رب کریم فرماتا ہے کہ ہم نے اصحابِ کہف کی دائیں، بائیں حالتِ نیند میں کروٹیں بدلیں اور ساتھ ہی اس کتے کی بھی کروٹیں بدلتی رہیں۔ جو امن و

Marfat.com

سکون، حفاظت ونگہبانی اصحابِ کہف کو حاصل رہی اُس سے اس کتے کو بھی محروم نہ رکھا گیا۔
جس تکلیف اور ضرورت سے اصحابِ کہف بھی مستثنیٰ رہے کُتے کو بھی اِن سے محفوظ رکھا گیا جس طرح وُہ سوئے اسی طرح کتا بھی سویا رہا جس طرح وُہ زندہ رہے اسی طرح وُہ کتا بھی زندہ رہا بلکہ بات اس سے بھی آگے ہے کہ اُن اللہ کے بندوں کی صحبت ومعیت کا اس کتے کو یہ اجر ملا کہ روزِ محشر اللہ تبارک وتعالیٰ اسے انسانی شکل عطا کر کے اُن کے ساتھ اُسے جنت میں بھیجے گا۔

پھر بتاؤ دوستو! اگر ایک کُتا نجس پلید اللہ کے بندوں کی معیت سے، ان کی محبت اور صحبت سے، ان کی اتباع اور اطاعت سے اتنے انعام واکرام کا مُستحق ہوسکتا ہے تو پھر بندے کو یہ مقام کیوں نہیں حاصل ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ تُمہیں توفیق دے کہ نیک بندوں کے پاس بیٹھو ان سے محبت کرو، ان کی اتباع واطاعت کرو، ان کی ہم جلیسی وہم نشینی اختیار کرو، ان کی فرمانبرداری، ان کا پیار، ان کی صحبت ومحبت تمہیں بلند ترین مرتبہ عطا کرے گی۔

سب سے بڑی برائی بُرے لوگوں کی مجلس اور ہم نشینی ہے اور سب نیکیوں کی ماں نیک آدمی کی صحبت ہے۔ اگر تو نیک آدمی کے پاس بیٹھے گا تو تجھے نیکی کا شوق پیدا ہوگا اور اگر بُرے آدمی کی مجلس اختیار کرے گا تو برائیاں تیرا مقدر بن جائیں گی۔ تیرے دِل میں اثر وشوق پیدا کرنے والی چیز صُحبت ہے اس لیے سب نیکیوں سے افضل اللہ کے بندوں، اس کے ولیوں، اس کے دوستوں، غوثوں، قُطبوں اور فقیروں کی صحبت ومجلس ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

مقامِ حضرتِ انسان

حضور قبلہ عالم منگانویؒ کا مشہور و معروف خطاب جو کہ ۸۱-۱۹۸۰ء میں آستانہ شریف پر دورانِ جمعہ ارشاد فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْد۔فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد۔اَعُوْذُبِاللّٰہِ السَّمِیْعِ عَلِیْمِ وَ سُلْطَانِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ اللَّعِیْنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ ھٰؤُلَاءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم وَ نَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنِ۔

Marfat.com

دیدنت دینِ من و ایمانِ من
حُسنِ رویت منزلِ قرآنِ من

لوحِ محفوظ است پیشانیِ یار
سرِ پنہانش نماید آشکار

عشق جانِ طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسیٰؑ صَعِقا

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شُد

ہر کہ را جامہ زِ عشق چاک شُد
اوز حرص و عیب کُلی پاک شُد

شادباش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیبِ جُملہ علّتہائے ما

اے دوائے نخوت و ناموسِ ما
اے تو افلاطون و جالینوسِ ما

بعد از ثناء وحمد اللہ تعالیٰ و ہزار در ہزار درود وسلام نبی کون ومکاں، منزل ومقام، اوّل وانجام، فارس وشام محمد رسول اللہ ﷺ اور سلام کل مومنین پر۔

اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ ۔

بندہ آپ کے سامنے عرض گزار ہے دوستو! میں نے ایک آیت قرآن مجید سے تلاوت کی

Marfat.com

ہے۔کسی ایک دُرویش کو بھی سمجھ آ گئی تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کسی ایک نے بھی میرا بتایا ہُوا سبق یاد کر لیا تو میرے لیے کافی ہے۔اللہ تعالیٰ کے علم اور سخاوت کا اتنا قدر ہے کہ ایک طرف اگر کسی کافر شخص کو کلمہ پڑھا دیا جائے خواہ وُہ چالیس پُشتوں سے کافر تھا،اسی پُشتوں سے کافر تھا،سو پُشتوں سے کافر تھا وُہ ایک بار تمہارے پڑھانے سے جب پڑھے گا **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** تو اسکے چالیس پُشتوں والے،اسی پُشتوں والے،سو پُشتوں والے سب گُناہ معاف ہو جائیں گے۔اس کی ساری زندگی کے گُناہ معاف ہو جائیں گے اس وقت آٹھوں بہشتوں کے دروازے اس کے لیے کھول دیے جائیں گے تا کہ جس دروازے سے اُسکی مرضی ہو گُزر جائے جس مکان میں سکونت اختیار کرنا چاہے وُہ کر سکتا ہے۔اس کے تمام گُناہ دھو دیے جائیں گے اور بہشت اس کے لیے لازمی ہو جائے گی اسی طرح جو اس کو پڑھانے والا، سکھانے والا،اس کو ترغیب دینے والا،اسکو تعلیم دینے والا،اسکو ترتیب دینے والا،اس کی تربیت کرنے والا معلم یعنی پڑھانے والا ہے اس کے بھی سارے گُناہ معاف کر دیے جائیں گے۔عِلم کا اتنا درجہ ہے۔

ع قادری حق کا راہ بتلانا ایسی اور سخاوت ناہیں

زمینیں اور بادشاہی اکثر کافروں کو ہی ملی ہیں روپے، پیسے، تجارتیں اور نوکریاں افسروں کو، مال و متاع اور ریاستیں امیروں کو ملی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے پیاروں کی میراث علم ہے۔اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی تسبیح عنایت کی،کسی کو عُمریں اور طاقتیں عنایت کیں لیکن جب سیدنا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی باری آئی تو ارشاد ہوا **وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا**۔میں نے اپنے بندے کو وُہ چیز عنایت کی جو کسی کے پاس بھی نہیں ہے اس وقت جن بھی موجود تھے،فرشتے بھی موجود تھے،زمینیں بھی موجود تھیں،آسمان بھی موجود

Marfat.com

تھے، پہاڑ بھی موجود تھے، سمندر بھی موجود تھے، بڑی سے بڑی چیزیں موجود تھیں اور اُنہیں بڑی بڑی فضیلتیں دی گئیں، بڑی بڑی شانیں دی گئیں ، بڑی بڑی طاقتیں دی گئیں تھیں لیکن حضرت انسان کو کیا دیا ؟ **وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ** ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اُسے اپنا علم دیا اور یہ علم ایسا ہے **كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ** ۔ جس وقت میرے بندے نے مجھ سے علم حاصل کیا، میرا علم سیکھا، میرا شاگرد بنا تو میں نے اسے علم بخشا پھر حکم دیا کہ اس وقت دُنیا میں بڑی جماعت فرشتوں کی ہے جاؤان سے دو چار باتیں کرو، بحث کرو، تبادلہ خیال کرو، افہام وتفہیم کرو، تو اِن کی طاقتیں دیکھ، ان کے مراتب دیکھ اور اپنا مرتبہ بھی دیکھ۔ جب حضرت آدم علیہ السلام بحث کے لیے تیار ہوئے اور تبادلہ خیال ہوا تو ساری مخلوق ہار گئی۔ سب نے کہا

لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۔ یا اللہ! جو مقام حضرت انسان کا ہے وُہ ہمارا نہیں، جو علم حضرت انسان کے پاس ہے وہ ہمارے پاس نہیں، جو طاقت جو پاور تو نے ابوالبشر کو دی ہے لا عِلمنا ہم ہار گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں اب آؤ اور اس کے ساتھ بحث کرو، مناظرہ کرو میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں اسے تسلیم کرلو لیکن تُم نے کہا کہ وُہ ایسا ہوگا، ویسا ہوگا، یہ کمزوری ہوگی، وُہ کمزوری ہوگی لیکن اب بن کر آ گیا ہے۔ آج آؤ اور اس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ پہلے تو کہتے تھے ہم اس سے بہتر ہیں اور ہر وقت تیری عبادت کرنے والے ہیں۔ یہ فساد کرے گا۔ یہ لڑائیاں کرے گا۔ یہ خُون ریزیاں کرے گا اب سامنے آؤ۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔

سب ہار گئے۔ انہوں نے کہا ہم صادقین نہیں ہیں کاذبین ہیں۔ فرشتوں نے ہار مان لی، جنوں نے ہار مان لی، آسمانوں نے ہار مان لی، زمینوں نے ہار مان لی، پہاڑوں نے ہار مان

Marfat.com

لی، سمندروں نے ہار مان لی۔

فرشتوں کا نام اس لیے سرفہرست ہے کیونکہ وُہ علم میں سب سے زیادہ ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا یہ مقام ہے کہ چاروں کتابیں جو آسمان سے اُتریں وُہ ان چاروں کے حافظ ہیں۔ ایک سو دس صحیفے آسمانوں سے آئے ہیں وُہ ان سب کے حافظ ہیں۔ جو بھی علوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ صحیفہ یا بذریعہ کتاب آئے حضرت جبریل علیہ السلام ان سب کے حافظ ہیں، ان کے عالم ہیں، سب کے مفسر ہیں، محقق اور مدقق ہیں، سب علوم کو جانتے ہیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے علیحدہ اپنا خاص علم حضرت آدم علیہ السلام کو دیا تھا اس لیے وُہ اس کو نہیں جانتے تھے اور ہار مان گئے ویسے تو وُہ غیب بھی جانتے تھے کیونکہ فرشتوں نے علی الاعلان کہا

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔

یا اللہ! یہ بشر جو تُو نے پیدا کیا ہے اور اپنا خلیفہ بنایا ہے یہ دُنیا میں فساد کرے گا **وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ** دُنیا میں خُون ریزیاں کرے گا، قتل و غارت کرے گا، لڑائیاں لڑے گا، بدمعاشیاں کرے گا، فساد پھیلائے گا۔ **وَنَحْنُ** جو ہم ہیں، نُوری فرشتے، جو ہماری فرشتوں کی قوم ہے **نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ** ۔ ہم تو ہر وقت تیری تسبیح، تیری حمد، تیری قُدس، تیری مُقدس، تیرا تقدس، تیری پاکی میں مصروف ہیں تیری پاکی بیان کر رہے ہیں۔ تو اسے خلافت نہ دے ہمیں دے۔ ہم میں اتنا علم ہے اور علم تھا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا۔ ابھی آدم علیہ السلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے کہ سارے فرشتے کہہ رہے تھے یا اللہ! یہ بندہ جو تو بنا رہا ہے یہ فساد کرے گا، لڑائیاں کرے گا، قتل عام کرے گا۔ بتاؤ! اُنہیں کس طرح علم ہوا۔ قرآن مجید کے پہلے پاؤ میں ہے۔ **نَحْنُ**

Marfat.com

نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ۔ یا اللہ! اس سے ہم بہتر ہیں یہ پیشاب سے بھرا ہوا ہے۔ یہ خُون سے بھرا ہوا، یہ لڑائیوں سے بھرا ہوا، یہ غُصے سے بھرا ہوا، یہ تکبُر سے بھرا ہوا، یہ بدمعاشیوں سے بھرا ہوا ہے اور ہم تو پاک ہی پاک ہیں۔ ہماری سرشت بھی پاک، ہماری تخلیق بھی پاک، ہماری پیدائش بھی پاک ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عشق کا سبق دیا حضرت آدم علیہ السلام کو، جب اپنے درد کا سبق دیا، اپنے شوق کا سبق دیا، اپنے پیار کا سبق دیا اور ایسے اسباق اپنے بندے کو دیے کہ بندے نے کہا خُدایا! تیری تسبیح ایک طرف، تیری عبادتیں ایک طرف، **سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** ایک طرف رہا، میں تیرے لیے اپنا سَر قُربان کروں گا، میں تیرے نام پہ سر کٹوا وَں گا، میں تیرے نام پر بیٹے اور بیٹیاں قُربان کروں گا، میں تیرے نام پر اپنا خاندان لُٹا دوں گا، میں تیرے نام پر اپنے یار دوست قُربان کردوں گا، جو علم تو نے مجھے عطا کیا ہے وُہ یہ حاصل نہیں کر سکتے۔ جس وقت فرشتوں اور حضرت انسان کی بحث ہوئی تو حضرت انسان کا علم جیت گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا اتنا علم ہے کہ ایک سو دس صحیفوں کے حافظ ہیں، توریت، زبُور، انجیل اور قُرآن کے حافظ ہیں۔ ان کتابوں میں سب علوم موجود ہیں اور وُہ ان سب کے حافظ ہیں لیکن جو علم حضرت انسان کے سینے میں ہے اُس سے لاعلم ہیں اس کے حافظ نہیں اس لیے تمام علُوم کے حافظ ہوتے ہوئے بھی حضرت آدم علیہ السلام سے ہار گئے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کا اتنا علم ہے کہ میں نے بعض روایات میں پڑھا ہے کہ دُنیا میں انسانوں اور جنوں کے برابر اُن کے ہاتھ کی اُنگلیاں ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ جس طرح میز پر ایک پلیٹ پڑی ہو اور اُس پلیٹ میں ایک نگینہ ہو آدمی جس قدر اُس نگینے کو آسانی سے دیکھ سکتا ہے اس طرح حضرت عزرائیل علیہ السلام ساری دُنیا کو دیکھ سکتے

Marfat.com

ہیں کیونکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے سامنے یہ دُنیا پلیٹ کی مانند ہے۔ ہم انسان اور جن اُن کے سامنے پلیٹ میں پڑے نگینے کی طرح ہیں کوئی ذرہ بھی اُن سے چھپا ہوا نہیں ہے عزرائیل علیہ السلام اتنی طاقت کے مالک ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو علم دیا **وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ**۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتوں سے مناظرہ کرو **عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ** فرشتوں اور اللہ کے نبی کا مُقابلہ ہوا۔ بڑے بڑے علوم والے فرشتے، بڑی بڑی طاقتوں والے فرشتے، بڑے بڑے متبحر فرشتے آدم علیہ السلام سے ہار گئے اور اپنے آپ اقرار کیا **لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا**۔ یا اللہ تو نے ہمیں شرق و غرب کا علم دیا، یمین و یسار کا علم دیا، تحت و فوق کا علم دیا، ہمیں ذرہ ذرہ کا علم دیا لیکن جو علم تو نے حضرتِ انسان کو بخشا ہے وہ ہمیں نہیں دیا **لَا عِلْمَ لَنَا** اُس علم کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ **ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ**۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں پر توجہ فرمائی اور اُن سے دو چار سوال پُوچھے بلکہ اسماء کی مسمیات کے معنی پُوچھے تو سب ہار گئے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں پڑھا ہے کہ جتنی روزی انسانوں کو، جنوں کو، وحوش کو، طیور کو، نباتات کو، حیوانات کو، چرند کو، پرند کو، درندوں کو مل رہی ہے اور آبی، خاکی، بادی مخلوق کو جتنی روزی مل رہی ہے اس سب کا علم حضرت میکائیل علیہ السلام کو ہے اور جہاں قحط پڑنا ہو جہاں بارش برسانی ہو اس کا علم بھی حضرت میکائیل علیہ السلام کو ہے۔ ایک اور فرشتہ ہے جو اِن سب سے بڑا ہے جس نے ان سب کی رُوح قبض کرنی ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام تو باقی مخلوق کی رُوح قبض کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ بھی پیدا کیا ہے جس نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی روح بھی قبض کر لینی ہے۔ اُن کا نام اسرافیل علیہ السلام ہے۔ **كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ**

Marfat.com

وَالْاِکْرَام۔ اُس نے اتنی بڑی قرنا (بگل) پھونکنی ہے **وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ**۔ اُس کے پاس ایک بڑی قرنا ہے ناد (بلاوا) ہے وُہ آواز دے گا تو زمین و آسمان میں کوئی چیز زندہ نہ رہے گی یہ سب اس کی آواز کی تاثیر ہوگی۔ اُسے پتہ ہے کہ میرے کلہاڑے کی مار کہاں تک ہے، میرے پتھر کی مار کہاں تک ہے، میری چیخ میری آواز کہاں تک پہنچے گی، میرے تیر کی مار کتنی ہے، اس کی اس پھونک سے نوری بھی مر جائیں گے، ناری بھی، انسانوں کو بھی موت آئے گی اور فرشتے بھی مر جائیں گے یہاں تک کہ ساری دُنیا ختم ہو جائے گی۔ سُورج، چاند، ستارے کُچھ نہ بچے گا۔ زمین زمین نہ رہے گی، آسمان آسمان نہ رہے گا۔ اتنی طاقت والا فرشتہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے **نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ**۔ یا اللہ! آدم تو ایک کمزور سی چیز ہے ہم اس سے زیادہ قوت رکھتے ہیں اسے پیدا نہ کر۔ ہم ہر وقت تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیری تسبیح کرتے ہیں اور ہر وقت تیری عبادت میں مصروف ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قَالَ اِنِّی اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ**۔ اے فرشتو! میں نے تُم کو بڑے بڑے منصب دیے، بڑے بڑے علوم سے نوازا، بڑی بڑی پاکیاں اور طہارات دیں، تُم نُور سے پیدا کیے گئے ہو اور تُم بھی **لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ** ہو۔ تُم میں سے کسی بھی فرشتے کی نہ ماں ہے، نہ باپ، نہ نانی ہے، نہ دادی، نہ بہن ہے، نہ بھائی۔ جس طرح میں **لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ** ہوں اسی طرح تُم بھی **لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ** ہو۔ تُم سب میرے نُور سے تخلیق کیے گئے ہو۔

قَالَ اِنِّی اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ.

واقعی تُم بڑے علم والے ہو، میں نے تُمہیں بڑے بڑے منصب دیے ہیں، بڑی بڑی کُرسیاں دی ہیں، بڑے بڑے علوم عطا کیے ہیں اور اے شیطان! میں نے تُمہیں بھی بڑے علوم دیے **یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ**۔ تُم ہر

Marfat.com

بشر اور جن کو ورغلا سکتے ہو، جو کوئی نیکی کرتا ہے تُم اُسے دیکھ رہے ہو اور جو بدی کرتا ہے تُم اُسے بھی دیکھ رہے ہو۔

یہ بات بڑی غور طلب ہے دُنیا داروں کے لیے نہیں صرف دُرویشوں کے لیے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! جو کچھ جانتا ہوں وُہ تم نہیں جانتے حالانکہ میں نے تُمہیں عِلم غیب بھی دیا ہے، سب جہان کا زندہ کرنا اور مارنا بھی تُمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے، سارے جہان کا رزق تُمہارے ہاتھ میں ہے اور اس کا علم بھی تُمھارے پاس ہے۔ تمام انبیاء کو کتابیں بھی تم نے پہنچائیں، وحی تم نے دی، صحیفے تُم نے دیے اگرچہ یہ سب علوم تمہارے پاس ہیں لیکن جو عُلوم میرے پاس ہیں وُہ تم نہیں جانتے **قَالَ اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ**۔ یہ سب علم تم جانتے ہو لیکن اس سے زیادہ علوم جو میرے پاس ہیں وُہ تم سمجھ بھی نہیں سکتے، وُہ تم پا بھی نہیں سکتے۔ اس کے حاصل کرنے کا تم میں ادراک بھی نہیں، تم میں قوتِ مدرکہ (عقل و ذہن) بھی نہیں، تمہارے اندر اتنی استعداد اور استطاعت بھی نہیں۔ اس برتن کو میں نے حضرت آدم علیہ السلام کے سینے میں رکھا ہے۔ اس کا سینہ فیضِ گنجینہ، نورِ نرینہ ایسا ہے کہ وُہ میرے سارے علوم سما لے گا۔ تم نہیں سما سکتے۔ **وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا**۔ میں نے آدم کو علمِ کُل عطا کیا۔ کسی کو میں نے کُچھ نہیں دیا گو بہت کچھ دیا لیکن آدم کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں دیا۔

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو یہ علم دیا گیا تو اُس وقت سب نے کہا **لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا**۔ یا اللہ! واقعی تُم نے آدم کو جو اَب علم عطا فرمایا ہے اُسے ہم نہیں جانتے۔ ہم نے ہار مان لی، ہم مان گئے یہ ہم سے بڑا عالم ہے۔ اس وقت سب نے سجدہ کر دیا۔ بتاؤ جن فرشتوں کے پاس علم تھا وُہ تو پہلے ہی دِن حضرت آدم علیہ السلام کو جھک گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کا جب مناظرہ ہوا، بحث ہوئی، افہام و تفہیم ہوئی، تبادلہ

Marfat.com

خیال ہوا تو سب نے اپنے اپنے اِختلافات میں ایک ہی دفعہ ہار مان لی۔ دُنیا میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو جبریل سے چھپی ہوئی ہو، عزرائیل سے پوشیدہ ہو، میکائیل کو پتہ نہ ہو، اسرافیل کے سامنے نہ ہو، عزرائیل کی پہنچ سے دور ہو۔ وُہ سب علم تو اُن کے پاس موجود تھے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو علم میں نے آدم کو دیا ہے وہ ان سب سے افضل ہے **وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا.** میں نے آدم کو تمام علوم سے نوازا ہے اس لیے جب بحث ہوئی تو سب فرشتے ہار مان گئے۔

آج کا مُسلمان جو اُس آدم کا بیٹا ہے جسے اتنے علوم میسر ہوئے، یہ کہے کہ بندہ کوئی چیز نہیں حد تو یہ ہے کہ فخرِ آدم ہمارے نبی ﷺ کو بھی کہے کہ وُہ کوئی چیز نہیں۔

؎ اسے خاکی پُتلا سمجھنا نہ تم
یہ مٹی کی مُورت بڑی چیز ہے

گر نبودِ ذاتِ حق اندر وجود
آب و گِل را کئے کُند ملکاں سجود

اگر ذاتِ حق اس مٹی کے پُتلا میں موجو نہ ہوتی تو اس مٹی اور پانی کو فرشتوں نے سجدہ کیوں کرنا تھا۔ **وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا.** اس میں تھا اس لیے ان کو سجدہ کرنا پڑا کہ اُن کے علوم خاموش ہو گئے تھے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا اے آدم! میں ساری دُنیا کے بچہ بچہ کو جانتا ہوں، ہر کی موت کو جانتا ہوں، ہر کی فوت کو جانتا ہوں، ہر کی پیدائش کو بھی جانتا ہوں لیکن تیرا علم میرے علم سے زیادہ ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اقرار کیا اور کہا میں ایک سو دس صحیفوں کا حافظ ہوں، چاروں کتابوں کا حافظ ہوں لیکن تیرے علم کو نہیں جانتا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اقرار کیا میں ایک قرنا سے ساری دُنیا مار بھی سکتا ہوں اور زندہ بھی کر سکتا ہوں لیکن تیری پاور مجھ سے زیادہ ہے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام نے

Marfat.com

اقرار کیا ساری دُنیا کا رزق میرے پاس ہے میں قحط بھی ڈال سکتا ہوں اور بارش بھی برسا سکتا ہوں لیکن جو پاور اور علوم تیرے پاس ہیں میں انہیں نہیں جانتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ فیصلہ تو پہلے ہی دِن ہو گیا تھا کہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کا نائب حضرتِ انسان ہے۔ خُدا کا خلیفہ حضرتِ انسان ہے نہ کوئی اس کے مُقابلہ کا جن ہے اور نہ ہی فرشتہ، نہ اس کے مُقابلے میں زمین ہے اور نہ آسمان، نہ اس کے مقابلے میں پہاڑ ہیں اور نہ سُمندر، اور پھر اتنی بڑی چیز اتنی بڑی پاور والا اللہ تعالیٰ کا نائب حضرتِ انسان ہے۔ اب اس کے متعلق ایک بھول ہے اور بھول بھی اسے جو اپنے آپ سے بھولا ہے اب وُہ کہتا ہے کہ سارا جہان بھول گیا ہے ارے تجھے اپنے آپ کی بھول لے ڈوبی اور اب تو دوسروں کو بھولا ہوا کہتا پھرتا ہے۔ تو یہ بھی کہتا ہے کہ رسولوں کے سردار محمد الرسول اللہ ﷺ کو کوئی علم نہیں اور جبریل ان کے اُستاد ہیں حالانکہ جس جگہ حضرت جبریل علیہ السلام رُک گئے اور آگے ایک قدم بڑھنے کی جرأت نہ تھی میرے مُصطفیٰ ﷺ اُس سے بھی آگے بڑھ گئے۔ ان سب فرشتوں کا علم تو پہلے ہی دن آدم علیہ السلام کے آگے جُھک گیا تھا اور اب تو آدم علیہ السلام اور فخرِ آدم حضرت محمد ﷺ کے علم پر تان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ**۔ اے بندے! مجھے چار قسمیں ہیں میں نے تجھ سے خوبصورت چیز کوئی نہیں بنائی، تجھ سے بہتر کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی، تجھ سے خوبصورت و حسین دُنیا میں اور کوئی نہیں لیکن **ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ** تجھے ایک امتحان کے لیے میں نے اس گندے کنویں میں پھینکا ہے۔ ایک گہرے کُنویں میں پھینک دیا جو ایک امتحان گاہ ہے۔ تو سب سے اچھی چیز ہے۔ تو سدرۃ المنتہیٰ کا راہی ہے، تو عرشِ مُعلیٰ کا شہباز ہے لیکن ایک امتحان کے لیے **ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا**۔ اب جو کنویں، تالاب، دوزخ یا بشریت یا جس کمزور عوارض میں تو پڑا ہے یہ

Marfat.com

صرف چند گھڑیوں کے امتحان کے لیے ہے۔ اگر تو اب بھی مجھ پر ایمان لائے **وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت** ۔ اچھے کام کرے، اپنی اصلاح کر لے، اپنے آپ کو سمجھا لے تو

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

تو تو ہے شہباز اے سدرہ نشیں
آشیانہ ہے تیرا عرشِ بریں

خود کو بھولا خاک جانا ذات کو
کر دیا دن سے مبدّل رات کو

اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو صاف کر لے تو تو وہی ہے جس نے آگ میں چھلانگ لگائی تو آگ گلزار ہو گئی، تیرے نزدیک پانی نہ آئے، تجھے ہوا کچھ نقصان نہ دے سکے، تجھے بجلی جلا نہ سکے بلکہ ہر شئے تیرے ہاتھ میں ہے اور ہر چیز تو اللہ تعالیٰ نے تیرے ہی لیے بنائی ہے۔

ع یہ سب جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

بلکہ علامہ اقبالؒ کہتے ہیں

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو سنبھال لے، اپنے آپ کو صاف کر لے، اپنی صلاحیت کو اُجاگر کر لے، اپنی اِصلاح کر لے اور اس میں سے تزکیہ والی چیزوں کو باہر نکال دے، جو رزیل چیزیں ہیں اُن کو نکال دے، جو زہریلی چیزیں ہیں اُن کو نکال دے تو تو خدا کا نور ہے، تو وہ شئے ہے جس کو فرشتے بھی جھکتے ہیں، تیرے پاس وہ علم ہے جو فرشتوں کو بھی

Marfat.com

حاصل نہیں ہُوا، ایک خُدا جانتا ہے اور ایک تُو جانتا ہے۔ سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہو ؒ فرماتے ہیں کہ میرے اور میرے اللہ کے درمیان ایک راز ہے۔

؎ میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

میرے اور میرے اللہ کے درمیان جو باتیں ہوتی ہیں کندھے پر بیٹھے ہوئے فرشتے کراماً کاتبین کو بھی خبر تک نہیں ہوتی۔

؎ فرشتہ گرچہ دارد قُربِ درگاہ
نگنجد در مقامِ لیِ مع اللہ

اے انسان! تیرا یہ شان ہے اور یہ شان ہم نے خُود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اُس کے نبی کو منایا، اپنے آپ کو پاک وصاف کیا تو ایسے لوگوں کو جانوروں نے بھی سجدے کیے، دُنیا کے بادشاہ اُن کے قدموں میں بیٹھے، جہان کی ہر شئے بلکہ ہر مخلوق اُن کے سامنے جھکی ہے اور جس نے اپنے آپ کو بگاڑ دیا اور اُسی گڑھے **اسفلَ سُفلین** میں پڑا رہا اور اپنے آپ کو نہ سنوارا وُہ ایسا گندا انسان ہے کہ اُس کو مچھر لڑ جائے تو مر جاتا ہے، اُسے مکھی لڑ جائے تو مَر جاتا ہے، اتنا کمزور ہے کہ مکھی لڑی ہیضہ ہو گیا، مچھر لڑا ملیریا ہو گیا۔

کبھی تو چاند اور سُورج تیرے سامنے کوئی وُقعت نہیں رکھتے تھے تو اُنگلی کا اشارہ کرتا تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا، اُنگلی پھیرتا تو ڈُوبا ہوا سورج واپس آجاتا لیکن جب سے تو خود کو بھولا ہے تو مچھر اور مکھی سے بھی کمزور ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ تُجھے اپنی معرفت کی توفیق عطا فرمائے تو اپنے آپ کو سمجھے کہ تو کیا چیز ہے۔ اِسی

Marfat.com

معرفت کے لیے ہم بزرگوں کے درِ اقدس پر جاتے ہیں کہ ہمیں اپنے آپ کا تعارُف ہو جائے۔

ع ورنہ طاعت کے لیے کُچھ کم نہ تھے کُروبیاں

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

ادب و آداب

یہ بیان مُبارک حضور قبلہ عالم منگانوی ؒ نے غالباً ۱۹۸۴ء میں حاجی عبدالمجید ہراج کے ڈیرہ پر (موضع حویلی لال ضلع جھنگ) دورانِ مجلس ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. (۱)وَ لِلّٰهِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ بَعْدَهٗ (۲)وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ وَ بَعْدَهٗ (۳)وَ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۔

بندہء پروردگارم اُمّتِ احمد نبیؐ
دوست دارِ چار یارم تابع اولادِ علیؓ
مذہبِ حنفیہ دارم مِلّتِ حضرت خلیلؑ
خاک پائے غوثِ اعظمؓ زیرِ سایہ ہر ولی
منشاء یہی ہے سلسلہء قیل و قال کی
ہوتی رہے ثناء تیرے حُسن و جمال کی

---

(۱)اور عزت تو اللہ اور اُس کے رسول ہی کے لیے ہے (پ ۲۸:ع ۱۳)۔

(۲)اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو (پ ۲۶:ع ۱۳)۔

(۳)اور رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو (پ ۲۶:ع ۹)۔

Marfat.com

بعد از بصد حمد و ثناء ربّ ذوالجلال و ہزار ہا و کروڑ ہا نعتِ پاک مُحمّد الرّسُول اللہ ﷺ۔
میرے معزز ین کرام! ہمارا مذہب جماعتِ اہلِ سُنت 'الف' سے لے کر 'ے' تک ادب ہی ادب ہے جتنے مذاہب اس سے علیحدہ ہوئے ہیں بے ادبی کی وجہ سے ہی ہوئے ہیں۔ کسی نے حضور نبی پاک ﷺ کی بے ادبی کی اور یہاں تک کہہ دیا کہ معاذ اللہ! وُہ مر کے مٹی ہو گئے ہیں اب وُہ کچھ نہیں کر سکتے وُہ تو محض چٹھی رساں تھے، ڈاکیے تھے، باہر کارے تھے، قُرآن مجید دے کر چلے گئے اب بعد میں وُہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ کسی مولوی (ملعون) نے کہا میرے ہاتھ میں جو عصا ہے مجھے نبیؐ سے زیادہ کام دیتا ہے (۴)۔ کسی مُنافق نے کہا نماز میں نبیؐ کے خیال سے گدھے کا خیال بہتر ہے (۵)۔ اگر نبی کا خیال آ جائے تو نماز ٹُوٹ جاتی ہے اور اگر گدھے وغیرہ کا خیال آ جائے تو نماز نہیں ٹُوٹتی (نعوذ باللہ من ذالک)۔ ایسے لوگوں کی لمبی داڑھیاں، طویل نمازیں اور لمبی تسبیحوں کے باوجود ہر عبادت میں سمجھتا ہوں کہ رائیگاں چلی گئی۔ نبی ﷺ کی ذراسی بے ادبی سارے اعمال کو ضبط کو لیتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔
اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶:ع ۱۳) اگر میرے محبوب کی ذراسی بھی بے ادبی کی، آواز بھی اُونچی نکالی تو تمہارے ساری زندگی کے اعمال ضبط کر لیے جائیں گے اور تُمہیں توبہ کی توفیق بھی نہ دی جائے گی۔ اس

---

(۴) میری لاٹھی محمد صلعم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور محمدؐ مر گئے اُن سے کوئی نفع باقی نہ رہا (اوضح ابراہین از بانیء وہابیت محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ ۱۰)۔
(۵) نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بُرا ہے (صراطِ مُستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ ۹۷)۔

Marfat.com

طرح حضور ﷺ کی بے ادبی کئی لوگوں نے کی۔ کسی نے اپنا نبی بنالیا اور مرزئی کہلائے۔ یہ لوگ پانچوں نمازیں ہماری طرح پڑھتے ہیں، تیس روزے بھی رکھتے ہیں، ان کی مسجدیں ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، لیکن ہمارے نبی ﷺ کو آخری نبیؐ نہیں مانتے، نبوت کا اشتراک کرتے ہیں، اس لیے ہمارے نزدیک یہ لوگ کافر ہیں۔ ہمارے عالمِ دین اکثر کہتے ہیں کہ

ع سڑیں نمازاں روزے عملاں رب دوذخ وِچ پایا

اُن کی نہ تو کوئی نماز قبول ہے، نہ گرمیوں کے روزے قبول ہوئے، اُن کی کوئی حج، قربانی، تلاوت، کوئی عبادت قبول نہ ہوئی اس لیے کہ وُہ میرے نبی ﷺ کے بے ادب ہو گئے۔ حضور ﷺ پر اُن کے ایمان میں کمی آگئی اور قرآن و حدیث کی رُو سے وُہ مسلمان نہ رہے۔ کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو ہمارے مذہب سے علیحدہ ہوئے وُہ حضور ﷺ کے بے ادب تو نہ ہوئے لیکن آپ ﷺ کے گھرانے کے افراد کے بے ادب ہو گئے۔ اہلِ بیت عُظام اور صحابہ کرام کے دُشمن ہو گئے۔ حضور ﷺ کی ازواجِ مُطہرات کو گالیاں دینے گے۔

حضور ﷺ کی بیٹیوں کو ماننے سے انکار کردیا۔ زُبان سے تو کہتے ہیں کہ حضور نورٌ علیٰ نُور ہیں۔ حضور کے گھرانے کا ہر فرد نُور ہے لیکن ازواجِ مُطہرات کو بکواس کرتے ہیں حالانکہ قُرآن اعلان کرتا ہے۔

اے مومنو! محمد الرسول اللہ ﷺ کی بیویاں بے مثل و بے مثال ہیں۔ **لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ** (پ ۲۲: ع ۱۰) اے میرے نبی ﷺ کی بیویو! تُم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، چودہ طبقوں میں اُن کے ہم پلہ کوئی عورت نہیں۔ **نسآ النبی اُمّھات المؤمنین**۔ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ اے لوگو! جب تُم اُن کو پُکارو تو ماں

Marfat.com

کہہ کر پکارو۔ یہ تمہاری مائیں ہیں، حضور ﷺ کے حرموں کا نام لو، آپ ﷺ کی بیویوں کا نام لو تو ان کو اماں جی کہہ کر پکارو کیونکہ یہ پوری اُمت کی مائیں ہیں۔ جب ان کا نام پکارو تو یوں کہو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، ام المومنین حضرت ام سلمیٰؓ، ام المومنین حضرت حفصہؓ۔ یہ سب مومنوں کی مائیں ہیں مگر ہم سے الگ ہونے والا یہ گروہ انہیں غاصب کہتا ہے۔ کتنے کتنے بکواس کرتا ہے۔ ان ماؤں کی بے ادبیاں کرتا ہے۔ ان بے ادبیوں کے باعث اُن کے اور ہمارے راستے جدا ہو گئے۔ میرے آقا ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں جو کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن مقدس سے پیدا ہوئیں مگر یہ لوگ صرف ایک کو مانتے ہیں اور تین کا انکار کرتے ہیں۔ اپنے گند، اپنے گناہ اور اپنے منہ کو چھپانے کے لیے صرف ایک بیٹی کا اقرار کرتے ہیں۔ احادیث اور تواریخ سے آنکھیں بند کر کے کہتے ہیں کہ اور کوئی بیٹی رسول اللہ ﷺ کے گھر پیدا ہی نہیں ہوئی حد تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کے سب سے پیارے اور عظیم صحابی سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو بھی بکواس کرتے ہیں حالانکہ آدابِ شریعت اور فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے، ہر نبی کا ایک تصدیق کنندہ ہوتا ہے جس طرح حضرت موسیٰؑ نے نبوت کا اعلان کیا تو آپ کی نبوت کی تصدیق حضرت ہارون علیہ السلام نے کی۔ جس نبی نے نبوت کا اعلان کیا اور اس پر ایمان لاتے ہوئے جس شخص نے سب سے پہلے کلمہ پڑھا، اُس کی نبوت کی تصدیق کی، اُس کا مرید ہوا، اُس کا اُمتی بنا، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شخص عاقل ہو، بالغ ہو، آزاد ہو، غلام نہ ہو، اپنی سوچ سمجھ رکھتا ہو، ایسے شخص کو صدیق اور وصی کہتے ہیں۔ اور اُس نبی کی اُمت میں اس وصی و صدیق کا درجہ سب سے بلند ہوتا ہے اسی طرح میرے آقا ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو اُس وقت پانچ آدمیوں نے آپ کا کلمہ پڑھا۔ ان میں آزاد، جوان، عاقل اور بالغ صرف ایک سیدنا ابو بکر صدیقؓ

Marfat.com

تھے۔آپ کا کلمہ تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت زیدؓ اور آپ کی لونڈی نے بھی پڑھا تھا لیکن حضرت علیؓ کی عمر اس وقت صرف دس برس تھی، حضرت زیدؓ غلام تھے، خدیجۃ الکبریٰ اور آپ ﷺ کی لونڈی عورتیں تھیں اس لیے اس امت میں سب سے عظیم ترین درجہ وصی کا صدیق کا سیدنا صدیق اکبرؓ کو ملا۔

یہ لوگ اس امت کے معزز ترین اور عظیم ترین صحابی کو گالیاں دیتے ہیں، بکواس کرتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ جن کے گھر حضور کی دو بیٹیاں تھیں اُن کو گالیاں دینا ثواب سمجھتے ہیں۔ یہ اتنے بدنصیب اور بے ادب ہیں کہ جن لوگوں نے اسلام کو عزت دی، اسلام کو رنگ لگایا، جو صدیق بنے، جو عتیق بنے، جو فاروق کہلایا، جو ذوالنورین بنا ان لوگوں پر بھی بہتان لگاتے ہیں، بے ادبیاں کرتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں۔ پھر بتاؤ یہ لوگ ہمارے ساتھ کیسے رہ سکتے تھے ہمارے نزدیک ایسے لوگ بھی ایمان سے خالی ہیں صرف ہمارا مذہب اہلِ سُنت والجماعت ایسا مذہب ہے جو کہ اول سے لیکر آخر تک (کُل" اٰمَنَ بِاللّٰہِ) اٰمنتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ .....الخ ہر چیز کو مانتے ہیں۔ ہر صاحب تعظیم کی عزت کرتے ہیں۔ کسی نبی، کسی صحابی کے بے ادب نہیں۔ ہمارا مذہب تو سراپا ادب ہے۔ ہمیں تو تعلیم ہی ادب کی دی گئی ہے۔ خُلفائے راشدین کو بھی مانتے ہیں اور اُن کا ادب بھی کرتے ہیں۔ خلیفوں کو بھی مانتے ہیں اور ہر امام کی عزت بھی کرتے ہیں۔ ہر ولی، غوث، قُطب، ابدال کی عزت بھی کرتے ہیں اور اُن کی ولایت کو مانتے بھی ہیں تمام نبیوں پر ایمان بھی لائے ہیں اور ان میں تفریق بھی نہیں کرتے۔ نہ تو کسی نبی سے دوسرے کی شان بڑھاتے ہیں نہ کم کرتے ہیں۔ انبیاء کی شانوں کا مُقابلہ کرنے والے بے ایمان ہوئے جس طرح یہ لوگ صرف حضرت علیؓ کو مانتے ہیں اور ان کے مُقابلے میں کسی

Marfat.com

صحابی کی عظمت کا اقرار نہیں کرتے اسی طرح وُہ لوگ بھی صرف اپنے پیغمبر کو بلند ترین اور عظمت والا پیغمبر مانتے تھے اور دوسرے تمام انبیا کی عظمت کا انکار کرتے ہیں اس لیے وُہ کافر کہلائے۔عیسائی حضور ﷺ کو نبی تو مانتے ہیں لیکن کہتے ہیں حضور ﷺ معاذ اللہ حضرت عیسیٰؑ جیسے نہیں۔یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کا درجہ حضرت عُزیر علیہ السلام کا درجہ معاذ اللہ حضور ﷺ سے بلند ہے اس طرح وُہ لوگ انبیاء کے درجات بڑھانے اور گھٹانے میں کافر ہو گئے۔

پھر میرے دوستو! بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ادب مذہب کی ابتداء ہے جس مذہب میں ادب نہیں وُہ لا مذہب ہے۔اللہ کے حضور اس مذہب کی کوئی وُقعت نہیں۔ہم سُنی لوگ اللہ تعالیٰ کا ادب کرتے ہیں، اس کے انبیاء کا ادب کرتے ہیں، صحابہ کرام کا ادب کرتے ہیں، اپنے پیر و مُرشد کا ادب کرتے ہیں، اساتذہ اور بزرگوں کا ادب کرتے ہیں گویا ادب ہماری گھُٹی میں رچا بسا ہے، ادب ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے، ادب ہمارے مذہب میں اولین فرض ہے۔لہٰذا میرے پیر بھائیو! میں آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ادب اُس کے محبوب ﷺ کا ادب اور اپنے پیر و مُرشد کا ادب اپنے اوپر فرض کر لو۔رب کا اتنا ادب کرو کہ کسی آدمی کے نام میں بھی رب تعالیٰ کا کوئی نام آئے تو اُس کو بگاڑ کر نہ بُلاؤ۔یہ جہالت ہے کہ جس شخص کا نام خُدا بخش ہوتا ہے اُسے لوگ ''کھُدا'' کہہ کر پُکارتے ہیں، جس کا نام عبدالرزاق ہے اُس کو ''زاقی'' کہتے ہیں، جس کا نام عبدالحکیم ہے اس کو ''کیموں'' کہہ کر بُلاتے ہیں اور جس کا نام عبدالرب ہو اُس کو ''ربو'' کہا جاتا ہے۔ایسا کہنا جہالت ہے، بے ادبی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے باقی سب اس کے صفاتی نام ہیں۔جب تُم اس کا ذاتی نام لو تو اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یا اللہ جلالہٗ، اللہ کریم یا اللہ پاک بولا کرو۔اور جو اللہ کے صفاتی نام ہیں اگر انہیں صرف اُسی صفاتی نام کے ساتھ کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے

Marfat.com

رب، خالق، مالک، خُدا وغیرہ کہہ دیا جائے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام "اللہ" کو اکیلا نہ پُکارا جائے کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اس طرح جب تُمہاری زبان پر رسول اللہ ﷺ کا ذاتی نام "مُحمد" آئے تو تُم پر لازم ہے کہ ساتھ ﷺ کہو۔ صرف "محمد" کہنا بے ادبی ہے۔ اِس نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دُرُود کو واجب کر دیا ہے اور جو حضور ﷺ کے صفاتی نام ہیں اگر وُہ اکیلے کہہ دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں جیسے مصطفیٰ، بشیر، نذیر، سراجاً منیرا وغیرہ۔ اس طرح ہم لوگ اپنی جہالت کے باعث حضور ﷺ کے ذاتی وصفاتی نام کی بھی بے ادبی کرتے ہیں مثلاً جس شخص کا نام "محمد" ہو معاذ اللہ ہم اُس آدمی کو ممّوں اور جس کا نام احمد ہو ہم اُس کو احموں کہہ کر پُکارتے ہیں یہ نہ صرف بے ادبی ہے بلکہ گناہِ عظیم ہے۔

سُلطان محمود غزنوی بڑا پیر پرست بادشاہ تھا۔ اہل اللہ کا عاشق تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا غُلام تھا اور اس کا دِل حضور ﷺ کے ادب سے منور تھا۔ ایک روز دربار لگا کر بیٹھا تھا کہ اپنے پیارے وزیر ایاز کے بیٹے کو بُلایا اور کہا او ایاز کے بیٹے! اِدھر آؤ۔ اس سے قبل سُلطان نے کبھی ان الفاظ کے ساتھ اُسے نہ پُکارا تھا۔ ایاز ڈر گیا اور عرض کی اے بادشاہ سلامت! کیا ہم سے کوئی غلطی ہوئی یا ہمارے سُلطان میرے بیٹے پر ناراض ہیں۔ کیا سبب ہے آج آپ نے میرے بیٹے کو ایک عجیب نام سے پُکارا ہے۔ سُلطان محمود غزنوی نے کہا کچہری برخاست ہونے کے بعد تُمہیں وجہ بتاؤں گا۔ مجلس ختم ہوئی تو ایاز پھر حاضر ہوا۔ وجہ دریافت کی تو سلطان محمود غزنوی نے کہا اے ایاز! تیرے بیٹے کا نام "محمد" ہے اور میں نے محمد ﷺ کا نام کبھی بغیر وُضو نہیں لیا۔ اُس وقت میرا وُضو نہ تھا اس لیے میں نے تیرے بیٹے کو ایاز کا بیٹا کہہ کر پُکارا۔ یہ تجھ سے ناراضگی کا اظہار نہیں بلکہ اپنے محبوب کے نام کا ادب ہے۔ ایک دِن محمود غزنوی کو سفر میں کسی کے گھر رہنا پڑا۔ جس کمرے میں ٹھہرا تو دیکھا کہ

Marfat.com

قُرآن مجید رکھا ہوا ہے۔ محمود نے قُرآن اُٹھایا اور تلاوت کرنے لگا۔ جب تھک گیا تو اُسے قرآن مجید رکھنے کی کوئی مناسب جگہ نہ ملی۔ اس کے دِل میں خیال آیا کہ اگر قرآن مجید کو یوں ہی رکھ کر میں سو گیا تو غفلت کے باعث اور حالتِ نیند میں بد بودار ہوا خارج ہوئی اور میں نے ٹانگیں پھیلائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی بے ادبی ہوگی۔ تو پھر خود کو محمود نے کہا۔ اے محمود! تو جب سے دُنیا میں آیا ہے ہر رات کو سوتا ہے ساری عُمر تو نے عیش کی اگر ایک رات اللہ تعالیٰ کے کلام کے ادب میں گزار دی تو کیا حرج ہے۔ محمود ساری رات جاگتا رہا۔ ایک لمحہ کے لیے بھی آنکھ نہ لگائی۔ محمود شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کا مُرید تھا جب اس کا وصال ہوا تو شیخ نے مراقبہ کیا۔ دیکھا تو محمود جنت میں سیر کر رہا ہے۔ آپ نے پوچھا اے محمود! اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ بلند مرتبہ کیوں عطا کیا ہے؟ محمود نے عرض کی میرے مالک کی رحمت کا کچھ نہ پوچھیں ساری دُنیا روزِ قیامت حساب و کتاب دے کر بہشت میں جائے گی لیکن مجھے میرے مالک نے پہلے بھیج دیا۔ فرمایا کس خوشی میں۔ محمود نے عرض کی جناب ایک دن میں نے اپنے نبیؐ کا نام بے وُضو نہ لیا تھا اور ایک دن کلام پاک کے ادب میں ساری رات جاگتا رہا اللہ تعالیٰ کو یہ دو باتیں اتنی پسند آئیں اور فرمایا محمود! جاؤ تم جنت میں بے حساب چلے جاؤ۔ تو نے میرے کلام کے ادب میں اپنی نیند گنوا دی اور میرے محبوب کا نام بے وضو نہ لیا میں نے تجھے جنت کا حق دار بنا دیا

ہزار بار بشویم دہن زِعرقِ گُلاب
ہنُوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی

عاشق تو کہتے ہیں کہ محبوب کا نام تب لو جب اس کو ہزار بار عرق گُلاب اور مشک و کافور سے دھو لو پھر بھی ان کی تسلی نہیں ہوئی۔ وُہ کہتے ہیں کہ یہ زُباں اب بھی اس قابل نہیں کہ محبوب کا نام لے۔ اس لئے آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ اگر کسی کا نام محمد بخش، احمد بخش، اللہ بخش اور خدا

Marfat.com

بخش ہو تو کوشش کرو کہ اس کو پورے نام سے پکارو کیونکہ روزِ محشر اِن ناموں پر بھی بخشش و عنایت ہوگی۔ اللہ اور اُس کے محبوب ﷺ کے ناموں کا ادب کرنا ہر مُسلماں کا اولین فرض ہے۔ ایک شرابی تھا اُس کا نام حاتم تھا۔ ایک روز شراب خانے میں بیٹھا تھا اُس نے دیکھا کہ زمین پر قُرآن مجید کے کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہے۔ دِل میں سوچا اے حاتم! تو اب گُناہ وکفر کی اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ ایک طرف تو شراب پی رہا ہے اور دوسری طرف قُرآن مجید کے ٹکڑے تیرے پاؤں تلے آرہے ہیں اس اِحساسِ ندامت میں وُہ اُٹھا نہا دھو کر نئے کپڑے پہنے۔ آکر وُہ کاغذ کا ٹکڑا اُٹھایا چُوم کر آنکھوں پر لگایا پھر اس کو عطر وخُوشبو لگا کر مسجد میں رکھ آیا۔ رات کو جب سویا تو خواب میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے حاتم! تجھے مُبارک ہو۔ تُو نے اللہ تعالیٰ کے کلام کے ایک ٹکڑے کی تعظیم کی، قُرآن پاک کا ادب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے سارے گُناہ بخش دیے۔ صُبح حاتمؒ جب بیدار ہوا تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حاتم دروازہ پر گیا تو اُس گاؤں میں رہنے والے ایک ولی اللہ کو اپنے دروازے پر کھڑا پایا۔ ششدر رہ گیا اور عرض کی حضور میں گناہگار شرابی اور آپ اللہ تعالیٰ کے ولی۔ مجھ گناہ گار کے دروازے پر آپ کا قدم کیسے آیا۔ آپ تو مُجھ سے نفرت کرتے تھے۔ میری اس گلی محلّہ سے بھی نہ گُزرتے تھے۔ آج یہاں آنے کا کیا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا کل تُم نے قُرآن مجید کے ایک کاغذ کا ادب واحترام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے آج رات مجھے حُکم دیا کہ حاتم کو مُبارک اور بشارت دو۔ تُم کو مُبارک ہو کہ تم جنتی ہو۔ تھوڑی دیر گُزری تو ایک اور ولی اللہ یہی پیغام لے کر حاتم کے دروازہ پر آیا۔ اُس گاؤں میں سات ولی اللہ رہتے تھے ساتوں یہ پیغام لے کر آئے تو حاتم تڑپ اُٹھا اور بولا کہ اے میرے رحیم وکریم خُدا! تو کتنا مہربان ہے اتنی سی نیکی پر اتنی مہربانی۔ میں نے

Marfat.com

تو کبھی سوچا بھی نہ تھا۔اے کریم ذات جب تُو کرم پہ آئے تو مجھ جیسے گُناہ گار کو بھی بخش دے۔اس شرابی کی بخشش کسی عبادت و ریاضت کے باعث نہ ہوئی بلکہ ادب کی وجہ سے جنت کا مستحق بنا۔

حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں ایک عیسائی کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وُہ ایک عورت پر عاشق تھا۔ایک جادوگر کے پاس گیا کہ مجھے کوئی ایسا جادو سکھا جس سے میں اپنی محبوبہ کو پالوں۔جادوگر نے کہا جادو کا اثر تب ہوتا ہے جب انسان نیکی چھوڑ دے،کلمہ چھوڑ دے۔اگر جادو سیکھنا ہے تو حضرت عیسیٰ کا کلمہ اور انجیل کو پڑھنا چھوڑ دو،اللہ کی نمازیں چھوڑ دو،اُس کی بندگی سے ہٹ جاؤ،چالیس دِن تک یہ کُفر اختیار کرو پھر تمہیں جادو سکھاؤں گا اور تب تُم پر جادو اثر کرے گا۔

عورت پر فریفتہ اُس شخص نے جادوگر کی ہدایت پر اپنا دین و ایمان چھوڑ دیا۔چالیس روز اسی حالت میں گزار دیے۔پھر جادوگر کے پاس آیا۔جادوگر نے منتر پڑھا لیکن اس شخص پر کوئی اثر نہ ہُوا۔جادُوگر نے کہا میرا منتر تُم پر اثر نہیں کرتا کیونکہ تو نے میری ہدایات پر عمل نہیں کیا۔اُس نے کہا میں نے تُمہاری ہدایات پر مکمل عمل کیا ہے۔جو کُچھ تُم نے کہا تھا چالیس دِنوں تک چھوڑے رکھا۔جادوگر نے کہا چالیس دنوں کی حالت بیان کرو،اعمال بیان کرو اور کیفیت بیان کرو۔اُس نے کہا اِن چالیس دنوں میں میں نے ایک نیکی بھی نہیں کی البتہ ایک دِن راستہ پر پڑے ہوئے کانٹے کو میں نے اس لیے اُٹھالیا کہ کہیں یہ لوگوں کو تکلیف نہ دے،کسی بغیر جوتے پہنے والے شخص کو لگ نہ جائے۔آگے گیا تو ایک کُتیا پیاس سے مر رہی تھی میں نے سوچا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تو پہلے ہی دُور ہو گیا ہوں سب نیکیاں چھوڑ دی ہیں چلو اِس کو تو پانی پلا دُوں۔میں نے اپنے جُوتے میں پانی ڈال کر کُتیا کی پیاس بُجھائی۔جب وُہ سیراب ہوئی تو اُس نے ایک دو دفعہ اُوپر نیچے دیکھا جس سے میرے دِل کو

بڑی تسکین ہوئی، میری رُوح خُوش ہوئی۔ جادوگر بولا ابھی تک تُمہارا ایمان زائل نہیں ہوا اب بھی تُمہارے اندر ایمان کی کرن چمک رہی ہے اس لیے تُم پر جادو اثر نہیں کر سکتا۔ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے تُمہارا نام بے ایمان نہیں لکھا۔

غور کرو! اُس شخص نے نمازیں نہیں پڑھیں، کلمہ چھوڑ دیا، ایمان کو ایک عورت پر قُربان کر دیا لیکن ابھی تک اللہ تعالیٰ نے اُسے بے ایمانوں میں شُمار نہیں کیا۔ یہ الفاظ سُننے تھے کہ اس شخص کے ضمیر نے اُس کو جھنجھوڑا۔ اُس کے دِل میں خیال آیا کہ میں تو نافرمان ہوں، وُہ گناہ گار ہوں جس نے ایک عورت کے پیچھے اپنے رب کو چھوڑ دیا لیکن میرا رب کتنا مہربان ہے جس نے آج تک مجھے نہیں چھوڑا۔ میرا نام بے ایمانوں میں نہیں شُمار کیا اُس نے دوبارہ کلمہ پڑھا اور صراطِ مُستقیم پر آ گیا۔

لوگو! میرا رب بڑا کریم ہے، میرا رب بہت مہربان، میرا خُدا میرا رُسول اندک پذیر اور بسیار بخش ہے لیکن کس کے لیے صرف ادب والوں کے لیے۔ صحابہ کرامؓ میرے آقا ﷺ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب کوئی صحابی حضور ﷺ کو بُلاتا تو کہتا "فِداک اُمّی وَابّی وروحی وجسدی یارسول اللہ ﷺ"۔ وہابیوں سے پوچھو، شیعوں سے پوچھو، سُنیوں سے پوچھو کہ تُمہاری کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ حضور ﷺ کو صحابی کس طرح بلاتے تھے؟

قرآن مجید اعلان کرتا ہے **لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا** (پ ۱: ع ۱۳) اے لوگو! جب تم میرے محبوب سے مخاطب ہو تو راعنا نہ کہا کرو بلکہ کہا کرو اُنظُرنا یعنی ہم پر نظرِ کرم فرمائیں۔ ہماری طرف توجہ فرمائیں۔ اس لیے صحابہ کرامؓ جب بھی اپنے محبوب ﷺ کو بُلاتے تو کہتے میرے ماں باپ، میری جسم و جاں، میرے آقا ﷺ پر قربان یارسول اللہ ﷺ میری عرض سُنیں۔

Marfat.com

ہمارے صحابہ کرام کا یہ طریقہ تھا، حضور ﷺ کے عاشقوں کا یہ طریقہ تھا جب تک اپنا سب کُچھ فدا کرنے کا عہد نہ کرتے اُس وقت تک نہ پُکارتے۔ حضور ﷺ کو کبھی ذاتی نام سے نہ پُکارتے۔ حضور ﷺ کا ادب صحابہ کی رگ رگ اور لوں لوں میں بسا ہوا تھا۔ ہر صحابی سراپا ادب تھا اور حضور ﷺ کی ہر نسبت اور ہر چیز کا ادب کرتے تھے۔ صُلح حُدیبیہ میں حضور ﷺ نے حجامت کروائی تھی۔ سیدنا عُمر فاروقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بڑی اچھی حجامت کر لیتا ہوں یہ شرف مجھے بخشیے۔ فرمایا ٹھیک ہے تُم ہی حجامت بناؤ۔ حضرت عُمرؓ آقا ﷺ کی حجامت بنانے لگے اُس وقت چودہ پندرہ سو کے قریب صحابہ کرام موجود تھے۔ حضور ﷺ کے گرد دائرہ بنا کر جھولیاں پھیلا کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ کے سرِ انور کے بال مُبارک کٹتے تو صحابہ زمین پر نہ گرنے دیتے۔ پہلے جھپٹ لیتے تھے ایک دُوسرے سے پہلے بال پر ٹوٹ پڑتے تھے جس کسی کو حضور ﷺ کا موئے مُبارک مل جاتا خوشی سے جھوم اُٹھتا۔ چُوم کر آنکھوں سے لگاتا یوں لگتا جیسے اسے دُنیا جہاں کی دولت مل گئی ہے۔ صحابہ کرام نے زندگی بھر اِن مُوئے مُبارک کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ کئی صحابہ نے اپنے کفن میں یہ مُوئے مُبارک سلوا کر رکھ دیے تا کہ قبر میں بھی ان کا ساتھ نصیب ہو۔

حضور ﷺ نے وُضو فرمایا تو صحابہؓ نے آپ کے وُضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرنے دیا۔ وُہ پانی اپنے ہاتھوں پر ملتے، اپنے چہرہ پر مَلتے۔ غور کرو ایک لوٹا پانی کا تھا۔ پندرہ سو صحابہ تھے ہر ایک پر پانی کیسے پُورا آتا۔ لیکن عُشاقِ رسول ﷺ کا عشق دیکھو جس کسی کو پانی ملتا وہ تو اپنے ہاتھ مُنہ پر مل لیتا لیکن جس کو وُہ پانی نہ ملتا وہ اُس مبارک پانی والے ہاتھ پر ہاتھ لگا کر اپنے چہرے پر مَل لیتا۔

مکہ سے آیا ہوا وفد یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا واپس گیا تو وفد کے سردار نے کہا اے مکہ والو! اس نبیؐ کے ساتھ جنگ کا اردہ ترک کر دو۔ تُم ہرگز اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اُس کے ساتھی اُس

Marfat.com

پر ایسے دِل و جان سے فدا ہیں کہ اُس کے وُضو کا پانی، اُس کی تھوک، اُس کے ناخن اور اُس کے بال بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ یہ لوگ اپنے نبیؐ پر اپنا سب کُچھ قُربان کردیں گے تمہیں اُس کے خون کے ایک ایک قطرہ کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ لڑائی کا خیال دِل سے نکال دو۔ مکہ والوں نے صُلح کرلی اور لڑائی نہ لڑی۔ اِس صُلح کو صُلح حدیبیہ کہتے ہیں۔

دوستو! ہمارا مذہب سراپا ادب ہے اس لیے حضورؐ کے صحابہ کا بھی دل و جان سے ادب کیا کرو اور جب کسی صحابی کا نام پُکارو تو رضی اللہ عنہ ساتھ پُکارو۔ اللہ کے ولیوں کا ادب کرو اور جب کسی اللہ کے ولی کا نام پُکارو تو ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرو یا پھر مُرشد پاک، ولی اللہ پاک کے نام سے پُکارا کرو۔

ہمیں اپنے بزرگوں نے مشائخ عظام نے ادب کا درس دیا ہے۔ میرے والد گرامی حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قادریؒ کے مُرشد کا نام حضرت سید سردار علی شاہ بُخاریؒ تھا آپ اپنے شیخ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ اگر کوئی سردار کے نام والا شخص آپ کے پاس مُرید ہونے کے لیے آتا تو آپ فرماتے اگر میرا مُرید ہونا ہے تو پہلے نام تبدیل کرو۔ یہاں مدّو میں ایک گگروانہ شخص تھا جس کا نام سردار تھا۔ جب وُہ حضور کا مُرید ہونے کے لیے آیا تو آپ نے فرمایا میاں! تیرا نام ادب والا ہے۔ میں تو سردار کا ادب کرتا ہوں پھر میں تجھے مُرید کیسے کر سکتا ہوں۔ اگر میرا مُرید ہونا ہے تو پھر آج کے بعد تُمہارا نام ''سراج'' ہو گا۔ حضور کا مُرید ہوا اور اپنا نام بدل دیا۔ وُہ تمہارے علاقے کا رہنے والا ہے اُسے میرے حضور سردار نہیں بلکہ سراج پُکارتے تھے۔ اس لیے کہ اپنے شیخ کے نام کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا ہماری مائیں ہماری بیویوں کو خاوند کے ادب کی تعلیم دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ خاوند کا نام لے کر نہ پُکارو بلکہ کہو کہ فُلاں کا ابا، فُلاں کا بابا جیسے عربوں کا طریقہ تھا۔

میں نے سُنا ہے کہ حضرت میاں عبدالحکیمؒ کا ایک مُرید کہیں جا رہا تھا۔ راستہ میں لوگ

Marfat.com

چڑوئے سانپ کو مار رہے تھے (سانپوں کی ایک قسم کا نام ہے) اور چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے مارو یہ چڑھویا سانپ ہے۔ ساتھ ہی گالیاں بھی دے رہے تھے۔ مُرید نے سوچا میرا شیخ بھی تو چڑھویا ہے یہ گالیاں تو میرے پیر کو دی جارہی ہیں وُہ دوڑ کر گیا اور سانپ کے اُوپر گر پڑا اور کہا کہ میں اِس سانپ کو نہیں مارنے دُوں گا۔ لوگوں نے اُس پر بھی ڈنڈے برسائے۔ اُس نے نہ تو ڈنڈوں کی پرواہ کی اور نہ ہی سانپ کے ڈسنے کا خوف اُس کے دِل میں آیا۔ لوگ اُس سے اُلجھے تو سانپ بچ کر نکل گیا۔ لوگوں نے کہا بےوقوف! تُو نے سانپ کو بچایا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ کتنا زہریلا اور انسان دُشمن ہے۔ اُس نے کہا لوگو! مجھے سانپ سے غرض نہیں۔ تُم نے کہا یہ چڑھویا ہے اور گالیاں دیں تُم نہیں جانتے کہ میرے مُرشد کی ذات بھی چڑھویا ہے اس لیے میں کیسے برداشت کرسکتا تھا کہ تُم چڑھوئے کا نام لے کر گالیاں دو اور مارو خواہ وُہ سانپ ہی کیوں نہ ہو۔

جب وُہ شخص اپنے مُرشد کے پاس گیا۔ حضرت میاں عبدالحکیم کھڑے ہوگئے اُس کو گلے سے لگایا اور اُس پر توجہ کی۔ فقیر کی نظرِ کرم سے اُسے ولایت عطا ہوگئی۔ اُسے چودہ طبقوں کا وارِث بنادیا۔ فرمایا تُو نے میری ذات کا ادب کیا تُو نے اللہ کے ولی کا ادب کیا۔ اس لیے مالک یہ نہیں چاہتا کہ تُو دوسرے لوگوں کی طرح دھکے کھاتا پھرے۔ اب سارا جہان تیرا ادب کرے گا اور سُن! جو تُو نے اپنی پیٹھ پر ڈنڈے کھائے تھے میری پیٹھ کا کپڑا اُٹھا کر دیکھ لے اُس کے نشان لگے ہوئے ہیں۔ ڈنڈے تجھے پڑے لیکن زخم میں نے کھائے میں نہ تو تیرے درد سے غافل تھا اور نہ تیرے ادب سے بےخبر تھا۔

ادب ایک تاج ہے لطفِ خُدا
تُو رکھ سر پر جہاں چاہے چلا جا

Marfat.com

از خُدا جوئیم ۔ توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

(ہم خُدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں۔ بے ادب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہا)

با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔ ہمارے مذہب میں تو نو حصے ادب اور ایک حصہ عمل ہے۔ کیونکہ اگر تُم ساری ساری رات نماز پڑھتے رہو، سارا دِن روزہ رکھتے رہو، زندگی بھر خانہ کعبہ میں بیٹھے رہو اور اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے بے ادب ہو، اُس کے پیاروں نبیوں، ولیوں کے بے ادب ہو تو پھر اُس کے بندے نہیں ہو بلکہ شیطان اور ابلیس ہو۔ اور اگر گُناہ گار ہو لیکن بے ادب نہیں ہو تو پھر اُس کے دَر سے کبھی محروم نہیں لوٹو گے۔ قُرآن مجید میں لکھا ہے کہ ایک کُتا اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ چلا اُن کی چوکھٹ پر بیٹھا رہا، اُن کا ادب کیا مالک نے نہ صرف اُس کا کلام پاک میں ذکر کیا بلکہ اُس نجس کو پاک کر کے بخش بھی دیا۔ کیا یہ ادب و احترام کی جزاء کی حد نہیں ہے۔

دوستو! اپنے نبیؐ کے نام کا، اپنے رب کے نام کا، اپنے بزرگوں کے نام کا اور اپنے شیخ کے نام کا ادب کیا کرو۔ جب تم اللہ اور اُس کے رسول اور اس کے محبوب بندوں کا نام لو تو ادب و احترام کو ملحوظ رکھا کرو۔ اِن ناموں کا ادب بظاہر ایک چھوٹی سی بندگی ہے، ایک چھوٹا سا ادب ہے لیکن یہ ادب بہت بڑا اجر عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیر و مُرشد کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے اللہ! ہمیں ادب، علم، اور اخلاص عطا فرما۔ محشر میں ہمیں بے ادبوں میں نہ اُٹھانا۔ ہمیں بے ادبوں کے ٹولہ سے دُور رکھنا اور ہمیں ادب والوں کی سنگت عطا فرمانا۔

وما علینا الا البلغ المبین

Marfat.com

خطاب عُرس مُبارک

حضور قبلہ عالم منگانویؒ نے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ء کو آستانہ شریف پر یارانِ طریقت کے عظیم الشان اجتماع سے مُخاطب ہو کر فرمایا۔

سب مِل کر کلمہ پڑھو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یہ کلمہ گواہ ہے کہ میں نے اپنے ضمیر اور سمجھ کے مُطابق ایک دینی اجتماع مُنعقد کیا ہے اس اجتماع کا مقصد آپ سب کی رُوحانی تربیت ہے۔ میرا مُرشد دین و دُنیا میں کامل راہبر تھا، شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا اُستاد تھا، تصوف کا لیکچرار تھا، رُوحانی علم کا مُعلم تھا بلکہ عینی مُشاہدے کروانے والا تھا۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اُن کی تعلیمات پر عمل کریں۔ ہمارا اکٹھا ہونے کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے سبق اور مشن کو دُہرا لیں اور اگر اِس میں کُچھ غلطیاں ہوں تو ایک دُوسرے کو دیکھ کر نکال لیں۔ اس وقت کم از کم دو ہزار کا مجمع ہے لیکن نماز میں اتنا اجتماع دکھائی نہیں دیتا یہ بات نوٹ کر لو کہ اگر نماز، روزہ نہیں تو مُرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ دُرویشی تو نماز، روزہ میں تکمیل سے آگے شُروع ہوتی ہے۔

میرے والد ماجد (حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قُطبی قادریؒ) شریعت و طریقت میں ایسا بے مثال نمونہ تھے کہ زندگی کے آخری لمحات میں بھی نمازِ تہجد پڑھ کر رب کے حضور حاضر ہوئے۔ شریعت میں ایسے کامل تھے کہ آخری وقت میں بھی چارپائی سے اُتر کر مُصلیٰ پر بیٹھ کر نمازِ تہجد ادا کی۔ طریقت میں ایسے پُختہ تھے کہ فرمایا مُجھے اُٹھا کر باہر لے جاؤ۔ یہ سارا منظر میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور چند گواہ اس وقت بھی میرے پاس بیٹھے ہیں۔ حضور کے حُکم پر آپ کو چار آدمیوں نے اُٹھا لیا ۔رات کا پچھلا پہر اور سخت سردی تھی۔ اذان کا وقت قریب تھا ۔باہر لائے تو آپ نے فرمایا میرا چہرہ دہڑ شریف کی طرف کر دو۔ جب دہڑ شریف کی طرف آپ کا چہرہ مُبارک کیا گیا تو کلمہ شریف کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں میرے والد

Marfat.com

ماجد نے اپنے دونوں دستِ انور ماتھے پر رکھے اور اُس طرف جھک گئے۔ نفل تہجد تو کعبہ کی طرف مُنہ کر کے پڑھے تھے لیکن عشق وشوق کا سجدہ اپنے پیر و مُرشد کی طرف منہ کر کے ادا کیا۔ یہ سب لوگ اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے والد ماجد نے اپنے اِس عمل سے ہمیں یہ سبق دیا کہ اگر تُم میرے ہم مسلک وہم مشرب ہو، میرے مشن کے ساتھ مُنسلک ہو، میری معیت اور محبت تمہیں حاصل ہے تو شریعت اور طریقت کو دل میں بسا کر آخری وقت تک اِس طرح عمل پیرا رہنا۔ وُہ ہم سے زیادہ توحید پرست بھی تھے اور توحید شناسا بھی۔ معرفت میں بھی کامل تھے اور عشق و مستی کی منزلیں طے کر چکے تھے۔ جب اُنھوں نے آخری وقت بھی نماز نہ چھوڑی تو ہمیں بھی نہیں چھوڑنی چاہیے بالخصوص یہاں پر موجود میں اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تُم میری کلمہ کی دوست ہو، میری عقیدت مند ہو تو نماز کبھی نہ چھوڑنا۔ جنہیں میری معرفت حاصل ہے جو مجھ سے ارادت رکھتی ہو، جو میرے ساتھ محبت رکھتی ہو، جنہیں میرے باپ دادا کے ساتھ عقیدت ہے ہرگز نماز نہ چھوڑنا اور عورتوں سے میں یہ بھی اپیل کروں گا کہ بچوں والی عورتیں عُرس مُبارک پر نہ آیا کریں کیونکہ اس سے نہ صِرف آپ کو اور آپ کے بچوں کو تکلیف ہوتی ہے بلکہ آپ اپنے اصلی مقاصد حاصل نہیں کر پاتے۔ عُرس مُبارک پر آنے کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ آپ پانچ وقت نماز پڑھیں، کلمہ پڑھیں اور تربیت حاصل کریں لیکن معصوم بچوں کے باعث نہ تو آپ کے کپڑے پاک رہتے ہیں اور نہ آپ وقت پر نماز ادا کر سکتی ہیں اور نہ ہی مجلس میں بیٹھ سکتی ہیں۔ دین میں جبر نہیں ہے جس کے پاس رقم نہ ہو اُسے حج معاف ہے، بیمار کو نماز میں رعایت ہے، غریب کی زکوٰۃ معاف ہے اِس لیے معصوم بچے آپ کی مجبوری ہیں لہٰذا عُرس پاک کی حاضری سے آپ مستثنیٰ ہیں اور میں مردوں سے بھی ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں کہ غور سے سُن لو جو شخص میرا مُرید ہو کر نماز نہیں پڑھتا وُہ آئندہ عُرس پر نہ آئے کیونکہ ہمیں تو

Marfat.com

ایسے آدمی درکار ہیں جن کے دیکھنے سے ہمارے ایمان میں ترقی ہو، اضافہ ہو اور جو شخص کلمہ، نماز سے تارک ہے اِس سے ہم نے اپنے پیر کے عشق کا کیا سبق لینا ہے؟ ہمارے شیخ نماز کے پابند تھے۔ تمام اولیائے کرام نے نماز میں کمال حاصل کیا۔ ہر نبی نے اُمت سے بڑھ کر اضافی نمازیں پڑھیں۔ تمہیں خُدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو تُم میں سے میرا دوست ہے نماز ہرگز نہ چھوڑے۔ اِس عُرس مُبارک کے موقع پر میں تُم سے یہ عہد لیتا ہوں کہ ساری زندگی نماز نہ چھوڑنا اور ایک عہد تُم سے میں بھی کرتا ہوں کہ یا تو خُدا اتنا قہر میں ہوگا کہ کسی کی بھی نہیں سُنے گا پھر وہاں ہماری کیا مجال۔ جب کسی نبی ولی کی نہ سُنے تو میری کیا مجال۔ یا پھر میرا رب سراپا رحمت دکھائی دے گا اور اگر میرا رب صفتِ رحمت میں ہوا تو کلمہ شریف کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ تُمہارے اور میرے دِل جس طرح جُڑے ہوئے ہیں جس طرح اِس دُنیا میں سنگت نصیب ہے اس کلمہ پر اعتبار کر لو اس طرح محشر میں بھی اکٹھے رہیں گے۔ جس طرح تمہیں کلمہ پر یقین ہے مجھے اِسی طرح اپنے رب کی رحمت پر یقین ہے انشاء اللہ سب مل کر کلمہ پڑھتے ہوئے جنت میں جائیں گے اور جس طرح یہاں اکٹھے ہیں جنت میں بھی اکٹھے رہیں گے یہ میں نہیں کہتا یہ دونوں جہاں کے محبوب ﷺ کا اعلان ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی **اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ** "جو جس سے محبت رکھتا ہے محشر میں اُس کے ساتھ ہو گا"۔

میں نے تُمہیں اپنے والد گرامی کی دو باتیں بتائی ہیں کہ وُہ خُود مریض تھے، بہت زیادہ بیمار تھے لیکن آخری لمحہ بھی نماز تہجد نہیں چھوڑی۔ فرض تو ایک طرف نوافل بھی نہیں چھوڑے اور عشق کا یہ عالم تھا کہ آخری سلام دہڑ شریف کو کیا پھر اُس کے بعد نہیں بولے۔ آپ جب دہڑ شریف کو سلام کر چکے تو ہاتھ اُٹھائے دُعا مانگی۔ ہم نے بھی ساتھ ہاتھ اُٹھائے لیکن ہمیں پتہ نہ چلا کہ آپ نے کیا پڑھا اور کیا مانگا پھر اشارہ کر کے فرمایا مجھے چارپائی پر لٹا دو۔ جب پلنگ

Marfat.com

مُبارک پر لِٹایا گیا تو شیخ احمد دُرویش نے پُکار کر کہا حضور کے سرِ انور سے سرہانہ نِکال دو اور کلمہ پڑھو۔ مُجھے اس وقت پتہ چلا کہ میرے والد صاحب اللہ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔ میری عُمر اس وقت بہت کم تھی بمشکل چودہ برس کا تھا۔ میں نے عرض کیا ابا جی! ہمیں کس کے سہارے پر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ خدا واحد جانتا ہے کہ نزع کے وقت مرنے والے کے چہرے پر درد کی کیفیت نُمایاں ہوتی ہے لیکن اللہ کے فقیر موت کی تکلیف سے مُبرا ہوتے ہیں اس لمحے بھی مُسکرائے اور اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی سے اُوپر اشارہ فرمایا جس کا مطلب تھا بیٹا! پرواہ نہ کر تیرا اللہ تیرے لئے کافی ہے اس اشارہ سے میں نے یہ سمجھا کہ تُم اللہ پر بھروسہ رکھو وُہ تمہارا بہتر نگہبان ہے۔ دُنیا کے کسی بشر کا تُمہیں دستِ نگر ہونے کی ضرورت نہیں، کسی کا مُحتاج ہونے کی ضرورت نہیں۔ تُم کسی چیز کی پرواہ نہ کرنا میرا مالک تُمہیں سب کُچھ عطا کر دے گا اور آج تک یہ میرے مولا کا کرم ہے اور میرے والد ماجد کی دُعا ہے نہ تو کسی کے مُحتاج ہیں نہ دستِ نگر اور نہ ہی کسی کی پرواہ ہے۔

میرے دوستو! اپنے اندر ایسا کمالِ عشق پیدا کرو کہ اس عشق پر سب کُچھ قُربان کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور تُمہارے دِل میں ملال نہ آئے۔ دِل میں اپنے مُرشد کا اتنا شوق اور محبت ہو کہ دِل چاہے اپنے بیٹے بیٹیاں اور اپنی جان بھی اس پر قُربان کر دوں کیونکہ کاملِ عشق تب ہوتا ہے جب اپنے یار کو ماں باپ اپنی جان حتیٰ کہ سارے جہان سے محبوب جانا جائے

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (الحدیث)

اور شریعت میں تُمہارا ظاہر ایسا ہو کہ لوگ تُمہیں مولوی کہیں۔ تُمہارا ہر عمل، تُمہاری ہر ادا، تمہاری ہر چیز شریعت کے مُطابق ہو لیکن باطن میں منصورِ حال ہو جاؤ۔ سوائے اپنے مُرشد کے اور اِس کی محبت کے کوئی چیز تُمہارے دِل میں نہ سما سکے۔

Marfat.com

''تذکرۃ الاولیاء'' میں میں نے پڑھا ہے کہ حضرت رابعہ بصریؒ کو رسول اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے رابعہ! کیا تُجھے مُجھ سے عشق و محبت ہے تو انھوں نے عرض کیا جی نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ رابعہ بولیں میرے آقا! یہ کس کی مجال ہے کہ اپنے دِل میں آپ ﷺ کا عشق و مُحبت نہ رکھے لیکن کیا کروں میں توحید میں اس طرح غرق ہوئی ہوں کہ اب باقی گنجائش نہیں رہی۔

حضرت امیر خُسروؒ جس وقت ہُو کرتے تھے تو قمیض کا کپڑا دِل کی جگہ پر جل جاتا تھا عموماً اس جگہ پر کپڑا پھٹا رہتا تھا اس لیئے اپنی قمیض کو اس جگہ پر تاروں سے ٹانگ کر رکھتے اس وجہ سے آپ کو امیر خسرو زری زربفت کہتے ہیں۔ اسمِ اعظم کا اتنا سوز اور اتنا وجد تھا کہ قلب کی ہُو سے کپڑا اجل جاتا تھا یا پھٹ جاتا تھا۔ آپ کو رسولِ خُدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا آؤ خُسرو! مجھے ملو تو آپ نے حضور کو اپنا بایاں ہاتھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا! مُجھے بایاں ہاتھ کیوں دیا ہے تو امیر خسرو نے عرض کی اللہ کے محبوب ﷺ میں نے اپنا دایاں ہاتھ نظام الدین کو دے دیا ہے۔

امیر خسروُ کا طریقت میں یہ مقام ہے، اپنے مُرشد کی اتنی محبت ہے کہ جس ہاتھ پر اس سے بیعت کی وُہ ہاتھ رحمت العالمین ﷺ کو بھی نہیں دیا اور کمال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا اے خُسرو! تو مُشرک ہو گیا ہے بلکہ گلے لگا کر فرمایا تجھے تیرا پیر اور یہ عشق مُبارک ہو۔ بلاشُبہ اپنے پیرو مُرشد سے عشق کی یہ حد ہے محبت کی یہ انتہا ہے اور عشق و محبت کی انتہا ایمان کا بھی اعلیٰ ترین مُقام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے مُرشد اور ہادی کا ذوق وشوق نصیب فرمائے اور اُن کی ظاہری باطنی سُنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین ثُم امین)

کلمہ پڑھتے آیا کرو اور کلمہ پڑھتے جایا کرو۔ ہر وقت اپنے مُرشد کے قواعد کو، احکام کو مدنظر

Marfat.com

رکھا کرو، اس کے تصور کو مدنظر رکھا کرو۔ یہ دُنیا ہماری نہیں ہے۔ ہمارے باپ دادا کی میراث نہیں ہے۔ دیکھو! ہزاروں قبروں میں پڑے ہیں اور اب ترس رہے ہیں کہ ہائے! دُنیا میں کچھ اللہ اللہ کر لیتے اور ہمارے پاس تو سب کچھ موجود ہے۔ آج تم خدا کو راضی کر سکتے ہو اُس کے رسول ﷺ کو راضی کر سکتے ہو۔ دُنیا میں جو کچھ کرنا چاہو کر سکتے ہو لیکن وقت کو خالی نہ جانے دینا اور ایک ایک لحہ اُس کی محبت و معرفت میں گزارنا۔

وما علینا الا البلٰغ المبین

Marfat.com

بے مثل برہان

حضور قبلہ عالم منگانویؒ کا سب سے آخری وعظ مبارک جو کہ جنوری ۱۹۹۱ء میں آستانہ شریف پر دورانِ جمعہ ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ اَجْمَلِ الْاَجْمَلِیْنَ اَکْمَلِ الْاَکْمَلِیْنَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔اَمَّا بَعْد فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ۔اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔قَدْ جَاءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم ۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِ نَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ عَلَیْہِ۔

سید و سرور محمدؐ نورِ جاں
بہتر و مہتر شفیعِ مجرماں
بہترین و مہترینِ انبیاء
جز محمدؐ نیست در ارض و سماء
گر نبودِ ذاتِ احمدؐ در جہاں
کے شود پیدا زمین و آسماں

Marfat.com

منم ادنیٰ ثناخوانِ محمدؐ
غلام از غلامانِ محمدؐ

محمدؐ است مہمانِ خدا وند
زمانہ است مہمانِ محمدؐ

خوشا مدرسہ مسجد و خانقاہے
کہ دروے بود قیل و قالِ محمدؐ

با صدق و صفا گشتہ بے چارہ جامیؔ
غلام غلامانِ آلِ محمدؐ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَ سَلِّمْ

ہزار بار بشویم دہن بہ عرقِ گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی

ع بنے ہیں مِدحتِ سرکارِ دو جہاںؐ کے لیے

میرے دوستو، میرے عزیزو، میرے بزرگو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ زبان اپنی تعریف اور اپنے پیاروں کی تعریف کے لیے عطا کی ہے۔ اِس کے ساتھ اور بھی بہت کام ہوتے ہیں لیکن اصل میں اللہ تعالیٰ اور اِس کے حبیب ﷺ کی حمد و ثناء کے لیے بنائی گئی ہے۔ دُعا کریں کہ یہ زبان اُنہیں کے گیت گاتی ہوئی اِس دُنیا سے رُخصت ہو۔

Marfat.com

کلماں نبیؐ دا ایہہ عمراں دا گہنہ

پڑھدا پڑھیندا ہے حسنؔ نمانا

یہ کلمہ خود پڑھ اور دُوسروں کو بھی پڑھا، یہ کلمہ میرے رب کی توحید اور میرے پیارے نبیؐ مدنی تاجدار ﷺ کی رسالت کی شان کا کلمہ ہے۔ تیری زُبان اِس کلمے کے ذکر کے لیے بنائی گئی ہے۔ تو اس زبان کو وُہ طریقہ سمجھا کہ ساری زِندگی اپنے یار کے گیت گاتی رہے، آج ہم یہاں اُس کے گیت گانے کے لیے، اُس کی حمد بجالانے اور اس کے حبیب ﷺ پر درُود و سلام بھیجنے کے لیے، اس کی نعتیں بیان کرنے کے لیے **وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** ۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو شانیں، عزتیں اور بلندیاں عطا فرمائی ہیں یہ زُبان اُن کو بیان کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قُرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۔

بے شک تُمھارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تُمھاری طرف روشن نُور اُتارا۔ **قَدْ جَاءَكُمْ** پس تحقیق تُمھارے پاس آگیا۔ یارسول اللہ ﷺ اپنے اُمتیوں کو کہہ دیجیے کہ میں اللہ کی طرف سے تُمھارے پاس بُرہان ہوں۔ برہان عربی زُبان کا لفظ ہے، واضح دلیل کو بُرہان کہتے ہیں۔ کرامت اور مُعجزہ کو بھی برہان کہتے ہیں۔ ایسی دلیل جس کو ساری دُنیا مان جائے اُسے برہان کہتے ہیں۔ مُعجزہ اُسے کہتے ہیں جس کے سامنے بندہ عاجز ہو جائے، جس کے سامنے بندے کا عقل اور علم عاجز ہو جائے اور یہ ماننے پر مجبور ہو جائے کہ یہ کام بندے کا کام نہیں، یہ بندے کی قُوت اور ارادے سے بُلند تر چیز ہے معجزہ اُسے کہتے ہیں جس پر بندہ کی پہنچ عاجز ہو، جس پر بندہ کی ہمت عاجز ہو مثلاً آدمی سیدھا زمین پر دوڑ سکتا ہے لیکن اوپر آسمان کی طرف نہیں دوڑ سکتا۔ اگر یہ زمین پر دوڑے تو یہ اس

کی فطرت ہے اور اگر آسمان کی طرف دوڑے تو یہ اس کا معجزہ ہے۔ ایسا کمال ولی دکھائے تو کرامت ہے اور اگر اللہ کا نبی دکھائے تو معجزہ ہے۔ معجزہ انسان کا کمال نہیں، اُس کی فطرت نہیں، اُس کی رسائی نہیں بلکہ اللہ کا عطا کردہ ایسا انعام اور ایسی بینات ہے اس کے سامنے ساری دُنیا عاجز رہے۔ بندہ اس چار دیواری کے اندر بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھ سکتا ہے اگر وُہ دیوار سے باہر شرق سے غرب تک دیکھے تو یہ اُس کا معجزہ ہوگا۔ غرض معجزہ وُہ ہے جس کے سامنے عقل، ہمت، طاقت اور علم عاجز آ جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے میرا محبوب ﷺ سر سے پاؤں تک معجزہ ہیں۔ **قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ** اللہ کی طرف سے آ گیا تمہارے پاس معجزہ، دلیل اور بُرہان. ایسی دلیل جس کو دیکھ کر ہر کوئی چھپ جائے، ایسی بُرہان جس کے سامنے دوست، دُشمن چپ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ **وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ** نازل ہوا تمہاری طرف **نُوْرًا مُّبِيْنًا** روشن نور کتابِ مُبین یعنی قرآنِ مجید۔ حضور پاک ﷺ برہان ہیں اور قرآن مجید نور" مُبینا ہے

حضور پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسی بُرہان ہیں کہ آج تک اِس دلیلِ عُظمیٰ کو رد نہیں کیا جا سکا خود قرآن اِس کا گواہ ہے اور اگر کوئی ناسمجھ کہے کہ حضور ﷺ ہماری طرح بشر ہیں تو یہ اِس کی کم علمی، کم عقلی اور دِین کی رُو سے ناسمجھی ہے اگرچہ ہم سَر سے لے کر پاؤں تک بشر ہیں، ہمارے سَر کے بالوں سے لے کر ناخنوں تک تمام اعضاء بشری صفات کا مظہر ہیں اور حضور پاک ﷺ کا جسمِ اطہر ہمارے جسم کی مثل تو ہے جس طرح ہمارے پاؤں ہیں اسی طرح آپ کے بھی پاؤں ہیں، جس طرح ہمارے ہاتھ اور ہمارا چہرہ ہے حضور ﷺ بھی ہاتھ اور چہرہ مُبارک رکھتے تھے۔ حضور ﷺ کے چہرہ انور کی بناوٹ بھی انسانوں سے مُشابہ ہے لیکن جس طرح لال اور کچ کی شکل تو برابر ہے، پتھر اور ہیرے کی جنس تو ایک ہے لیکن قیمت ایک نہیں ہوسکتی بالکل اسی طرح محبوبِ دو عالم ﷺ بشر ہو کر بھی بے مثل و بے مثال ہیں

Marfat.com

کیونکہ آپ ﷺ کا ایک موئے مبارک جو کام کر سکتا ہے وُہ ہمارا سارا جسم نہیں کر سکتا ، جو کام آپ کا ناخن مبارک کر سکتا ہے وُہ ہمارا سرا جسم نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ کی جو تھوک مبارک کام کر سکتی ہے ہمارا سارا جسم کام نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ کے بول کے قطرہ کے برابر ہمارا جسم نہیں مثلاً حضور پاک ﷺ نے کرورہ فرمایا آپؐ کو بخار تھا، آپؐ نے اپنی کنیز حضرت اُمِ ایمنؓ کو فرمایا کہ جاؤ میرا یہ کرورہ باہر پھینک آؤ۔ ''مستدرک شریف'' کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی کنیز نے وُہ بول والا برتن اُٹھایا اور باہر جا کر پی لیا۔ حضرت اُمِ ایمنؓ مُنہ صاف کر کے جب اندر آئیں تو حضور ﷺ نے فرمایا مُجھے پتہ ہے کہ تُم وُہ کہاں پر رکھ کر آئی ہو، تُمہیں کس نے کہا تھا پی لینا۔ اُمِ ایمنؓ رو پڑیں اور عرض کی حضور ﷺ! مُجھے عشق نے مجبور کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس جسم میں میرا کرورہ گیا ہے اب اُس جسم پر سوائے موت کے کوئی بیماری اثر نہ کرے گی۔ میں آپ سے پُوچھتا ہوں کہ کیا کوئی پیشاب پینا حلال ہے۔ قُرآن مجید میں تو لکھا ہوا ہے کہ یہ مُطلق حرام ہے، پیشاب پلید ہے، پیشاب کو ہاتھ لگے تو ہاتھ پلید، کپڑا لگے تو کپڑا پلید اور اگر ایک قطرہ سو من دُودھ میں گر جائے تو دُودھ پلید، شریعت میں کسی کا پیشاب پینے کی اِجازت نہیں ہے خواہ وُہ ماں ہو، باپ ہو، ولی ہو، نبی ہو لیکن عشق کی کوئی حد نہیں۔ دین کی ایک حد ہے، عقل و علم کی ایک حد ہے، بندہ کی رسائی ایک حد ہے لیکن عشق ایسی چیز ہے جو حدود و قیود سے ماوریٰ ہے۔ جو کوئی پابندی قبول نہیں کرتا بلکہ صِرف یار کی مُحبت دیکھتا ہے، اور اُس کی محبت میں ایسا فریفتہ ہے کہ یہ بھی نہیں دیکھتا کہ یہ پانی ہے یا پیشاب۔ وُہ ظاہری آنکھ کو بند کر کے دِل کی آنکھ کھول کر پی لیتا ہے اور اُس میں ایسی لذت پاتا ہے کہ دُنیا جہان کے مشروب اس کا مُقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمارا پیشاب بیماریوں کی جڑ ہے اور نبی ﷺ کا پیشاب شفا کی پُڑیا ہے، ہماری تھوک بیماریوں کی جڑ ہے جبکہ حضور علیہ السلام کی تھوک کڑوے کُنوئیں کو میٹھا کر دیتی ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کی تھوک مُبارک مُردوں کو زِندہ کر دیتی ہے، بیماروں کو شِفا عطا کر دیتی ہے اور اگر بندے کا سَر ایک طرف پڑا ہو اور جسم دُوسری طرف اور آپ ﷺ کی لعاب مبارک لگ جائے اور اس سر کو جسم کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو وُہ انسان زِندہ ہو کر بیٹھ جائے، دو بچے ذبح ہوئے پڑے ہیں، سر جسم سے الگ ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ سر کو جسم کے ساتھ لگا کر لُعابِ دہن لگاتے ہیں تو یہ بچے اُٹھ کر باتیں کرنے لگتے ہیں۔ یہ میرے حضور ﷺ کے معجزات کی ایک جھلک ہے، میرے نبی ﷺ تو سر سے لے کر پاؤں تک مُعجزہ ہی مُعجزہ ہیں، میرے محبوب ﷺ کا

ایک ایک بال، ایک ایک لُوں مُبارک سراپا مُعجزہ ہے۔ ہندوستان میں شاہ جہان بادشاہ نے حضورِ اکرم ﷺ کے مُوئے مُبارک منگوا شاہی مسجد دہلی میں رکھے، عُلمائے وقت نے کہا ہم یہ کیسے تسلیم کریں کہ یہ حضور پاک ﷺ کے مُوئے مُبارک ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا مجھے بال مُبارک دکھائے جائیں اگر حضور پاک ﷺ کے ہُوئے تو میں پہچان لوں گا۔ اِن مُوئے مُبارک کی پہچان کے لیے بادشاہ نے دربار لگایا، بڑی مخلوق اکٹھی ہوئی، دربار میں مُوئے مُبارک لائے گئے، اُن کے اُوپر سے اُس ڈبیا کا ڈھکنا اُتارا گیا جس میں یہ مُوئے مُبارک رکھے ہوئے تھے۔ شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا سب مِل کر صلوٰۃ والسلام پڑھو۔ جب لوگوں نے کہا اَلصَّلوٰۃُ والسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللہ تو بال حرکت کرنے لگے۔ جیسے ہی مُوئے مُبارک نے حرکت کی تو بادل کا ایک ٹکڑا سُورج کے سامنے آ گیا۔ شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا یہ مُوئے مُبارک بلاشبہ حضور ﷺ کے ہیں کیونکہ ایک تو یہ بال زِندہ ہیں اور زِندہ بال میرے نبی ﷺ کے ہیں باقی کٹے ہُوئے بال مُردہ ہوتے ہیں۔ میرے آقا ﷺ کا سایہ نہیں تھا اِس لیے آپ ﷺ کے بال مُبارک پر بھی سورج کی دُھوپ نہیں لگتی جیسے ہی یہ بال مُبارک سامنے کیا گیا تو بادل آ گئے اور درود و سلام پڑھا تو

Marfat.com

مُوئے مُبارک حرکت کرنے لگے اس لیے یہ بال میرے حضور ﷺ کے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے بالوں کی اتنی شان ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مشہور و معرُوف صحابی ہیں۔ ایک دفعہ جنگ میں آپ ﷺ کے سر مُبارک سے ٹوپی گر گئی آپ ﷺ نے جنگ چھوڑ دی اور ٹوپی ڈُھونڈنے لگے۔ لوگوں نے کہا اے سیفُ اللہ! آپ تو اللہ کی تلوار ہیں اور جنگ چھوڑ کر ٹوپی کے پیچھے پھر رہے ہیں جب ٹوپی مِل گئی اور آپ نے اِسے سر پر رکھا تو فرمایا خالد اِس ٹوپی کے طُفیل ہی سیف اللہ ہے۔ یہ ٹوپی میرے سَر پہ ہو تو یہ سَر کٹ نہیں سکتا۔ لوگوں نے پُوچھا اِس ٹوپی میں کیا ہے فرمایا حضور پاک ﷺ ایک دِن حجامت بنوا رہے تھے میں نے کُچھ بال مُبارک چُن کر کپڑے میں رکھ کر اِس ٹوپی میں سِلوا دیے۔ اب یہ بال میرے سَر کے مُحافظ ہیں۔ اب اِس پر نہ تو کوئی وار چلتا ہے اور نہ ہی کوئی تلوار اثر کر سکتی ہے۔ اِن بالوں نے اِس دُنیا میں مُجھے کافروں کی تلواروں سے بچانا ہے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچانا ہے اِس لیے جب میرا انتقال ہو تو یہ ٹوپی میرے ساتھ دفن کرنا۔ ارے جن کے بالوں کا یہ اثر ہے، جن کے پیشاب کے قطرے شِفا ہیں، ناداں! تُو اُن کو اپنی مثل کہتا ہے۔

حضرت طلحہؓ نے مدینہ شریف میں ایک کُنواں کھُدوایا۔ بہُت رقم خرچ کی، بڑا مال و متاع لگایا۔ کُنواں بہت گہرا کھودا گیا لیکن جب پانی نکلا تو کڑوا تھا۔ حضور پاک ﷺ کی خِدمت میں حاضر ہوئے تو رو پڑے اور عرض کی **فِدَاکَ اُمِّیْ وَ اَبِیْ یا رسول اللہ ﷺ** میں نے بہُت بڑی رقم خرچ کرے، بڑی محنت کے ساتھ کُنواں کھُدوایا لیکن اِس میں کڑوا پانی نکلا ہے۔ میری خواہش تھی کہ مدینہ کے لوگ ٹھنڈا اور میٹھا پانی پییں گے۔ یہ پانی تو کڑوا ہے، میری پونجی ضائع ہوگئی، میری جدوجہد رائیگاں گئی۔ اب آپ کے دَر پہ آیا ہوں مہربانی فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے طلحہ! گھبراؤ نہیں میرا مالک تیری محنت

Marfat.com

ضائع نہیں کرے گا۔ مجھے اپنے کنویں پر لے چلو، کنویں پر پہنچ کر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اس کنویں سے ایک لوٹا بھرو۔ لوٹا باہر نکالا گیا تو آپ ﷺ نے اُس پانی میں ایک کُلی کی اور لعابِ دہن اِس میں ڈال کر فرمایا اِسے کنویں میں اُنڈیل دو۔ حضرت طلحہؓ نے وُہ پانی کنویں میں اُنڈیلا اور پھر کنویں سے ڈول پانی کا نکالا اور پیا تو سب پانیوں سے میٹھا تھا۔ ہم تھوکیں تو ہیضہ پیدا ہوتا ہے، ہم تھوکیں تو ٹی۔ بی پیدا ہوتی ہے، ہم تھوکیں تو زُکام پیدا ہوتا ہے، ہم تھوکیں تو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور اگر میرا سوہنا نبی محمد الرسول اللہ ﷺ تھوکیں تو کڑوے کنوئیں میٹھے ہو جاتے ہیں اِن کے لُعاب مُبارک لگ جائیں تو مرے ہوئے زِندہ ہو جاتے ہیں، برص کی بیماری والے تندرست ہو جاتے ہیں، بدصورت خوبصورت بن جاتے ہیں، بیماروں کو شِفا مل جاتی ہے۔ اسی لیے تو میرے رَب نے فرمایا ہے اے لوگو! میرے نبی کو اپنے جیسا نہ سمجھو یہ تو بُرہان ہے

قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا .

بے شک تُمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تُمہاری طرف روشن نُور اُتارا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم کا خطبہ جمعہ

پہلا خطبہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عَلیٰ الْعٰلَمِینَ جَمِیعاً وَّ اَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِلْمُذْنِبِینَ شَفِیعاً فَضَّلَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلیٰ کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوبٌ وَّ مَرْضِیٌّ لَدَیْہِ صَلٰوۃً تَبْقیٰ وَ تَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِک الْحَیِّ الْقَیُّومِ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ حْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَیَآ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَاوَ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اُوصِیْکُمْ وَ نَفْسِی بِتَقْوَیٰ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ فَاِنَّ التَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَیٰ الْاِیْمَان. رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَ فِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَ قِنَا عَذَابَ النَّار. بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَ نَفَعَنَا وَ اِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالیٰ مَلِکٌ کَرِیمٌ جَوَادٌ بَرٌّ رَؤُفٌ الرَّحِیمُ۔

Marfat.com

دوسرا خطبہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ۔ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔

وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ فَضَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَولِیَائِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ خُصُوصاً عَلیٰ اَوَّلِھِمْ بِالتَّصدِیقِ وَ اَفْضَلِھِمْ بِالتَّحقِیقِ. سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا اَبِی بَکرِنِ الصِّدِّیقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی مُزَیِّنِ الْمِنبَرِ وَ الْمِحْرَابِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ کَامِلِ الْحَیَآءِ وَالْاِیمَانِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا عُثْمَانَ ابنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی ابْنَیہِ السَّعِیْدَیْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ وَ عَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ فَاطِمَۃَ الزَّھرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا.

اُذْکُرِ اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْلَکُمْ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ.

Marfat.com

ارشادات

Marfat.com

فرمودہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ

''میں نے دس سال مجاہدہ کے لیے خلوت گزینی اختیار کی۔ اِسی خلوت کے دوران مُجھ پر ایسے اُمور کا انکشاف ہوا جس کا احاطہ و اندازہ مُمکن نہیں لیکن اُمورِ نافع جن کا تذکرہ یہاں ضروری ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مُجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ صوفیاء کرام ہی معرفتِ الٰہی کی راہ پر گامزن ہیں۔ اُن کی سیرت سب کی سیرتوں سے بہتر ہے، اُن کا طریقہ سب کے طریقوں سے بہتر ہے، اُن کا اخلاق سب کے اخلاق سے پاکیزہ ہے۔ بلکہ تمام عقلاء کی عقل، حُکماء کی حکمت، عُلماء کا علم اور اس کے اسرار کو جمع کر لیا جائے تب بھی اُن کے سیرت و اخلاق سے بہتر نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے تمام ظاہری و باطنی حرکات و سکنات براہِ راست سینۂ نبوت کے نُور سے فیض یاب و مُستنیر (روشن) ہوتے ہیں اور اِس کائنات میں نُورِ نبوّت سے بڑھ کر کوئی نُور نہیں جس سے روشنی حاصل کی جائے''۔

(اَلْمُنقِذُ مِنَ الضَّلَال۔ ص ۵۵)

Marfat.com

(اقوال وارشادات حضرت قبلہ عالم منگانویؒ)

۱۔اے دُرویش! زُہد کی ابتداء لا الہ الا اللہ ہے جبکہ زہد کی انتہا پتھر اور ڈھیلے کا یکساں ہو جانا ہے۔شریعت میں لا الہ الا اللہ ،طریقت میں لا مطلوب الا اللہ ،حقیقت میں لا مقصود الا اللہ اور معرفت میں لا موجود الا اللہ ہے۔

۲۔الست بربکم محبت کا عہد و پیماں ہے اور قالوٗ بلیٰ سوزِ دوام ،امانت رکھنے کی صدا اور یفائے عہد ہے۔

۳۔فقرِ محمدی ﷺ کا حامل سوال نہیں کرتا

۴۔ولی اور نبی میں بھی تمام بشری تقاضے پائے جاتے ہیں لیکن وُہ تمام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور اُن کے تمام کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔

۵۔حیف ہے اُس شخص پر جو بے عشق مَر جائے۔

۶۔ذکر و وظائف اور اسمِ اعظم سے دِل تو صاف ہو جاتا ہے لیکن پہچانِ حق کُچھ اور چیز ہے۔ دِل کی صفائی ہو جائے ،پوشیدہ حالات نظر آنے لگیں ،جو مُنہ سے کہے پُورا ہو جائے اور لوگوں کی مُشکل کُشائی بھی کرے لیکن پہچانِ حق پھر بھی کچھ اور چیز ہے

۷۔ولی اللہ اور اللہ کی معیت کی کوئی حد مُقرر نہیں۔

۸۔ظاہر کو شریعت محمدی ﷺ کے سانچے میں ڈھال لو تُمہارے قلب میں نورانیت پیدا ہو گی اور تمہارا باطن حقیقت و معرفت کے مطابق ہو جائے گا۔

۹۔جو نماز نہیں پڑھتا وُہ میرا مُرید نہیں۔

۱۰۔اے انسان! تو اِس جہان میں صرف عبادات کے لیے نہیں آیا تیرا مقصدِ حیات تو معرفتِ حق ہے جس وقت تو اپنے آپ کو پہچان لے گا تو تُجھے معرفتِ حق حاصل ہو جائے گی۔سب کُچھ تیرے اندر ہے تجھ سے باہر کچھ نہیں۔

Marfat.com

۱۱۔ خلیفہ وُہ ہوتا ہے جس کو عورت و دیوار میں فرق نظر نہ آئے یعنی شیطانی وسوسہ سے پاک ہو۔

۱۲۔ اِس دُنیا میں مُسافر ہو کر زِندگی بسر کریں اور زیادہ وقت ذکر و فکر میں گزارا کریں۔

۱۳۔ زُبان سے عقل میں علم ہزار گُنا زیادہ ہے اور عقل سے قلب میں علم لاکھ درجہ زیادہ ہے اور قلب سے رُوح میں علم کروڑ درجہ زیادہ ہے۔

۱۴۔ ہر قسم کے تفکرات پر ضبط و قبضہ رکھا کریں۔ بادِ مُخالف اور بادِ موافق زندگی میں دونوں سے واسطہ پڑتا ہے۔

۱۵۔ احوالِ شیخ پر ہر ادنیٰ سا شک و شُبہ اور چون و چرا کو دخل نہ دے بلکہ اپنے عقل کو کارِ شیخ سے ندامت کر۔

۱۶۔ اتنا اور کوئی گُناہ نہیں جتنا انسان کی انا میں ہے۔

۱۷۔ صِدق اور تقدیر کے گُرزوں پر صبر کرنے سے منزِل حاصل ہوتی ہے نہ کہ بناوٹ سے۔

۱۸۔ محبت کا تقاضا ہے کہ اپنے آپ کو مُرشدِ کامل کا ہم شکل بناؤ تاکہ قول و فعل میں یکسانیت پیدا ہو۔

۱۹۔ راہِ فقر میں کرامت پندرواں (۱۵) مقام ہے اور قُرب نناواں (۹۹) مقام ہے اگر تو کرامت پر ہی رُک گیا تو مقرب کب ہوگا۔

۲۰۔ دِل سے اُٹھنے والی دلیل کی مُخالفت اور مقابلہ کرنا مجاہدہ کہلاتا ہے لیکن جب وُہ اِس میں کامیاب ہو جائے تو اسے مکاشفہ ہو جاتا ہے۔

۲۱۔ ہمارے مذہب میں نو (۹) حصے ادب اور ایک (۱) حصہ عمل ہے۔

۲۲۔ سماع شہوت پرست کے لیے حرام اور وحدت پرست کے لیے حلال ہے۔

۲۳۔ عاشقوں کی خاکِ پا کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بناؤ اور اِن کا دامن صدق سے تھام لو۔

Marfat.com

۲۴۔ اگر نماز میں دلیل آئے تو نماز سے پہلے ذِکر نفی اثبات کر لیا کرو۔

۲۵۔ تجلیاتِ ذات کے لیے پانچ چیزوں سے پرہیز ضروری ہے۔ کبر، کینہ، حرص، ہوا، لہو۔

۲۶۔ اے عزیز جس قدر ہو سکے اپنی انا ختم کر کیونکہ نیستی ہی میں دراصل ہستی ہے۔

۲۷۔ یہ دُنیا بہت پرانی ہے تقریباً ہر بالشت کے درمیان ایک آدمی دفن ہے مگر سوائے نیک اعمال کے اِن کا کوئی پُرسانِ حال نہیں۔

۲۸۔ مال، اولاد اور رشتہ دار دُنیا نہیں ہیں بلکہ جو چیز تجھے اپنے رب سے غافل کر دے وُہ دنیا ہے۔

۲۹۔ زِندگی کے کُل تین دِن ہیں۔ ایک جُستجو کا، دُوسرا ملاقات کا، تیسرا عیش ووصال کا۔ لیکن جس نے پہلا دِن سُستی وغفلت میں گزارا اُس کو مُلاقات اور وصال حاصل نہیں ہو سکتا۔

۳۰۔ عاجزی وانکساری اور مسکینی درویشی کی صفات ہیں۔ فقیر وُہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آ جائے اور دُنیا بھول جائے۔

۳۱۔ تصوّرِ شیخ اور نفس کی مُخالفت سے منزلِ مقصود تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

۳۲۔ اے دُرویش! تُجھے زندگی میں جو گھڑی بھی میسر ہو اپنے شیخ کی خدمت میں گزار اور جان لے کہ زاہدوں کا قبلہ بیت اللہ، فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور، عرش والوں کا قبلہ عرشِ مُعلیٰ لیکن عاشقوں اور عارفوں کا قبلہ ذاتِ حق ہے۔ ذاتِ حق کا جلوہ تجھے اپنے شیخ میں نظر آئے گا۔

۳۳۔ ہماری شریعت وطریقت اپنے پیرِ کامل کا بتایا ہوا سبق، اس کی خدمت اور اس کی نظر ہے۔ تیرا دِل اصلی کتاب ہے تجھے اور کسی علم کی ضرورت نہیں۔

۳۴۔ فقر کی صرف ایک نظر جس پہ پڑ گئی تو اُس کی سب منزلیں آسان ہو گئیں۔

۳۵۔ رُوح و جسم ایک دُوسرے سے علیحدہ نہیں لیکن رُوح کو ہم نہیں دیکھ سکتے اِس طرح

Marfat.com

ذاتِ حق بھی ہمارے اندر موجود ہے لیکن بغیر مُرشد کے دیکھنا ناممکن ہے۔

۳۶۔ اے دُرویش! دُنیا کو دِل سے نکال دے پھر میرے پاس آ تجھے دین و دُنیا سے مال و مال کر دوں۔

۳۷۔ ہماری زبان کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے پیاروں کی تعریف ہے۔

۳۸۔ اے لوگو! پہلے انسان بنو، پھر مُسلمان اور پھر دُرویش بنو۔

۳۹۔ مُعجزہ یا کرامت حق ہے اِس کا انکار کُفر ہے۔ مُعجزہ یا کرامت کے سامنے عقل عاجز آ جاتی ہے اس لیے کہ یہ صرف اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

۴۰۔ دِل لگا کر کلمہ طیبہ پڑھنے سے تمام گُناہ دور اور کُفر جھڑ جاتا ہے۔

۴۱۔ اگر تُمہارے سینہ میں اپنے مُرشدِ کامل کا تصور مُحبت موجود ہے تو تیرے اندر وہی محبتِ رسول اور محبتِ الٰہی ہے اسی کو پکڑے رکھ یہی ایک سیدھا اور مکمل راستہ ہے۔

۴۲۔ ہمارا مذہب جماعتِ اہلِ سُنت الف سے لے کر ے تک ادب ہی ادب ہے۔

۴۳۔ اے دُرویش! تمام مدارج طے کرنے کے بعد بھی شیطان کے مکروں سے غافل نہ ہونا۔ تجھے یہ مقامات مجاہدۂ نفس سے ہی حاصل ہوں گے نہ کہ وِرد و وظائف کرنے سے۔

۴۴۔ جب دُنیا گزشتی اور گزاشتی ہے تو ہمیں چاہیے کہ اِس سے دِل نہ لگائیں۔ یارانِ طریقت جا رہے ہیں اور ہم بھی چلنے والے ہیں۔

۴۵۔ دوستو! دِل کے اندر عشق منصور جیسا ہونا چاہیے تا کہ یہ دِل کہے کہ یار پر مال، اولاد، جان سب کُچھ قُربان کر دے۔

۴۶۔ جو کہے میں سب کُچھ ہوں وُہ کچھ بھی نہیں اور جو کہے میں کُچھ بھی نہیں وُہ سب کُچھ ہے۔

Marfat.com

۴۷۔ روزِ میثاق اللہ تعالیٰ کو سب نے دیکھا اور قالو بلیٰ کہا لہٰذا روزِ محشر بھی سب دیکھیں گے۔

۴۸۔ اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو سنبھال لے، صاف کر لے، اپنی صلاحیت کو اُجاگر کر لے، رذیل اور زہریلی چیزوں کو نکال دے تو پھر تُو خُدا کا نُور ہے۔ تُو وہ روشنی ہے جس کو فرشتے بھی جھکتے ہیں۔ تیرے پاس ایسا علم ہے جسے صرف تو اور تیرا خُدا جانتا ہے۔

۴۹۔ جب تک مُرید فنافی الشیخ نہ ہو جائے اُسے کسی کی مجلس میں نہیں بیٹھنا چاہیے لیکن جب فنافی الشیخ ہو جائے تو وہ خُود پیر کامل ہوتا ہے۔

۵۰۔ فقیر وُہ ہے جس کا ضبط حال اور ظرف اتنا اعلیٰ ہو کہ توحید کے سات سُمندر بھی پی جائے تو ہمسائے کو خبر تک نہ ہو۔

۵۱۔ اے دُرویش! جب تک تُو درویشوں کی خدمت نہیں کرے گا کسی مقام پر نہیں پہنچ سکے گا۔

۵۲۔ ہمارا جسم فانی ہے، کیڑوں کی خُوراک ہے، مٹی کے ساتھ مٹی ہو جانے والا ہے لہٰذا اسے محبوبِ حقیقی کے عشق کی بھٹی میں اِس طرح جلاؤ کہ پھر اِسے مٹی نہ کھا سکے کیونکہ مقبولانِ حق کا جسم مٹی پر حرام ہے۔

۵۳۔ اگر نماز، روزہ نہیں تو مُرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ درویشی تو نماز، روزہ کے بعد شُروع ہوتی ہے۔

۵۴۔ ریاست اور بادشاہی اکثر کافروں کو ملی ہے۔ روپے پیسے، مال و متاع، نوکری و افسری اور تجارت امیروں کو ملی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی میراث علم ہے۔

۵۵۔ اے مُرید! اِس جہاں میں کوئی ایسا دروازہ یا راستہ نہیں جس پر تو چل کر اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

قُرب حاصل کر سکے بجز اُس کے کہ تو اپنے مُرشد کا عاشق نہ ہو اور اِس کو اپنا آقا و ضامن نہ بنا لے۔

۵۶۔ ذکر با تصور شیخ ذکر بلا فکر سے ہزار گُنا بہتر ہے بلکہ فکر کے بغیر ذکر جانوروں کے بولنے کی طرح ہے۔

۵۷۔ اپنے پیر کے نام کا، نبی کے نام کا اور خُدا کے نام کا ادب کیا کرو یہ نام بغیر آداب کے نہ پُکارا کرو۔

۵۸۔ دُرویشوں کے بچے ٹکڑے کھانا حضرت علی احمد صابرؒ کا مقام ہے۔

۵۹۔ حیف ہے اُن لوگوں پر جو اپنے شیخ کی مجلس میں ادھر اُدھر دیکھتے ہیں یا سر جھکا کر بیٹھتے ہیں درویش کو چاہیے کہ نظریں جما کر اپنے شیخ کا چہرہ دیکھتا رہے۔

۶۰۔ ہمارا سلسلہ قادری قلندری ہے۔ ہم باطنی طور پر شہ منصور حلاجؒ اور شہ شمس تبریزؒ کے پیروکار ہیں لیکن ظاہری طور پر ہمارا اوڑھنا بچھونا شریعتِ مُحمدی ﷺ ہے۔

۶۱۔ اے طالبِ حق! تجھے نصیحت کرتا ہوں اس پر عمل کرے گا تو مُراد پائے گا۔ حرص و ہوا سے بچ، تزکیہ نفس کر اور کسی پر ناراض نہ ہو۔

۶۲۔ حق تعالیٰ کو ماننا، اُس کے بندوں، اُس کے فرشتوں، خانہ کعبہ کو ماننا سب توحید ہی توحید ہے۔

۶۳۔ آستانِ شیخ پر کلمہ پڑھتے آیا کرو اور کلمہ پڑھتے جایا کرو۔ ہر وقت اپنے مُرشد کے احکامات اور تصور کو سامنے رکھا کرو۔

۶۴۔ اگر کسی ایک شخص نے بھی میرا بتایا ہوا سبق یاد کر لیا تو میرے لیے کافی ہے۔

۶۵۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو سنوارا، جہان کی ہر شئے، ہر مخلوق اِن کے سامنے جھکی اور جنہوں نے اپنے آپ کو نہ سنوارا وُہ مکھی اور مچھر سے بھی کمزور ہو گئے

Marfat.com

۶۶۔ دین کے مُتعلق مذہب حنفی اور شریعت سیکھو۔ طریقت میں مسلکِ قادری پر کاربند رہو۔

۶۷۔ اے دُرویش! اسمِ اعظم کرتے وقت تُمہیں غیر کی دلیل آنے لگے تو چار پانچ دفعہ ذِکر نفی اثبات کرلیا کرو۔ اِس سے دو جہان اور ان کے درمیان ہر چیز معدوم ہو جائے گی۔ صرف اللہ تعالٰی باقی رہ جائے گا اور تیرا ذوق وشوق مزید بڑھے گا۔

۶۸۔ کُچھ وظائف ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پڑھنے سے وقتی طور پر اثر نہیں ہوتا لیکن یہ بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہوتے ہیں اور اِن کا صلہ دُنیا میں نہ مِلے تو آخرت میں ضرور مِلتا ہے۔

۶۹۔ اے دُرویش! اُس چیز سے محبت نہ کر جو تمہیں خُدا اور رسول سے دُور لے جائے۔

۷۰۔ دُنیا کا جتنا مال ومتاع جمع کرلیا جائے وُہ گنجِ قارون کی طرح ہلاکت کا سبب اور فانی ہونے والا ہے۔ اس کے مُقابلے میں صرف ایک دفعہ کلمہ طیبہ باعشقِ الٰہی پڑھ لینا اچھا ہے کہ یہ ہمیشہ قائم رہے گا اور ہمیشہ تُمہیں کام آئے گا۔

۷۱۔ جیسے شریعت کے اعمال سے ظاہر صاف سُتھرا ہوگا ایسے ہی طریقت کے اعمال سے باطن شفاف اور پاکیزگی حاصل کرے گا۔

۷۲۔ نفس کی شرارت سے محفوظ رہنے کے لیے اور شیطان سے بچنے کے لیے عالمِ ربانی کی ہر وقت ہر حال میں ضرورت ہے۔ قُرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے ہر لحظہ پیروی ءِ پیر اور ظلِ مُرشد کی اشد ضرورت ہے۔

۷۳۔ دُرویش کے پیچھے نماز ادا کرو خواہ وُہ جنگل ہی میں کیوں نہ پڑھائے کیونکہ سوائے دُرویش کے بغیر دلیل کے نماز کوئی نہیں پڑھا سکتا۔

Marfat.com

۷۴۔ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اسمِ اعظم کا وِرد جاری رکھا جائے چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر کاروبار میں اسمِ اعظم جاری رہے۔"ہتھ کار ول، دِل یار وَل"۔

۷۵۔یہ دُنیا ساری کی ساری قبرستان ہے جس کے اُوپر ہم خنداں وشاداں پھرتے ہیں۔

۷۶۔اے انسان! اگر تیرا سارا وقت گُناہوں میں صَرف ہوتا ہے اور تُو نیکی اور جنت کی اُمید رکھتا ہے تو یہ تیری بے وقوفی ہے۔

۷۷۔وہی کُچھ ہمارا ہے جو ہم نے نیک راستہ میں خرچ کر دیا باقی سب ٹھاٹھ یہیں پڑا رہ جائے گا۔

۷۸۔مُحبت کے دو نام ہیں مجاز یا حقیقت، فانی یا باقی لیکن اگر راہبر میسر آجائے تو مخلوق کی مُحبت یعنی مجاز بھی حقیقت میں مددگار ہوسکتا ہے۔کیونکہ مخلوق بھی اصل میں خالقِ حقیقی کی ایک صفت ہے اگر اِس صفت سے محبت اِس بات کی خاطر ہو تو یہی عین ہے

۷۹۔تمام مشائخ عُظام کا طریقہ ہی صِراطِ مُستقیم ہے اِس کے سوا سب طریقے گمراہی کا سبب ہیں۔

۸۰۔اس دُنیا کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے تاکہ یہ دُنیا دِل میں گھر نہ کر بیٹھے۔ دُنیا جیب میں رکھنا، ہاتھوں میں رکھنا، سَر پر رکھنا حلال اور باعثِ برکت ہے لیکن دِل میں رکھنا حرام اور باعثِ عذاب ہے۔

۸۱۔اے مُرید! تو بظاہر مولوی دِکھائی دے لیکن باطن میں قلندر رہو تب میں راضی ہوں۔

۸۲۔وُہ مومن جس کا توحید و رسالت پر مکمل ایمان ہے گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوسکتا اسی طرح وُہ مُرید جس کا اعتقاد درست ہے اگر اُس سے کوئی لغزش ہوجائے تو طریقت میں وُہ مجرم نہیں بن سکتا بلکہ اعتقاد کی برکت سے اُسے پھر وُہ بات نصیب ہوسکتی ہے۔

۸۳۔یہ زندگی صِرف چند روزہ ہے جس میں ہمیں قبر کے لیے توشہ کر لینا چاہیے کیونکہ منزلِ

Marfat.com

قبر بڑی طویل ہے۔

۸۴۔ رب اور رسول ﷺ کے نام کا اتنا ادب کرو کہ کسی آدمی کے نام کے ساتھ اُن کا کوئی صفاتی نام بھی آئے تو اُسے بگاڑ کر نہ بُلاؤ۔

۸۵۔ لوگو! وقت کو غنیمت جانو۔ خُدا، اُس کے رسول ﷺ اور پیشوا کو راضی کر لو پھر یہ وقت تُمہارے ہاتھ نہیں آئے گا۔

۸۶۔ بزُرگانِ دین کی یومِ ولادت اور یومِ وِصال منانے میں بڑی برکات ہیں جن دنوں میں اللہ کریم نے اپنے بندوں کو انعامات سے نوازا۔ اُن دِنوں کی یاد تازہ کرنا اور خُوشی منانا سُنت ہے۔

۸۷۔ جو روپیہ پیسہ راہِ حق میں ختم کرتا ہے وُہ اپنے نامہء اعمال میں سے لفظ جہنم کو ختم کرتا ہے۔

۸۸۔ مُرشد یا پیر وُہ ہے جس کی اپنی مرضی یا خواہش جاتی رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سُنت کو سراپا بنالے۔ مُرشد کا شیشہ دِل اتنا صاف ہو کہ جُملہ اخلاق و اوصافِ نبوی ﷺ جلوہ گر ہوں۔

۸۹۔ اگر مُرید یہ خیال کرے کہ میرے پیر کے سوا اور بھی کوئی شخص دُنیا میں ہے جو خُدا رسیدہ بنا سکتا ہے تو شیطان ملعون اُس کے اعتقاد پر قابض ہو جاتا ہے۔

۹۰۔ اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو صاف کر لے پھر تو وہی ہے جس نے آگ میں چھلانگ لگائی تو آگ گُلزار ہوگئی۔ تیرے نزدیک پانی نہ آئے، تجھے ہوا کُچھ نہ کہے، تجھے بجلی کوئی نقصان نہ پہنچا سکے بلکہ ہر شئے تیرے ہاتھ میں ہے کیونکہ یہ سب کُچھ تیرے لیے بنایا گیا ہے۔

۹۱۔ کلمہ طیبہ با معنی پڑھنے سے غیر دلیلیں نہیں آتیں یعنی زبان کلمہ پڑھے اور دِل معنی

Marfat.com

کرے۔

۹۲۔توحید سراسر خاموشی کا نام ہے۔

۹۳۔اے دُرویش! تُم سے اگر کوئی گناہ سرزَد ہوتو ایک بار توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی ذات اتنی رحیم و کریم ہے کہ تمہیں معاف فرمادے گی لیکن اگر کوئی نیکی کرو تو دس مرتبہ توبہ کرو تا کہ تُمہارے دِل میں کہیں تکبر پیدا نہ ہوجائے۔

۹۴۔مُختلف جھروکوں سے،طرح طرح کے روزنوں سے وُہ ذاتِ حقیقت پردہء مجاز میں عالم کو اپنا فریفتہ کیے ہوئے ہے۔

۹۵۔اِس دُنیا کی ہر چیز فانی ہے انسان چند گھڑیوں کے لیے اِس جہان کے بازار میں حصولِ حسنات طیبات کے لیے بمنزلہ مُسافر آج آیا ہے اور کل عالمِ آخرت کو چلا جائے گا۔

۹۶۔مُرید کو اپنے پیر کی ولایت اور جمال کا اِس قدر مُشتاق اور محبّ ہونا چاہیے کہ تھوڑے عمل اور زیادہ نیاز سے جلدی مطلب حاصل کرے اور حضرتِ عشق کی برق رفتار سواری پر بیٹھ کر مقامِ لاہوت میں یکسو ہوجائے۔

۹۷۔رات کا کھانا دِل کو مُردہ کر دیتا ہے اور پچھلی رات کو اُٹھنا مُشکل ہو جاتا ہے جو کہ دُرویش کے لیے ضروری اور حضوری کا وقت ہوتا ہے۔

۹۸۔مُسلمان پاک باز یا گناہ گار کی بعد از وفات ترقی درجات،عفو و تقصیر اور مغفرت،اہلِ حیات کی دُعا،تلاوت،سخاوت،عبادت،حسناتِ طیبات کے ایصال سے اہلِ موتیٰ کی نجات ہوسکتی ہے۔

۹۹۔اے دُرویش! ظاہر میں نفل ہو،باطن میں وصل ہو،ظاہر باکار باطن بایار۔الاختصار! تھوڑے کو بہت سمجھو۔

۱۰۰۔انسان اِس زندگی مُستعار کو دُنیا کے کھیل تماشے اور غفلت و عصیاں کے جال سے بچتے

Marfat.com

بچاتے ایک لمحہ کو بھی ضائع ہونے سے بچائے اور ایک ایک گھڑی کو شغلِ حق میں صَرف کرے۔

۱۰۱۔طریقت کے وِردووظائف کرنے والے درویش صادق الیقین پر واضح ہو کہ شریعتِ محمدی ﷺ پر کامل، عامل، دُنیا کے مکروفریب اور رذائل سے دُور ہو کر وظیفہ کرے پھر اُس کے انوار دیکھے انشاء اللہ العزیز ہماری قبر کو بھی دُعادے گا۔

۱۰۲۔دُنیا ہاتھ کی چیز ہے۔ہاتھ میں آئے اور ہاتھ ہی سے چلی جائے۔دِل صرف خانہ خُدا ہے یہ صرف یادِ حق، ذکرِ حق اور مُشاہدہءحق کے لیے ہے۔

۱۰۳۔جب تک مُرید فنا فی الشیخ کی منزل کو قول وفعل سے حاصل نہیں کر لیتا اُسے کوئی کرامت حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی فنا فی الرسول ہو سکتا ہے۔

۱۰۴۔اگر حضرت مُوسیٰ علیہ السلام ایک درخت اور پہاڑ سے خُدا کو دیکھ سکتے ہیں تو عین مُمکن ہے کہ وُہ ذات ہر صفات میں نظر آسکتی ہے۔

۱۰۵۔سب سے افضل عبادت خُدا ، اُس کے رسول ﷺ اور اُس کے پیاروں سے جنُون کی حد تک عشق ومحبت کرنا ہے اور اُن سے ظاہری، باطنی، قلبی، روحی لگاؤ رکھنا ہے۔

۱۰۶۔درویش کے لیے دُنیاوی لغویات سے اجتناب فرض ہے

۱۰۷۔ولایت کی دوقسمیں ہیں۔ایک ولایتِ عامہ اور دُوسری ولایتِ خاصہ۔ولایتِ عامہ میں تمام امُور شریک ہیں جبکہ ولایتِ خاصہ میں صرف اہلِ سلُوک ہیں۔

۱۰۸۔اولیاء اللہ کے اجسامِ مُبارکہ سے نُور کی کرنیں پھوٹتی ہیں جو سارے جہان کو منور کرتی ہیں اِن کرنوں کو کراماتِ اولیاء کہتے ہیں۔

۱۰۹۔کراماتِ اولیاء برحق ہیں۔اس پر کتاب اللہ اور احادیثِ صحیحہ اجماعِ اہلِ سُنت شاہد ہیں۔

۱۱۰۔کرامات کی اقسام خَرقِ عادات پر مُشتمل ہوتی ہیں جو کہ قانونِ فطرت کے خلاف کسی

Marfat.com

چیز کا اظہار ہوتا ہے۔

۱۱۱۔ جو شخص دوسروں کی عادات کو ترک کر دے اور اپنی عادات سے بھی دست بردار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کو ایسی ہی خرقِ عادات فرما دیتا ہے۔

۱۱۲۔ اولیاء اللہ کو مراتب اس لیے عطا کیے جاتے ہیں تاکہ وُہ کرامات کا اظہار کر کے لوگوں کو صراطِ مُستقیم پر لائیں۔

۱۱۳۔ فقیر کی مجلس میں بیٹھ کر غلط خیالات اپنے دِل میں نہ لایا کرو۔

۱۱۴۔ اہلِ محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ اول. ندامت، دوم. ترکِ گُناہ، سوم. اپنے آپ کو ظلم اور جھگڑے سے پاک رکھے۔

۱۱۵۔ درویشی تین چیزوں کا نام ہے۔ طمع ترک کر دینا، کوئی چیز آ جائے تو اُس کو رد نہ کرنا، کُچھ مِل جائے تو جمع نہ کرنا۔

۱۱۶۔ جسے محبت دی گئی اسے فقر و حشمت بھی دی گئی تاکہ دُنیا اُس پر فریفتہ نہ ہو جائے۔

۱۱۷۔ رضائے الٰہی صرف اس قلب کو میسر ہوتی ہے جس میں کدورت نہ ہو۔

۱۱۸۔ صوفیاء کے نزدیک زندگی اور موت کا فلسفہ یہ ہے کہ ذاکر زندہ ہے اور غافل مُردہ ہے چاہے ذاکر مر جائے اور غافل زندہ ہو۔

۱۱۹۔ اے دُرویش! تیرا رب تجھ سے تیری ایک ایک سانس کے بارے میں پُوچھے گا کہ بتا تو نے میری محبت و معرفت میں کتنی سانسیں گزاریں۔

۱۲۰۔ ہر انسان کو اپنے آپ سے بہتر سمجھ کیونکہ بزرگانِ اولین تو کم تر سے کم تر مخلوق کا بھی ادب کیا کرتے تھے۔

۱۲۱۔ چار چیزیں نہایت قیمتی گوہر ہیں۔ اول. وُہ درویش جو اپنے آپ کو دولت مند ظاہر کرے۔ دوم. وُہ بھوکا جو اپنے تئیں پیٹ بھرا ظاہر کرے۔ سوم. وُہ غمناک جو اپنے آپ کو

Marfat.com

خُوش وخُرم ظاہر کرے۔ چہارم جس سے دُشمنی ہو اُسے بھی دوست دکھائی دے۔

۱۲۲۔ سیدنا عُثمان غنیؓ سے بُغض رکھنے والوں کا جنازہ جائز نہیں

۱۲۳۔ درویشی ابتلاء کا نام ہے۔ اللہ کریم اپنے بندے کو اس کی جان، مال اور اولاد سے آزماتا ہے کہ میری محبت میں کہیں دروغ گو تو نہیں۔

۱۲۴۔ درویش ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہتا ہے۔

۱۲۵۔ فقط دعوٰی سے کُچھ حاصل نہیں ہوتا جس طرح پانی کا تصور پیاس نہیں بجھا سکتا اور آگ کا خیال حرارت نہیں پہنچا سکتا اسی طرح طلب کا دعوٰی محبوب تک نہیں پہنچا سکتا۔

۱۲۶۔ اگر طعام پر کلامِ الٰہی پڑھ لیا جائے تو اِس کو کھا لیا کرو اور اس کے کھانے سے انکار نہ کرو یہ حکمِ الٰہی ہے۔

۱۲۷۔ عاشقوں کی چھ نشانیاں ہیں۔ ۱۔ آہیں بھرنا۔ ۲۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ ۳۔ آنکھوں کا پُرنم رہنا۔ ۴۔ کم کھانا۔ ۵۔ کم بولنا۔ ۶۔ کم سونا۔

۱۲۸۔ زِندہ رہنے کے لیے کُچھ کھانا چاہیے نا کہ صِرف کھانے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔

۱۲۹۔ شِکم سیری (پیٹ بھر کر کھانا) چھے خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔ ۱۔ عبادت میں دِل نہ لگنا۔ ۲۔ حِکمت کی باتیں یاد نہ رہنا۔ ۳۔ شفقت سے محروم ہو جانا۔ ۴۔ نفسانی خواہشات میں اضافہ ہو جانا۔ ۵۔ پاخانہ سے اتنی مُہلت نہ مِلنا کہ مسجد میں جا کر عبادت کر سکے۔ ۶۔ ذکر و وظائف کا بارِ خاطر بن جانا۔

۱۳۰۔ اپنی نظروں کی حفاظت کرو یہ فقط یار کو دیکھنے کے لیے ہیں نہ کہ غیر کے لیے۔

۱۳۱۔ عشق ہی سے آدمی انسان بنتا ہے کیونکہ ایمان کی اصل بھی عشق ہے۔

۱۳۲۔ اگر جان کے بدلے دیدارِ یار نصیب ہو جائے تو یہ سودا بڑا سستا ہے۔

۱۳۳۔ احکامِ الٰہی دو قسم کے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ امورِ تکوینیہ (حیات و ممات، دُکھ سُکھ، پست و کُشاد، فتح و شکست وغیرہ)

۲۔ امورِ تشریعیہ (افعالِ تشریعی یعنی فرض، واجب، سُنت، مُستحب، مباح وغیرہ)

ان ہر دو افعال و احکام میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی رضا و رغبت کو ترجیح دیتا ہے۔

۱۳۴۔ مشائخ کی زیارت اور خدمت حضراتِ صوفیاء پر فرض ہے۔

۱۳۵۔ معرفت کے طریقے کی پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں جہانوں کو ترک کر دینا اور پُشتِ پا سے ٹھکرا دینا۔

۱۳۶۔ فقیری صرف یہی نہیں کہ کسی کے حال سے واقف ہو جانا، زبان سے جو نکلنا اس کا فوراً پُورا ہو جانا، کسی کو مُسلمان بنا لینا، ہوا میں اُڑنا، بلکہ فقیری صبر و استقامت کا نام ہے۔

۱۳۷۔ درویشوں کے گروہ میں جب کُچھ نہ رہے تب ''کُچھ'' بچتا ہے۔ لیکن جو کُچھ بچتا ہے وُہ اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

۱۳۸۔ حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ تصوّف کے چار سلسلے ہیں۔ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی۔ ارشاد ہوا بلکہ یوں کہو محبت کے چار سلسلے ہیں کیونکہ محبت کے حروف بھی تو چار ہیں۔

۱۳۹۔ اپنی زُبان کی حفاظت کرو یہ بہشت میں بھی لے جاتی ہے اور دوزخ میں بھی کیونکہ یہ ایک ہی لفظ سے محرم کو مُجرم بنا دیتی ہے۔

۱۴۰۔ اہل اللہ کے تمام درجات اپنی اپنی جگہ بجا ہیں لیکن میرے نزدیک آج کے دور میں اُس دُرویش کا مقام بلند ہے جو اللہ کا ذکر کرے یا کسی سے سُنے تو اُس کی آنکھوں میں چمک، دِل میں تڑپ اور محبت و اُلفت سے آنسو بہہ نکلیں۔

۱۴۱۔ درد و سوز، ہجر و فراق ایک بے بہا خزانہ ہے اس میں اتنی لذت ہے جسکے سامنے تمام عبادات ہیچ ہیں۔

Marfat.com

۱۴۲۔اے لوگو! تمہارے نزدیک اہل بیت کا محب اگر شیعہ ہوتا ہے تو میں سب سے بڑا شیعہ ہوں۔شیعہ اہلِ بیت کو اِس قدر نہ مانتے ہوں گے جتنا میں مانتا ہوں اور اگر وہابی ہونا فقط خُدا تعالیٰ کے ماننے کا نام ہے تو میں سب سے بڑا وہابی ہوں۔وہابی اس قدر توحید پرست نہ ہوں گے جس قدر میں ہوں۔اگر سُنی ہونا سرکارِ دو عالم ﷺ سے والہانہ عشق و محبت رکھنے کا نام ہے تو یاد رکھو سب سے بڑا سُنی بھی میں ہوں۔

۱۴۳۔دُرویش کو ہرگز غریب نہ کہو۔

ع اُتوں طبع غریب ہے عاشقاں دی وِچوں ریس نہ کرن نواب بیلی

۱۴۴۔دربار ایک ساز کی مانند ہے اور صاحبِ سجادہ اس ساز کو بجانے والے کی طرح ہے۔ساز خواہ کتنا ہی قیمتی ہو اور اگر اِس کو کوئی ڈھنگ سے بجانے والا نہ ہو تو یہ ساز بے سُر و آواز ہے اور اگر اِس ساز کو کوئی بجانے والا ماہر مِل جائے تو اِس کی دھوم چار دانگِ عالم میں پھیل جاتی ہے۔

۱۴۵۔درویش آستانِ شیخ پر اپنا غصہ مِٹانے کے لیے آتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اُن کا غُصہ یہاں اور کیوں بڑھ جاتا ہے؟۔

۱۴۶۔جب بیمار کے پاس جائیں تو اِسے صدقہ دینے کی ترغیب دیں کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ صدقہ دینے سے بلاٹل جاتی ہے اور ثواب میں بھی کمی نہیں آتی۔صدقہ سے غضبِ الٰہی فِرو ہو جاتا ہے اور اِس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۴۷۔جب کسی بیمار کے پاس جائیں تو اِسے بتا دیں کہ جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا اُسے بیماری لاحق نہیں ہوتی۔یہ سعادت صِرف اُسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جسے بیماری میں مُبتلا کرتا ہے۔بیماری دَراصل گُناہوں کا کفارہ ہے۔

۱۴۸۔علم بغیر عمل کے بے فائدہ ہے عالم کو اِس کا علم تب فائدہ دیتا ہے جب وُہ اِس پر عمل

Marfat.com

کرتا ہے۔

۱۴۹۔کھانے سے پہلے اور آخر میں تھوڑا سا نمک کھا لیا کرو اِس میں ستر امراض کی شفا ہے جس میں ادنیٰ، کوڑھ، جذام اور برص وغیرہ شامل ہیں۔

۱۵۰۔جو بندہ نمازِ عصر سے مغرب تک ذکرِ حق میں شاغل رہے اور کُچھ کھائے پیے نہیں اللہ تعالیٰ اُسے تمام دِن کے روزہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

۱۵۱۔اہلِ توحید کی زبانوں پر تالے لگے ہوتے ہیں جن کی نظروں میں غیر ہے ہی نہیں وُہ کلام کس سے کریں۔

۱۵۲۔شریعت میں خواہ دِل حاضر ہو یا نہ ہو نماز دُرست ہوتی ہے مگر طریقت میں جب دِل حاضر نہ ہو حق تعالیٰ کے سِوا کسی اور کا خیال دِل میں آئے تو نماز دُرست نہیں ہوتی اسے پھر دوبارہ پڑھنا چاہیے کیونکہ طریقت میں خیالات کا آنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

۱۵۳۔اہلِ سُنّت والجماعت کے اوقاتِ نماز میں ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہے۔فجر کی اذان طلوعِ آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ظُہر کی اذان دوپہر بارہ بجے سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد، عصر کی اذان غروبِ آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اور عشاء کی اذان غُروبِ آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد دی جاتی ہے۔

۱۵۴۔اے دُرویش! اس دُنیا میں کوئی سڑک، راستہ یا دروازہ ایسا نہیں ہے کہ جس کو تو پکڑے اور اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر لے سوائے اِس کے کہ تو کامل مُرشد کے دَر کا سگ ہو، اِس کا عاشق ہو، اِس کو اپنا آقا، مالک اور نفع نقصان کا ذمہ دار بنا لے۔

۱۵۵۔محبتِ الٰہی میں سرشار ہو کر کیا گیا ایک سجدہ سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔

۱۵۶۔نہ اَمر کو ادب پر فوقیت ہے نہ ہی ادب کو امر پر۔یہ موقع و مناسبت کی بات ہے۔کسی جگہ پر امر کو فوقیت دینی پڑتی ہے تو کہیں ادب کو برتری حاصل ہے۔جس اَمر میں شیخ کی بے

Marfat.com

ادبی ہو اِس امر پر ادب کو فوقیت دی جائے اور جہاں شیخ کا نقصان ہو وہاں ادب پر امر کو فوقیت دی جائے۔

۱۵۷۔ اولیاء اللہ کی لمحہ بھر کی عبادت ہماری ہزار ہا برسوں کی عبادتوں سے افضل ہے۔

۱۵۸۔ اے دُرویش! مُحبتِ الٰہی کے بغیر عبادت بے فائدہ ہے۔

۱۵۹۔ اے عزیز! تیرے دِل پر اثر اور تیرے قلب میں شوق پیدا کرنے والی چیز صحبتِ اولیاء ہے۔

۱۶۰۔ راہِ سلوک کی چار منازِل ہیں۔

۱۔ منذرات. اس کا تعلق نفس سے ہے۔

۲۔ مبشرات. اس کا تعلق قلب سے ہے۔

۳۔ مکاشفات. اس کا تعلق رُوح سے ہے۔

۴۔ مشاہدات. اس کا تعلق سِر (راز) سے ہے۔

۱۶۱۔ واضح ہو کہ یہ زندگی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیک عمل کرنے کے لیے مُستعار دی اور وقتِ وداع تاکیداً فرمایا الست بربکم یاد رکھنا میں ہی تُمہارا رب ہوں مجھے مت بھولنا۔ تو اب ہم نے اس قول کو بطریق احسن نبھانا ہے ہم سے کوئی ایسی لغزش نہ ہو جس میں ہم منشائے ایزدی کے خلاف چل نکلیں بلکہ ہر وقت ہر قول و فعل میں رضائے الٰہی، منشائے رسالت پناہی کو ملحوظِ خاطر اور مدنظر رکھنا چاہیے اور اُس صراطِ مُستقیم پر چلنا چاہیے جس پر اسلافِ متکرمین زہرۂ منزل ہے۔

آمین بجاہِ حبیبہ الامین طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ و اولیائے اُمتہٖ و علمائے ملتہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

Marfat.com

حضور قبلہ عالم منگانویؒ کا سفرِ آخرت

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ "یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ

موت ایک پُل ہے جو دو پیاروں کو آپس میں ملاتی ہے

اہتمامِ وصال: ولی اللہ کی موت اچانک اور جبری نہیں ہُوا کرتی جبکہ وُہ ساری زندگی موت کے مُنتظر رہتے ہوئے اُس کے لیے بے چین رہتے ہیں۔ مالکُ المُلک اُنہیں ان کی موت اور وقت سے آگاہ فرما دیتے ہیں جس سے بندۂ مومن خُوش اور شادمان ہوتا ہے۔

حدیث قُدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَاتَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتَهٗ** (رواہ البخاری)۔

"اگر میں کوئی کام کرنے پر آ جاؤں تو کسی چیز سے تردّد نہیں کرتا بجز اِس تردد کے جو مجھے اپنے اس بندے کی جان لینے کے وقت ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کا دل دُکھانا پسند نہیں کرتا"۔

اس حدیث کی شرح میں علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی جان لینے میں اس لیے تردّد ہوتا ہے کہ اُس کی دو تقدیریں جمع ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک فیصلہ یہ ہے کہ بندۂ مومن جب اُس کا ہو جائے تو وُہ جو کُچھ مانگے اُسے عطا کیا جاتا ہے اور اُس کی تقدیر یہ ہے کہ ہر انسان کی موت کا وقت معیّن ہے۔ اگر بوقتِ موت بندۂ مومن زندہ رہنے کی خواہش ظاہر کر دے تو اللہ کریم اُسے بھی پُورا کرتا ہے۔ اب فرمایا کہ میں اپنی حکمت سے اس پر یوں غالب آتا ہوں کہ بندۂ مومن کو موت سے قبل جنت کا نظارا کروا کر اُسے اس کا مقام دکھاتا ہوں۔ جنت میں اپنا عالی مقام دیکھ کر بندۂ مومن پُکار اُٹھتا ہے یا اللہ! یہ مقام ٹھکانہ مُجھے

Marfat.com

کب ملے گا جواب دیا جاتا ہے موت کے بعد۔ پھر بندۂ مومن ہاتھ اُٹھا کر کہتا ہے یا اللہ! پھر موت میں دیر کیوں؟ ۔فرمایا ہم عزرائیل کو حکم دیتے ہیں جاؤ میرے بندے کی رُوح قبض کرو اب وُہ زندگی کی دُعا نہیں کرے گا۔

گویا نہ صرف اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو موت و زندگی پر اختیار دے رکھا ہے بلکہ اُنہیں قبل از وقت آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ سیّدی وسندی حضور قبلہ عالم منگانویؒ بھی اُن خاصانِ الٰہی میں سے تھے جنہیں اپنے وقتِ اجل کا پہلے ہی سے علم تھا اور حضور نے کئی ماہ پہلے اس کے لئے باقاعدہ تیاری شُروع کردی تھی۔

وصیت نامہ: وصال سے چند ماہ پہلے ایک دِن مُجھے بُلوا کر فرمایا ''بیٹا! تمہیں میری باتیں لکھنے اور جمع کرنے کا بہت شوق ہے لہٰذا جاؤ ایک کاغذ اور پنسل لے آؤ تاکہ تمہیں کُچھ لِکھ دوں'' میں نے کاغذ، پنسل حاضرِ خدمت کی آپ اس وقت دربار شریف پر ہال کمرہ میں بیرونی دروازہ کے سامنے تشریف فرما تھے حضور نے اپنے دستِ انور سے تحریر کا آغاز کُچھ اس طرح فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور محمد الرسول اللہ ﷺ کی نعت درود لامحدود کے بعد واضح ہو کہ یہ دُنیا فانی ہے جو یہاں آیا اُس نے ایک دِن جانا ہے جو پیدا ہُوا اُس نے مرنا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ۔ ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ محمد کرم حُسین قادری یعنی راقم الحروف بھی کافی عرصہ سے بسترِ علالت پر زندگی گُزار رہا ہے وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ کب پیامِ اجل آجائے اور بندہ لبیک کہتا ہوا جان جانِ آفرین کو سونپ دے۔ میرے وارثان باز گشت اولاد، اقربا، احباء میری تجہیز وتکفین کا خاص خیال رکھیں'' ابھی صرف اتنا ہی لکھا تھا کہ اچانک طبیعت مُبارک ناساز ہوگئی حضور کو کھانسی ہونے لگی اور لِکھنا بند کر دیا اِدھر میرے دِل پر بھی یہ خیال بار بار اثر انداز ہونے لگا کہ حضور ایسی تحریر کیوں لکھ رہے ہیں فرمایا وقت

Marfat.com

مِلا اور طبیعت بحال ہوئی تو پھر لکھوں گا۔ اِن دنوں آپ یہ دو بیت اکثر پڑھا کرتے۔

بن مانگے موتی ملے مانگے مِلے نہ بھیک
جس مانگے مانگن مِٹ جائے ایسا مانگن سیکھ

قسم تیری بخشش و عطا کی کرم کی یہ توہین ہے مولا
جو مُجھ کو دینا ہے بے طلب دے سخی کے دَر پہ سَوال کیسا

پیر اختر حُسین صاحب کی برطانیہ روانگی:۔ برادرم پیر اختر حُسین صاحب کا جب برطانیہ کا ویزہ لگ گیا تو حضور نے فرمایا "بیٹا! اب جتنے دِن تُمہارے جانے میں باقی ہیں میرے پاس ہی بیٹھا کرو شاید زِندگی میں پھر مُلاقات نہ ہو سکے۔ اپنے بڑے بھائی کو مت بھولنا اُس کی خِدمت خُود بخود کرنا اُسے کبھی مُریدوں کی طرف نہ دیکھنے دینا، دُنیاوی کاموں میں دِین کو نہ بھولنا کیونکہ ہمارا مشن خِدمتِ دین ہے" اور اُنہیں ایسی وصیتیں فرماتے گویا حضور قبلہ عالم منگانویؒ کو عِلم تھا کہ پیر اختر حُسین سے اُن کی آخری مُلاقات ہے۔

پیر سخی حُسین سے الوداعی ملاقات:۔ ۲۵ اپریل ۱۹۹۱ء کو آپ کے بھانجے پیر جاوید اقبال کی تاریخِ شادی مقرر ہوئی اور یہ بھی اطلاع ملی کہ شادی پر اُن کے بڑے بھائی پیر سخی حُسین صاحب بھی برطانیہ سے آرہے ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ نے مُجھ سے خط لکھوایا کہ سخی حسین سے کہو وہ شادی پر نہ آئے۔ میرے دِل میں بار بار خیال آتا کہ اُن کے چھوٹے بھائی کی شادی ہے اور آپ اُنہیں شمولت سے منع فرما رہے ہیں لہٰذا اُن کے بھائی اور والدین کیا کہیں گے۔ بہر حال میں نے خط لِکھ دیا لیکن وُہ اُنہیں بروقت نہ مِل سکا اور وُہ پاکستان آ گئے۔ حضور نے فرمایا میں نے طاہر حُسین سے خط کے ذریعے تمہیں آنے سے منع کیا تھا اُنہوں نے خط نہ پہنچنے کا عُذر کیا۔ آپ نے فرمایا اس سال تُمہیں ایک دفعہ اور آنا پڑے گا

Marfat.com

چلو اچھا ہُوا مُلاقات ہوگئی یہ ہماری تُمہاری آخری مُلاقات ہے بعدازاں آپ عارفِ رُومی ؒ کا یہ شعر بار بار پڑھتے رہے

چوں حدیثِ روئے شمس الدینؒ رسید
شمسِ چارم آسماں سر در کشید

(جب حُسنِ اتفاق سے شمس الدین تبریزیؒ کے رُوئے پُرتنویر کا ذکر آیا تو چوتھے آسمان کے سورج نے شرمندگی سے مُنہ چھپالیا کیونکہ اِس میں تابِ مُقابلہ نہ تھی)۔

الغرض پیر سخی حُسین صاحب کو واپس برطانیہ گئے ابھی صرف دو تین ہفتے ہوئے تھے کہ حضور قبلہ عالم کا وصال ہوگیا اور اُنہیں دوبارہ پاکستان آنا پڑا۔

دربار شریف سے مدرسہ قُرآن محل روانگی: دربار شریف پر بجلی نہ ہونے کے باعث حضور قبلہ عالم کا معمول تھا کہ گرمیوں میں جھنگ مدرسہ قُرآن محل تشریف لے جاتے لیکن اب کی بار جھنگ جاتے وقت خلافِ معمول خاص باتوں کا اہتمام فرمایا۔ ۳ مئی ۱۹۹۱ء کو جُمعہ کی نماز کے بعد حضرتِ اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب اور مجھے گھر سے بُلوایا۔ حضور اس وقت دربار شریف پر قائم پرائمری اسکول کے برآمدہ میں تشریف فرما تھے جب ہم حاضرِ خدمت ہوئے تو اپنے سامنے ایک چارپائی پر بیٹھنے کا حُکم فرمایا اور اِس انداز سے نصیحتیں فرمائیں "دیکھو بیٹا! میں اب جا رہا ہوں۔ میرے بعد جمعہ، جماعت کا خاص خیال رکھنا، دُرویشوں کی خدمت اور دیکھ بھال کرتے رہنا۔ مزید فرمایا بیٹا! ساری عُمر مصلےٰ ہرگز نہ چھوڑنا یعنی شریعتِ مُطہرہ کی پاسداری اور احکامِ دین کی پابندی کرنا"۔

اُس دن میانوالی سے لالہ محمد رفیق طاہر بھی حاضرِ خدمت تھے۔ حضور فرداً فرداً ہر ایک سے خیریت دریافت کرتے اور نہایت محبت وشفقت کا اظہار فرماتے جیسے آپ اہلِ آستانہ سے آخری مُلاقات فرما رہے ہوں۔ بعدازاں نمازِ عصر حضور کا پلنگ مبارک گھر لے جایا گیا اور

Marfat.com

آپ کو کار میں بٹھایا گیا۔ حضور ہم سب کے لیے دعائیں فرماتے ہوئے بمعہ حضرتِ قبلہ اخی اور قبلہ والدہ صاحبہ جھنگ روانہ ہوئے۔

سفرِ آخرت کی تیاری: جھنگ میں قیام کے دوران حضور نے یارانِ طریقت کی مجلس میں ایک دِن واضح الفاظ میں فرمایا "اب ہم بالکل تیاری کر چکے ہیں اور پرواز کے لیے تیار بیٹھے ہیں فقط یار کے اَمر کا انتظار ہے" اور ساتھ ہی یہ بیت پڑھا

مرغِ من باغش کہُن قفسِ شکن سُوئے چمن ؎

پروازکُن ائے بے وطن اَمروز دَر زنداں ہلد

(میرے پرِندے! اُس کا باغ پُرانا ہے۔ پرندے! پنجرہ توڑ دے اور چمن کی طرف چلا جا، پرواز کر چُونکہ تو پردیسی ہے۔ آج کیوں قید خانہ میں ہلکان ہوگا)۔

دھڑویؒ سرکار اور حافظ پاکؒ کا انتظار: ۲۵ مئی بروز ہفتہ ۱۹۹۱ء وصال سے ایک ہفتہ قبل حضور قبلہ عالمؒ نے میاں گل شیر احمد کو حُکم دیا کہ ہمارے بابا جی کے پاس جاؤ اور اُنہیں عرض کرو میں نے تیاری کر لی ہے آپ کی مرضی کیا ہے؟

میاں گل شیر احمد نے راقم السطور کو بتایا میں بلوآنہ شریف حاضر ہوا اور حضرت حافِظ پاکؒ کی مزار پر مُراقبہ کیا تو دیکھا ہر طرف تیاریاں ہو رہی ہیں جیسے کسی کی آمد کا انتظار ہے۔ حضرتِ اعلیٰ دھڑویؒ اور حضرت حافظ پاکؒ بھی منتظر کھڑے ہیں اتنے میں ایک سیج لگائی گئی مجھے یوں لگا جیسے کسی کی بارات ہے اور دولہا کا انتظار ہے میں نے واپس آ کر تمام واقعہ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا پھر تم اگلے ہفتہ کو آ جانا میں بعض مصروفیات کی وجہ سے ہفتہ کو حاضر نہ ہو سکا۔ اتوار کی صبح آنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اطلاع ملی حضور شب تین بجے وصال فرما گئے ہیں۔

Marfat.com

بعض احباب پر خصوصی نظرِ کرم: وصال سے چند روز قبل حضور قبلہ عالمؒ نے بعض احباب کو باقاعدہ آدمی بھیج کر بلوالیا۔ احمد پور سیال سے بابا ڈاکٹر علی محمد اور کمالیہ سے بابا خوشی محمد کو بلوایا۔ پھر محمد رفیق چشتی سے فرمایا کہ منڈی بہاؤالدین سے میاں نذیر احمد اور مائی نذیر کو لے آؤ لیکن ساتھ ہی فرمایا وُہ خود آجائیں گے جبکہ حاصل پُور سے میاں سراج دین اور علی پُور سے خلیفہ میاں محمد رمضان خود ہی آگئے۔ حضور نے ان لوگوں سے بڑی راز و نیاز کی باتیں فرمائیں۔ حتّی کہ یہ سب جان گئے کہ حضور عالمِ آخرت کے لیے مکمل تیاری فرما چکے ہیں ویسے بھی اُن دنوں پچیس (۲۵) تیس (۳۰) دُرویش ہمہ وقت حاضرِ خدمت رہتے تھے۔

راقم السطور سے آخری مُلاقات: اُن دنوں حضور قبلہ عالمؒ کے علاوہ قبلہ والدہ صاحبہ اور دیگر افرادِ خانہ بھی مدرسہ قُرآن محل قیام پذیر تھے۔ مُجھے حضورؒ کا حُکم تھا کہ ہر جمعرات کو سکول کی چھُٹی ہوتے ہی جھنگ چلا آؤں لہٰذا جمعہ شام کو یا ہفتہ کی صُبح واپس آجاتا۔ آخری مرتبہ حسبِ معمول ۳۰ مئی ۱۹۹۱ء بروز جمعرات سکول سے چھُٹی ہوتے ہی عزیزی ندیم اختر کے ساتھ جھنگ پہنچا۔ غلّہ منڈی کے موڑ پر میاں حق نواز کی اہلیہ مِلی جو کہ حضورؒ کی زیارت کے بعد واپس مدو کی جارہی تھی کہنے لگی حضور قبلہ عالمؒ آج دوپہر سے آپ کا انتظار فرما رہے ہیں اور بارہا آپ کو یاد فرمایا ہے۔ مجھے اِس انتظار کی کُچھ سمجھ نہ آئی البتہ میرے دِل میں ایک فکر اور تردّد پیدا ہوگیا کہ یہ انتظار کیسا؟ آج بار بار کیوں یاد فرمایا جارہا ہے۔ میں کربلائی کے گھر سے کُچھ آگے بڑھا تو کیا دیکھا حضورؒ مدرسہ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں حضورؒ نے بھی اپنی نگاہیں ہم پر جمالیں۔ ہم نے ادب سے سر جھکا لیا اور شوقِ مُلاقات میں تیز تیز قدم اُٹھانے لگے۔ قریب پہنچے تو مشفقانہ انداز میں ایک دِلآویز

Marfat.com

مسکراہٹ کے ساتھ، بڑے محبت بھرے الفاظ سے کچھ یوں فرمایا'' واہ واہ، برخوردار، نورالعین، راحتِ جان'' میں آگے بڑھا اور قدم بوسی کی۔ پھر ہاتھ مُبارک کو بوسہ دیا۔ حضورؒ نے میرے کان سے پکڑ کر میرا ماتھا چُوما اور بڑی شفقت سے اپنے پاس بٹھالیا۔ میں نے برادرِ مُحترم پیر اختر حُسین صاحب کا خط، اسمیں بھیجی گئی تصاویر اور حضورؒ کی ۱۹۸۵ء والی ڈائری بھی پیش کی جس میں دیارِ حبیب ﷺ پر حاضری کے چند واقعات آپ کے دستِ مبارک سے لکھے ہوئے تھے۔ حضورؒ نے وُہ خط پڑھا، تصاویر دیکھیں۔ چند لمحوں کے بعد حضورؒ کی نظر مدرسہ کے طلباء پر پڑی جو اُس وقت قُرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ حضور نے تمام بچوں کو اپنے پاس بُلوایا اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا'' یہ تُمہارا پیر ہے اب مدرسہ چلانا اِس کا کام ہے اِسے پہچان لو۔ یہ اب اِس کی ذمہ داری ہے۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اَب تم بھی میرے پاس آجاؤ ۔ تُمہاری والدہ بھی یہیں رہیں گی۔ منگانی جانے اور مظہر ایا (حضور پیار سے حضرت اخی قبلہ کو ان الفاظ سے یاد فرمایا کرتے تھے)۔ یہ زمین بھی تمہارے نام کر دیں گے اور ہم سب یہیں رہیں گے۔ نمازِ عصر کے بعد حضورؒ نے مجھے فرمایا ہمارا خیال ہے کہ مدرسہ کی عمارت پُختہ بنائی جائے تم اس جگہ اور مدرسہ کا نقشہ بناؤ۔ میں نے حضور کی ڈائری پر نقشہ بنا کر پیش کر دیا ۔ آپ نے کچھ اصلاح فرمائی اور پسند کیا۔ پھر فرمایا اِسے رکھ دو۔ اِتنے میں بابا خوشی محمد کی طرف نگاہ اُٹھائی جو حضورؒ کے راز دان مُرید تھے البتہ نماز باقاعدگی سے نہ پڑھتے تھے۔ حضورؒ نے فرمایا'' یہ جو میرے بے نماز مرید ہیں دِل کرتا ہے اِن کو کان پکڑوا کر جُوتے لگواؤں''۔ بابا خوشی محمد حضور کی گُفتگو سُن کر ہنستے رہے۔ اس روز مغرب کے بعد تک حضورؒ نے مجلس فرمائی۔ رات کو آرام کیا۔ اگلی صبح میں غسل اور ناشتہ کے بعد حاضرِ خدمت ہوا تو آپ چھپّر کے نیچے جلوہ افروز تھے۔ چہرۂ انور پر آج ایک خاص چمک تھی۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا بیٹا! اب تمہیں اجازت ہے گھر چلے جاؤ اور اپنے بھائی مظہر

Marfat.com

حسین سے کہنا جمعہ پڑھا کر فوراً یہاں آجائے مجھے کچھ ضروری کام کرنے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور! میں تو کل جاؤں گا۔ فرمایا نہیں میری طبیعت ناساز ہے۔ ڈاکٹر کے پاس بار بار جانا پڑتا ہے۔ تم کار چلا نہیں سکتے اس لیے گھر چلے جاؤ اور مظہر حسین کو بھیجو۔ میں انشاء اللہ اتوار کی صبح منگانی آؤں گا۔ میں نے دست بوسی کی۔ واپس چلا تو حضورؒ بڑی توجہ سے مجھے دیکھنے لگے۔ یہ نظریں آج خلافِ معمول تھیں۔ گھر پہنچ کر حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کو حضور کا پیغام دیا اور ساتھ ہی خوشی میں یہ بھی کہا کہ اب ہم تو حضورؒ کے ساتھ شہر رہیں گے آپ جانیں اور آپ کا منگانی۔ حضرت اخی قبلہ مسکرائے کہ لو بھائی تمہاری تو موج ہوگئی ہمیں تو اسی گرمی میں رہنا پڑے گا۔ وہ بعد از نمازِ جمعہ چلے گئے۔

اتوار کی صبح حضور اپنے وعدہ کے مطابق منگانی تشریف لائے مگر اب کی بار ایک دولہا کے روپ میں تھے اور جناب کی روح مبارک خاصانِ الٰہی کے پاس پہنچ چکی تھی۔

ہنسا ہنسا کے شبِ وصل اشک بار کیا
تسلیاں ہمیں دے دے کے بے قرار کیا

حضرت اخی قبلہ کی حاضری: حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں جمعہ کی شام کو حاضرِ خدمت ہوا تو مہر ذوالفقار گیرہ (جو کہ وہاں پڑوس میں رہتا تھا) دوسرے درویشوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ آپ نے مدرسہ قرآن محل والی زمین کے متعلق تمام تفصیلات بیان کیں۔ میرے دل میں خیال آیا حضور ایک غیر مرید کی موجودگی میں یہ سب کچھ کیوں بیان فرما رہے ہیں بعد میں مجھ پر واضح ہوا کہ حضور تو اس شخص کو گواہ بنا کر یہ باتیں بتا رہے تھے تاکہ بعد میں ہمیں کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو۔ پھر رات کو مجھے فرمایا جاؤ منگانی سے میری والدہ صاحبہ کو لے آؤ۔ میں دادی اماں کو لے گیا۔ حضور بڑی شفقت سے انہیں ملے۔ پھر فرمایا اماں جی! مجھے دم کریں۔ دادی اماں نے شفقت

Marfat.com

بھرے ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر پھیرے۔ کچھ دم بھی کیا جس سے حضورؒ کو بڑی تسکین ہوئی۔ کافی دیر تک اپنی والدہ صاحبہ سے باتیں کرتے رہے۔ رات کو حضورؒ نے حسبِ معمول آرام فرمایا۔

حضور کا آخری دِن: یکم جون بروز ہفتہ درویش محمد شفیع حجام حاضرِ خدمت ہوا۔ حضور ہمیشہ جمعہ کو خط مبارک بنوایا کرتے تھے لیکن آج خلاف معمول آپ نے حجامت کا اہتمام فرمایا۔ محمد شفیع بیان کرتا ہے کہ مجھ سے ساری زندگی حضور کی اس قدر خوبصورت حجامت نہیں بنی ہوگی جتنی اس دن بنی تھی۔ میں بڑا خوش ہوا اور پیر بھائیوں سے کہا آؤ آج حضورؒ کی حجامت دیکھو حالانکہ پہلے میری حجامت بنانے سے اکثر دُرویش نالاں رہتے تھے دراصل حضور کا چہرۂ انور آج اِس انداز سے چمک رہا تھا جو ہم نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر حضورؒ نے حُکم دیا آج مجھے نہلایا جائے یہ سُن کر خدمت گار حیران ہوئے کہ حضور تو محض گیلے تولیئے سے جسمِ اطہر کو تر کرلیا کرتے ہیں لیکن آج فرمایا پانی گرم کر کے مُجھے صابن کے ساتھ اچھی طرح نہلاؤ۔ حُکم کے مُطابق نہلایا گیا۔ آپ نے نئے کپڑے زیب تن کیے۔ کڑھائی والا سفید کُرتا اور سُرخ دھاری دار لُنگی باندھی۔ فقیر کی تیاری دیکھ کر یوں لگا جیسے آج آپ کسی بارات کے دُولہا ہیں کیونکہ جھنگ میں رواج ہے کہ دُولہے شادی پر کڑھائی والا کُرتا اور سُرخ دھاری دار لنگی پہنتے ہیں۔

غُسل کے بعد حسبِ معمول حضورؒ نے دو رکعت نفل ادا کیے۔ آج ان نوافل میں خاص خشوع وخصوع تھا۔ پھر ایک کپ چائے (دودھ پتی) کا پیا۔ یہ حضور کی آخری غذا تھی اِس کے بعد آپ نے کچھ نہ کھایا۔ بعد ازاں آپ کا پلنگ مُبارک گھر سے باہر درس کے ایک کمرہ میں لایا گیا۔ حاضرِ خدمت درویش بیان کرتے ہیں اس دن حضورؒ کا چہرہ مُبارک بے حد سُفید تھا، آنکھیں چمکتی تھیں اور چہرہ پر ایک خاص جلال تھا۔ اُس دن حضورؒ مجلس میں بہت کم

Marfat.com

بولے۔ دوپہر کے وقت چونکہ سخت گرمی تھی۔ گھر سے ایک خادمہ عزیزی محمد زین العابدین کو لائی۔ آپ نے فرمایا اِسے میرے کمرے میں سُلا دو اور مظہر حسین کو بھی کہو کہ یہیں آکر سوئے۔ اتنے میں حضرت اخی قبلہ بھی آ گئے اور ایک طرف چارپائی پر دونوں باپ بیٹا لیٹ گئے۔ حضورؒ نے پنکھا اُن کی طرف کر دیا۔ کچھ دیر بعد اُنہیں سویا ہوا دیکھ کر نہایت محبت بھری نگاہوں سے دیکھا اور خاموش الفاظ میں دُعائیں دیں۔ نمازِ ظہر کے بعد حضورؒ نے اپنے استعمال کی تمام چیزیں مثلاً تسبیح اور گھڑی تک خُدام کے حوالے کر کے فرمایا یہ گھر لے جاؤ۔ کچھ رقم جیب میں تھی وُہ بھی نکال کر دے دی۔ عصر کے وقت طبیعت مُبارک زیادہ ناساز ہو گئی۔ ڈاکٹر کو بُلانے کے لیے عرض کی گئی تو فرمایا اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔

راقم السطور نے خلیفہ میاں محمد بخش اور حاجی جان محمد سندھی کی زبانی سُنا کہ آخری شب حضور قبلہ عالمؒ اپنے بستر مُبارک پر بیٹھے بیٹھے اکثر غائب ہو جاتے۔ پھر کچھ دیر کے بعد معلوم ہوتا جیسے آپ بستر پر موجود ہیں لیکن پھر غائب ہو جاتے۔ ہم بڑے حیران ہوئے اور بار بار یہ خیال جانگداز لاحق ہوا کہ شاید حضورؒ لقائے حق کے لیے بے تاب ہیں اور وِصالِ یار میں سرشار اس دُنیائے ناپائیدار سے رخصت کی تیاری فرما رہے ہیں۔

وصالِ باکمال: آخری روز قبل از نمازِ مغرب بقول خلیفہ میاں محمد رمضان، آپ نے تکیہ مُبارک سے سرِ انور اُٹھایا اور ہماری طرف مخاطب ہو کر یہ بیت پڑھا۔

؎ سب کچھ خُدا کو سونپ کر چڑھ پلنگ پر سو
ان ہونڑیں نہ ہوسیا جو ہونڑیں سو ہو

تمام دُرویشوں کو اپنے پاس سے اُٹھ جانے کا اِشارہ فرمایا اور دوبارہ اپنا سرِ انور تکیہ پر رکھ دیا اس کے بعد ہم آپ کے پاس حاضر نہ ہو سکے۔ یارانِ طریقت کی مجلس میں یہ آپ کا آخری کلام ثابت ہوا۔ بعد از نمازِ عشاء آپ نے دوائی استعمال فرمائی اور پھر سرِ انور تکیہ پر رکھ دیا

Marfat.com

۔حضور قبلہ عالمؒ پر اس دفعہ تھوڑی سی غنودگی بھی ظاہر ہوئی۔ پچھلی رات تک آپ نے سرِ انور تکیہ سے نہ اُٹھایا۔ نمازِ تہجد کے وقت سرِ انور تکیہ سے اُٹھایا تو خلیفہ میاں محمد بخش اور میاں اللہ دتہ دُرویش نے آپ کو تھام کر تکیہ ہی پر لٹا دیا۔ اسوقت آپ کا جسمِ انور ٹھنڈا ہونے لگا۔ اتنے میں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی حضور کو اندر کمرہ میں لے چلیں۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ کو کمرہ میں لایا گیا اور ایک چھوٹی پیالی گلوکوز کی پلائی گئی۔ اس وقت آپ آہستہ آہستہ سانس لے رہے تھے۔ یک دم آپ نے اپنی مبارک آنکھیں بھر کر کھولیں تو اس قدر روشنی پھیلی کہ تمام کمرہ بُقعہ نُور بن گیا۔ حاضرِ خدمت رہنے والے بیان کرتے ہیں کہ نورانیت اِس قدر غالب تھی کہ ہم نے ایسی روشنی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اتنے میں ایک نورانی صورت سفید لباس میں ملبوس دروازہ پر ظاہر ہوئی جسے آنکھ بھر کر نہ دیکھا گیا اور حضور قبلہ عالم نے آنکھیں بند کر لیں۔ نبض کا نام و نشان تک باقی نہ رہا البتہ خزینۂ معرفت قلب شریف جاری تھا یہ کیفیت علمِ نمود کی الوداعی جھلک تھی۔ اسی لمحے محبوبِ حقیقی کا پیامبر وصالِ یار کا مژدۂ جانفزا لایا۔ عاشقِ صادق کے لب مُسکرا اُٹھے اور روحِ مُقدس قفسِ عنصری سے نکل کر سوئے جاناں پرواز کر گئی۔

ے نشانِ مردِ مومن باتو گویم
چو مرگ اید تبسم بر لبِ اوست

حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب جلدی سے باہر آئے اور بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی کو بُلا کر لے گئے۔ انہوں نے آتے ہی نبض دیکھ کر اپنا سر حضور کے پاؤں مُبارک پر رکھا اور نہایت آہ وفغاں سے یہی کہتے ہوئے کہ ''اچھا جیسے حضور کی مرضی'' باہر چلے آئے۔

Marfat.com

یہ ۱۸ ذیقعد ۱۴۱۱ ہجری بمطابق ۲ جون ۱۹۹۱ء بروز اتوار صبح تقریباً تین بجے جبکہ دیسی ماہ جیٹھ کی ۲۰ تاریخ ۲۰۴۸ء بکرمی کا واقعہ ہے۔ ہر طرف ایک کہرام سا برپا ہو گیا۔ باہر جب دُرویشوں کو خبر ہوئی تو اُن کی یہ حالت تھی کہ کوئی گم سم تھا، کوئی چیخ رہا تھا اور کوئی سکوتِ حیرت

اے مرگِ ناگہاں تیرا شکوہ کریں تو کیا
جائیں کہاں کہ درد کا درماں چلا گیا

حالات بعد از وصال: حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب نے کمالِ ضبط و حوصلہ سے تجہیز و تکفین کا مناسب ترین انتظام کروایا اور اہلِ خانہ کے افراد اور خاص خاص احباب کو حضور قبلہ عالمؒ کے جسدِ انور کے ساتھ منگانی شریف روانہ کیا جبکہ خُود تابُوت مُبارک بنوانے اور دیگر متعلقین و متوسلین کو بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دینے کیلئے جھنگ ہی رہے۔ لیکن بعض یارانِ طریقت خود حضرتؒ صاحبِ وصال کی روحانی کشش اور کئی رویائے صادقہ کے ذریعے شرکتِ نمازِ جنازہ کی نعمت سے مستفیض ہوئے۔

جسدِ انور کی منگانی شریف آمد: ۲ جون ۱۹۹۱ء بروز اتوار صبح سویرے طلوعِ آفتاب کے بعد گاڑیوں کے جھُرمٹ میں حضور قبلہ عالمؒ کا جسمِ اطہر منگانی شریف لایا گیا۔ ہمیں کوئی اطلاع نہ تھی۔ البتہ آپ کا فرمان مُبارک یاد تھا جو دو روز قبل مُجھے دمِ رُخصت فرمایا کہ "میں تمہارے پاس اتوار کو صبح سویرے آؤں گا" لہٰذا پہلے تو خوشی ہوئی لیکن جونہی آپ کے جسدِ انور کو دیکھا تو پھر کوئی ہوش نہ رہی۔ آنکھوں میں ایک دفعہ اندھیرا چھا گیا۔ آستانہ عالیہ کے دُرویش اور آپ کے خِدمت گار ایک دوسرے کو گلے لگائے مشغولِ گریہ تھے لیکن راقم الحروف گم صُم اور عالمِ حیرت میں ایک طرف ہی چلتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جب قدرے

Marfat.com

حواس بحال ہوئے تو آپ کے جسدِ انور کو گھر کے اندر لایا گیا اور لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ پھر کچھ احباب نے مزار شریف کے متعلق دریافت کیا تو مجھے یاد آیا کہ حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئی بار ہم تینوں بھائیوں کی موجودگی میں اس امر کا اظہار فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد مجھے مسجد کے ساتھ اپنے حُجرہ میں دفن کیا جائے نا کہ میرے والدِ بزرگوار کے پاس بلوآنہ شریف میں۔ لہٰذا میں نے چند خاص خاص احباب کے ہمراہ حُجرہ شریف میں نشانِ مرقد لگایا اور لرزتے ہاتھوں سے مزارِ پُرانوار کھودنے کی ابتدا ہوئی۔ اتنے میں یارانِ طریقت کافی تعداد میں جمع ہونے شروع ہو گئے اور آستانہ عالیہ پر رش ہونے لگا۔ تقریباً دِن بارہ بجے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب بھی تمام ضروری امور سے فراغت پا کر جھنگ سے واپس آ گئے اور ان کے حکم پر شام چھے بجے نمازِ جنازہ کا اعلان کیا گیا۔

آخری غُسل: شام ساڑھے پانچ بجے گھر سے آپ کے جسدِ انور کو اُٹھایا گیا۔ پلنگ مُبارک کو آگے سے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب اور میں نے کندھا دیا جبکہ پیچھے سے پیر شفیع حُسین اور میاں گُل شیر احمد نے اور آپ کو لنگر خانہ غوثیہ میں لایا گیا۔ حویلی کا دروازہ بند کرنے کے بعد جائے مقصود پر چادریں تان کر غُسل دیا گیا۔ حضرتِ اخی قبلہ طریقہء غُسل بتانے لگے جیسا کہ خُود انہیں حضور قبلہ عالمؒ نے سمجھایا تھا۔ میاں احمد بخش کُمہار اور خلیفہ ڈاکٹر امیر الدین غُسل دینے لگے جبکہ خلیفہ میاں محمد بخش، پیر شفیع حُسین اور میاں محمد حُسین کلس جسمِ اطہر پر پانی ڈالنے لگے۔ ملک رب نواز، خلیفہ میاں محمد رمضان، پیر اوتاد حُسین، میاں گُل شیر احمد، خلیفہ مولٰینا شیر محمد، سلطان محمود بھٹی، حاجی احمد بخش اور اشفاق حُسین کلس اردگرد چادریں تان کر کھڑے تھے۔ میاں اللہ دتہ بلوچ نے کفن مُبارک درست کیا جبکہ راقم الحروف گھر سے آپ کے لیے بستر لایا۔ بعد از غُسل آپ کے وجودِ مسعود کو دو

Marfat.com

نئی سفید چادروں میں لپیٹا گیا اور نرم بستر بچھا کر آپ کو رُو بقبلہ سُلا دیا گیا۔ اتنے میں ایک فوٹو گرافر حاضرِ خدمت ہوا اور حضور کی آخری چند تصاویر بنائیں۔ بعدازاں جونہی آپ کے جسدِ انور کو لنگر خانہ سے باہر لایا گیا تو مخلوقِ خُدا کا ایک جمِ غفیر اُمڈ پڑا۔ پھر کسی نے آپ کے پلنگ مُبارک کو کندھا نہ دیا بلکہ ہاتھوں اور بازوؤں پر اُٹھائے رکھا۔

نمازِ جنازہ: چونکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ نمازِ جنازہ میں شامل ہو کر نجاتِ دارین حاصل کرنا چاہتے تھے اس لیے جسدِ انور کو دربار شریف سے باہر ایک وسیع وعریض میدان میں لے چلے۔ ہجومِ خلائق کی وجہ سے جنازہ آہستہ آہستہ روانہ ہوا۔ آگے آگے جھنگ سے آئے ہوئے طالب قوال کے ہمنوا مولودخانی کرتے تھے جبکہ یارانِ طریقت پیچھے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھتے تھے۔ بعض احباب پر حالتِ وجد طاری تھی۔ کچھ نے داغِ مفارقت میں گریباں تک چاک کر لیے۔ ہر شخص دیوانہ وار جسدِ انور کے نزدیک جانے کی کوشش میں تھا۔ حتّٰی کہ جائے مقصود پر پہنچ کر چھڑیوں کی مدد سے صفیں دُرست کی گئیں۔ ایک ایک صف لمبائی میں تقریباً دو ایکڑ تک پھیلی ہوئی تھی۔ نمازِ جنازہ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ کے لیے چھڑیوں کی مدد سے جب صفیں درست کی جارہی تھیں جس سے کافی گردوغبار اُٹھ رہا تھا اس وقت ناگواری کی کیفیت میں حضور قبلہء عالمؒ کی دائیں طرف کی چشم مبارک کھلی جسے میں نے بند کیا۔ اس کے علاوہ گھر میں بھی جب باہر سے آنے والی عورتوں نے حسبِ عادت واویلا شروع کیا تو اس وقت بھی آپ کی یہی آنکھ مبارک کھلی تھی جسے راقم السطور نے ہی بند کیا کہ آپ کی طبع شریف شوروغُل سے متنفر تھی۔

Marfat.com

آخری زیارت وتدفین: بعد از نمازِ جنازہ لوگ زیارت کے لیے ٹوٹ پڑے لیکن اس وقت زیارت نہ کروائی گئی تاکہ زائرین کی کثرت سے آپ کے جسدِ انور کو تکلیف نہ پہنچے اور ہدایت کی گئی کہ سب لوگ میدان میں صفیں دُرست کرلیں تو پھر زیارت ممکن ہوسکتی ہے لہٰذا دو تین ایکڑ لمبی ایک ایک صف تیار ہوئی۔ پھر پلنگ مبارک کو اُٹھایا گیا۔ سرہانے والوں نے قدرے اُوپر کیا جبکہ قدموں والوں نے ذرا نیچے کیا اور یوں تمام صفوں میں پھرتے پھراتے رہے۔ شام تک بڑی مشکل سے تمام افراد زیارت سے مستفید ہوسکے۔

پھر جسدِ انور کو ہال کمرہ میں لایا گیا اور وہاں پر موجود تابوت شریف میں اُتارا گیا۔ پھر آخری زیارت کے لیے دوبارہ گھر میں لایا گیا۔ بعد از نمازِ مغرب تابوت شریف کو آستانہ عالیہ کے صحن میں لائے۔ تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد چچا حافظ عبد الغفور صاحب نے دوسری نمازِ جنازہ پڑھائی پھر بعد میں پہنچنے والے یارانِ طریقت کافی دیر تک زیارت کرتے رہے۔ بعد ازاں تابوت شریف کو حُجرہ شریف میں لایا گیا اور رسوں کی مدد سے آہستہ آہستہ مزار میں اُتار دیا گیا پھر وہاں پر موجود سب افراد نے آخری زیارت کی اور تمام لوگوں کو حُجرہ میں سے نکال دیا گیا۔ فقط خاص خاص احباب رہ گئے اس وقت حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین مدظلہ صاحب ہاتھ جوڑے سر جھکائے آپ کی دائیں جانب کھڑے ہدیہء سلام عرض کر رہے تھے۔ ان سے کچھ فاصلہ پر راقم الحروف دست بستہ حاضر تھا جبکہ خلیفہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب دروازوں پر نگرانی کر رہے تھے۔ رات تقریباً ۹ بج کر ۷ ۳ منٹ پر تابوت شریف کو بند کر دیا گیا۔ سب سے آخر پر اِس خاکسار نے بظاہر جسمانی طور پر آخری زیارت کی اور الوداعی سلام عرض کرتے ہوئے آپ پر لُنگی ڈال دی۔ حضور قبلہ عالمؒ کے مہجور متوسلین اور عُشاق آپ کی جدائی کا ناقابلِ برداشت صدمہ اُٹھا رہے ہیں لیکن آپ کی یاد ہر وقت دِلوں میں اسی طرح تازہ ہے اور کل روزِ قیامت ہمارے پاس یہی سرمایہء حیات ہوگا۔

Marfat.com

؎ خیالِ یار میں ہم پُر بہار رہتے ہیں
خزاں کے دِن بھی ہمیں ساز گار رہتے ہیں

آخر میں دو قطعات بر تاریخِ وصال حضور قبلہ عالم منگانوی قدس اللہ سرہ المعنوی ہدیہء ناظرین ہیں

فارسی۔

خواجہ ء ما پیر کرم حُسین فخر الاصفیاء
قُطبِ اعظم غوثِ عالم صاحبِ جود و سخا
عاشقاں را قبلہ گاہے عارفاں را رہنُما
واصل باللہ شاہِ اولیاء نورِ خُدا

۱۴۱۱ھ

اردو۔

حضرتِ قبلہ ء عالم قبلہ ء اہلِ صفا
مظہرِ انوارِ یزداں ، معدانِ لُطف و عطا
ماہِ ذیقعد چودہ سو گیارہ ہجری تھی تاریخ
روزِ دو شنبہ چلے طاہر حزیں کے پیشوا

Marfat.com

بعد از وصال حضرت اخی کا خواب :۔ وصال کے دوسرے روز حضور قبلہ ء عالم خواب میں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب کو ملنے اور فرمایا ''بیٹا! میں تو زندہ ہوں جبکہ تم اعلان کرواتے رہے کرم حُسین کا انتقال ہو گیا'' تو انہوں نے عرض کی حضور میں نے یہ اعلان نہیں کروایا بلکہ کسی اور دُرویش نے کروایا ہے ۔ سبحان اللہ

سچ ہے ۔ **اَوْلیاَ اللّٰہ لَا یَمُو تُونَ بَل یَنقَلِبُونَ مِنْ دارِ اِلیٰ اُخرٰی** ۔ یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ اِس دار سے دارِ آخرت کو منتقل ہو جاتے ہیں۔

قُل خوانی :۔ وصال کے تیسرے روز ۴ جون ۱۹۹۱ء بروز منگل کو رسم قل خوانی ادا کی گئی۔ مجلس کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہُوا۔ پھر نعت خوانی ہوتی رہی۔ بعد ازاں راقم السطور اور کُچھ نعت خواں حضرات نے بھی آپ کے داغِ مفارقت میں چند ایک مرثیے پڑھے۔ پھر قبلہ عم محترم حضرت علامہ پیر زادہ محمد امداد حُسین صاحب نے آپ کی سیرتِ عالیہ کے ایک نُمایاں پہلو یعنی ظاہری علالت پر مفصل خطاب فرمایا اور بطورِ تمثیل میاں میر قادری لاہوریؒ کا واقعہ بھی بیان فرمایا کہ اُنہیں دمہ کی تکلیف تھی ۔ ساری ساری رات بے چینی کی وجہ سے کروٹیں بدلتے گزر جاتی لیکن صبح جب مجلس میں بیٹھتے تو جو بھی بیمار و لاچار شخص پانی دم کروا کر پیتا شفایاب ہو جاتا۔ ہمہ وقت حاجت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی ۔ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی متعجب رہتیں کہ خود تو علیل رہتے ہیں لیکن لوگ ایک پھونک سے شفا پاتے ہیں۔ ایک دِن اُنہوں نے بُرقعہ پہن لیا اور حاجت مندوں کی قطار میں آکر کھڑی ہو گئیں۔ اپنی باری پر آواز بدل کر عرض کی کہ میرے بیٹے کو دمہ کی تکلیف ہے یہ پانی دَم فرما دیں۔ آپ نے پانی دم کر دیا۔ اُنہوں نے وہی پانی رات کے وقت آپ کو پلا دیا چنانچہ وُہ رات بڑے آرام و سکون کے ساتھ گُزری اور آپ نے کروٹ تک نہ بدلی۔ صبح کو بیدار ہوئے تو فرمایا اماں جی!

Marfat.com

آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔آپ کو کیا معلوم کہ جب مجھے دمہ کے سبب نیند نہ آتی اور رات کو کروٹ بدلتا تو میرا رب مجھ سے پوچھتا میاں میر! تیرا کیا حال ہے؟ میں عرض کرتا الحمدللہ میرے مولا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے لیکن آج رات ایسی غفلت میں گزری کہ میرے مالک نے مجھے ایک بار بھی یاد نہ فرمایا۔

قبلہ پیرزادہ صاحب نے مزید فرمایا حضور قبلہ عالمؒ کی حیاتِ ظاہری آپ لوگوں کے سامنے ہے۔ بظاہر آپ کو بھی دمہ کی تکلیف تھی لیکن باطنی طور پر آپ کا اپنے مالک کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ ساری ساری رات بے شک سوتے نہیں تھے البتہ اپنے مولا کے ساتھ راز و نیاز کا حال بدستور قائم رہتا۔ آخر میں ختم شریف پڑھا گیا اور تمام دوست احباب کو اجازت ہوئی۔

ختمِ چالیسواں:۔ ویسے تو حضور قبلہ عالم منگانویؒ کا ختمِ چالیسواں ۱۱ جولائی ۱۹۹۱ء کو ہونا تھا لیکن ہمارے وسطی برادر حضرت قبلہ پیر محمد اختر حسین صاحب اور آپ کے بھانجے اور بڑے منظورِ نظر خلیفہ پیر سخی حُسین صاحب پہلے شرکتِ نمازِ جنازہ سے محروم ہو چکے تھے کیونکہ وہ برطانیہ میں تھے اور وصال کے دوسرے روز پہنچے تھے لہٰذا مناسب یہی سمجھا گیا کہ یہ تقریب سعید اُن کی موجودگی میں انجام پذیر ہو۔ الغرض آپ کا ختمِ چالیسواں ۲۰ جون ۱۹۹۱ بروز جمعرات کو آستانہ عالیہ پر منعقد ہوا۔ سینکڑوں زائرین اور دوست احباب اکٹھے ہوئے لہٰذا صبح سویرے طلوعِ آفتاب سے قبل ہی قرآن خوانی شروع ہو گئی۔ مجلس کا آغاز حسبِ دستور تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ بعد میں نعت خواں حضرات کی باری آئی۔ پھر علمائے کرام نے اولیاء اللہ کے وصال کی حقیقت اور حضورِ قبلہ عالمؒ سے متعلق اپنی اپنی عقیدت مندی کے مطابق اظہارِ خیال کیا۔ بعد ازاں چند ایک شُعراء نے آپ کے داغِ مفارقت میں مرثیے پڑھے۔ خاص طور پر مشہور نعت خواں صوفی اللہ دتہ راہی کا لکھا ہوا پنجابی مرثیہ بڑا مشہور ہوا

Marfat.com

جس کا مطلع تھا

اکھیں سکدیاں ہن اج ویکھن نوں اوہ یار پیارا نہیں دِسدا

سوہنا مُرشد کرم حسینؒ پیا اوہ راج دلارا نہیں دِسدا!

بعد از ختم شریف حضرت صاحبزادہ سید اظہار محمد شاہ صاحب سجادہ نشین دھڑ شریف نے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کی دستار بندی فرمائی اور ان کی دُعا کے بعد مجلس بر خاست ہوئی۔ الغرض آپ کے بعد از وصال روزانہ بے شمار آئے ہوئے زائرین کو لنگر کھلایا جاتا اور ہر جمعرات کو مرقد منورہ پر محفل شبینہ کا بھی اہتمام ہونے لگا جو بعد از اں عرصہ تک جاری رہا۔

بعد از وصال مزار سے ظاہر ہونا: حضور قبلہ عالمؒ کے وصال شریف سے چند روز بعد ہم سب آستانہ عالیہ پر نمازِ مغرب سے فارغ ہوئے تو اچانک میاں محمد حُسین کلس کی نظر حجرہ مبارک پر پڑی چونکہ دروازہ کھلا تھا اس لیے وُہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سامنے حضور قبلہ عالمؒ سفید دستار اور سفید لباس میں ملبوس اپنی مزار کے پاس ہی جلوہ افروز ہیں۔ اُنہوں نے فوراً پاس بیٹھے ہوئے احباب کو متوجہ کیا کہ وہ دیکھو سامنے حضور قبلہ عالمؒ تشریف فرما ہیں لیکن ہمارے دیکھنے سے قبل ہی میرا ایک غلام قاسم حسین آپؒ کو دیکھ کر حجرہ شریف کی طرف دوڑا مگر اس کے پہنچتے ہی آپ غائب ہو گئے۔ ہم سب ناراض ہوئے کہ تم نے جلد بازی سے کام لیا اگر کچھ دیر کے لیے توقف کرتے تو ہم بھی دولتِ زیارت سے مستفیض ہوتے۔ الغرض اس کے علاوہ بھی دیگر احباب نے جن میں ہمارے گھر کے کُچھ افراد بھی شامل ہیں آپ کو بعد از وصال اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا لیکن اگر تمام واقعات تحریر کیے جائیں تو مزید طوالت کا اندیشہ ہے فقط اسی پر

Marfat.com

اکتفا کیا جاتا ہے ۔ سبحان اللہ

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

Marfat.com

الفراق

دل کے آئینہ میں کچھ نقش جما لیتے ہیں
گزرے لمحات کو یادوں میں بسا لیتے ہیں

غمِ جاناں کا یہ اعجاز سنو اہلِ جنوں
ہر رگِ جان میں غم ہی کو رسا لیتے ہیں

تیرے گھائل کو کہاں چین شبِ فرقت میں
آتشِ ہجر سے دل اپنا جلا لیتے ہیں

دیکھ کر زلفِ گرہ بار دل افگار ہوا
یہ اسیرانِ محبت ہی سزا لیتے ہیں

آج جب لحد کا پردہ ہے نظر کے حائل
آج تصویر تیری دل میں سجا لیتے ہیں

عشق مجھ کو نہ سہی وحشتِ ایام سہی
نام لے کے تیرا اشک بہا لیتے ہیں

اب تو ویران ہوا میرا گزر گاہِ خیال
تیری یادوں میں شب و روز نبھا لیتے ہیں

دل نہیں، ہوش نہیں، صبر نہیں، کچھ بھی نہیں
تجھ سے اک بار جو آنکھوں کو ملا لیتے ہیں

اب تو حسرت ہی رہی چہرۂ زیبا کی طاہر
صورتِ یار میں اپنے کو گنوا لیتے ہیں

Marfat.com

بندہ پروردگارم امتِ احمد نبی

دوستدارم چار یار تابعِ اولادِ علیؓ

مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیلؑ

خاکِ پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

Marfat.com

فیضانِ کرم

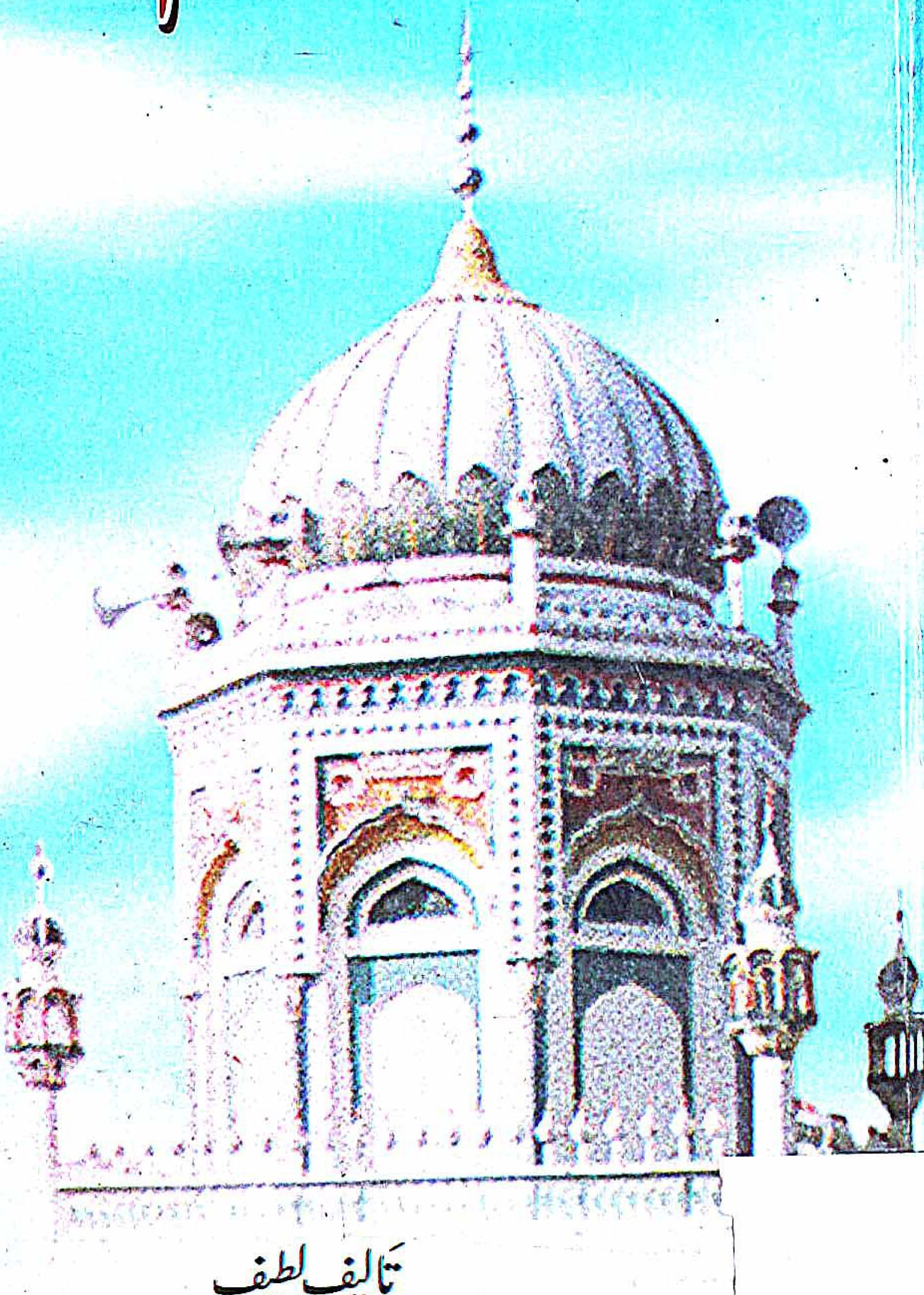

تالیفِ لطیف

صاحبزادہ ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری غفرلہ

Marfat.com